رحمۃ اللہ علیہ
تاج المحدثین عمدۃ المحققین حضرت علامہ مفتی ارشاد حسین رام پوری مجددی

کی نوک قلم سے نکلنے والا تقریباً ایک صدی کے بعد شائع ہونے والا پاکستان میں پہلی بار

منظر عام پر آنے والا نادر و نایاب

حصہ اول

فتاویٰ ارشادیہ

تالیف حضرت علامہ مولانا مفتی عبد الغفار خان نقشبندی رام پوری

تقدیم مفتی محمد اطہر نعیمی چیئرمین رویت ہلال کمیٹی پاکستان

ترتیب نو: ابو الطاہر غلام عباس باروی مجددی

زیر اہتمام
ابو الساجد محمد اقبال باروی

ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
دار العلوم طاہر آباد نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ

جامع مسجد بسم اللہ شیرپاؤ
کالونی لانڈھی کراچی

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
صلی اللہ علی النبی الامی وعلیٰ الہٖ واصحابہ وسلم تسلیما

فتاویٰ ارشادیہ

O ...... ناشر ....O

غلام عباس بارو[illegible] مجددی ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ مرکزی دفتر
[illegible]سوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد موضع نواں کوٹ تحصیل چوبارہ ضلع لیہ
خط وکتابت کے لئے: جامع مسجد بسم اللہ شیر پاؤ کالونی گلی نمبر ۴ لانڈھی کراچی

نام کتاب	:	فتاویٰ ارشادیہ
مصنف	:	تاج المحدثین مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوریؒ
مرتب	:	حضرت علامہ عبدالغفار نقشبندی رحمتہ اللہ علیہ
ترتیب نو	:	غلام عباس باروی نقشبندی
اہتمام	:	علامہ محمد اقبال باروی
اشاعت	:	ایک ہزار
طابع	:	محمد ابراہیم عباس
پاکستان میں بار اول	:	یکم اپریل ۲۰۰۰ء

○ ...... ملنے کا پتہ ...... ○

قاری دلشاد احمد نقشبندی مدرسہ بیت النور لانڈھی نمبر ۶، کراچی۔

فون: 5046057

مکتبہ غوثیہ ہول سیل سبزی منڈی کراچی۔ فون: 429946

مولانا راغ علی رضوی سنی رضوی کتب خانہ گلشن کالونی

فیصل آباد۔ فون: 628319

سید محمد احمد یوسف نعیمی جامعہ مجددیہ نعیمیہ ملیر کراچی

(نوٹ)..... فتاویٰ ارشادیہ کو بغیر ردوبدل کے شائع کیا جارہا ہے۔

کتاب کیسے چھپی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم کا بے حد شکر واحسان اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بے حد درود وسلام جن کے فیضان رحمت سے خالق کائنات روٴف رحیم کی توفیق خاص ہوئی کہ نادر ونایاب کتب کو شائع کرنے کا موقع ملا۔

میرے دل میں یہ تمنا تھی کہ کچھ نایاب کتابیں شائع کی جائیں اس سلسلے پاکستان کے اکثر مدارس میں علمائے کرام سے ملاقاتیں ہوئیں تو اس سلسلہ میں جامعہ حامدیہ رضویہ گلشن رضا کراچی حاضر ہوا تو شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا غلام نبی فخری مدظلہ سے ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا کہ کوئی نایاب کتاب ہو تو عطا فرمائیں تاکہ اس کو شائع کیا جائے تو علامہ صاحب نے فرمایا کہ علامہ رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم حذا سے ملاقات کریں تو ملاقات ہوئی میں نے عرض کیا فرمانے لگے فتاویٰ ارشادیہ شائع کرائیں تو آپ نے فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول ودوم کی فوٹو اسٹیٹ عطا فرمائی۔ علامہ رضاء النبی صاحب نے فرمایا کہ اس کی اصل کاپی استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی محمد جمیل احمد نعیمی کے پاس ہے تو میں جامعہ نعیمیہ کراچی حاضر ہوا تو مفتی علامہ محمد اطہر نعیمی اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ چیئرمین ہلال کمیٹی پاکستان سے ملاقات ہوئی تو میں نے کتاب کے لئے عرض کیا تو آپ نے اصل کتاب عطا فرمائی پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب سے ملاقات ہوئی تو آپ بہت خوش ہوئے ایسا کام ضرور کرو اور انہوں نے بہت دعائیں دیں اور آپ کی (علامہ ارشاد حسین مجددی احمدی زندگی کے بارے میں حالات لکھنے کے لئے تیار ہوگئے اور پیر طریقت سید مقصود علی شاہ

قادری ، حضرت علامہ مولانا جان محمد نعیمی صاحب ، حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی صاحب ، حضرت علامہ مولانا منیب الرحمن صاحب اور حضرت علامہ شیخ الحدیث التفسیر حضرت خالد محمود بانی جامعہ معارف القرآن کراچی۔ کتاب چھاپنے میں بھرپور ساتھ دیا۔

علامہ ارشاد حسین احمدی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی کے حالات کے لئے میں نے اکثر علمائے سے رابطے کئے تو علامہ بشیر القادری صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے مبارکباد دی کہ آپ کو میں تحفہ دوں گا۔ میں نے بے چینی میں پوچھا حضور کیا تحفہ ہے تو انہوں نے جواب دیا جو آپ کا کام تھا حل ہو گیا یعنی علامہ ارشاد حسین احمدی رحمتہ اللہ علیہ کی زندگی پر کتاب مل گئی۔ انہوں نے مجھے عطا کی گویا دنیا کی ہر چیز مل گئی جس وقت سے کتاب میرے پاس آئی تو بہت زیادہ سکون محسوس ہوا ہوتا بھی کیوں نہ جس شخصیت کے لئے پیارے آقا نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے مرشد کامل کو فرمائیں ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو تاکہ دین کی خدمت کریں ان کی کتاب پڑھ کر سکون ہی سکون ہے۔

پھر علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی صاحب کے پاس حاضر ہوا تو آپ کو کتاب دکھائی تو آپ نے بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا فرمانے لگے اگر کوئی مجھے کوئی کثیر رقم دیتا تو اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی اس کتاب کو دیکھ کر ہوئی ہے گویا مفتی اعظم حضرت علامہ ارشاد حسین احمدی مجددی رحمتہ اللہ علیہ براہ راست فیض عطا فرما رہے ہوں۔

حضرت علامہ مولانا رضاء النبی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم جامعہ بانی مکتبہ فخریہ کراچی اور الحافظ الحاجی خلیل احمد نورانی کا تہہ دل متشکر جنہوں نے اپنے قیمتی مشوروں سے نوازا۔ اور کراچی میں مرکز کے لئے حاجی محمد نواز بلوچ ، محمد نثار ، محمد عنصر علی جو کہ بسم اللہ جامع مسجد شیر پاؤ لانڈھی کراچی کے ٹرسٹی ہیں انہوں نے فرمایا ایک اللہ کا نیک بندہ ہماری مسجد کو بنوا رہا ہے اللہ تعالیٰ اس کے علم میں ، عمل میں اضافہ فرمائے تو یہاں پر نایاب کتابیں چھاپنے کے لئے مرکز بنائیں۔

مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے مگر اپنے پیر ومرشد ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیر بارو شریف لیہ کی نگاہ کرم استاذ العلماء الحاج قاری محمد دین نعیمی مصنف الخطیب فیصل آباد کی تربیت والد مکرم صوفی فتح شیر قادری کی شفقت سے ناچیز اس قابل ہوا۔

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ مولانا سید شاہد علی رضوی جمالی شیخ الحدیث الجامعہ الاسلامیہ قدیم گنج رام پور شریف آنڈیا کی کتاب حیات خدمات نظریات حضرت علامہ مولانا مفتی ارشاد حسین مجددی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ صفحات فتاویٰ ارشادیہ سے قبل دیئے گئے ہیں اللہ تعالیٰ موصوف کے علم وعمل میں ترقی عطا فرمائے۔

آخر میں ان دوستوں کا متشکر ہوں جنہوں نے کتاب کے سلسلے میں ہر موقع پر سرپرستی فرمائی خصوصاً حضرت علامہ مولانا باغ رضوی مہتمم جامع شیخ الحدیث فیصل آباد علامہ مولانا محمد اقبال باروی، محمد مرسلین دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے علامہ موصوف ودیگر علمائے اہلسنت کی نایاب کتب شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔(آمین)

ooo

غلام عباس باروی مجددی دارالعلوم عباسیہ بارویہ
طاہر آباد لیہ
جنرل سکریٹری ادارہ تعلیمات امام ربانی مجدد الف
ثانی رحمۃ اللہ علیہ
۸/اپریل ۲۰۰۰

فہرست فتاویٰ ارشادیہ جلد ۱

استاذ العلماء حضرت علامہ مفتی ابن مفتی محمد جان نعیمی
دار العلوم مجددیہ نعیمیہ ملیر، کراچی

باسم رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت شیخ الاسلام شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفہ اجل حضرت شیخ محی السنۃ شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہ العزیز اپنے زمانہ کے عظیم عبقری تھے۔
جس پر ان کی علمی تخلیقات و تحقیقات شاہد اور زمانہ خود گواہ ہے ان کا علمی مقام بہت بلند ہے۔ فضائل و کمالات کے ایسے جامع تھے جن کے سامنے بڑے سے بڑا ہیچ ہے ان کی فضیلت کا یقین دشمن و دوست دونوں کو ہے۔ مختلف مقامات سے فتاویٰ ارشادیہ کا جائزہ لینے کے بعد یہ محسوس ہوا کہ صاحب کتاب اپنے وقت کے امام ابن ہمام تھے۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار

میں فاضل نوجواں حضرت مولانا غلام عباس نقشبندی زید مجدھم کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے ایک نادر و نایاب کتاب کو شائع کرایا۔ یقیناً یہ اہل علم پر احسان ہے اللہ رب العالمین اس کاوش سعید کو قبول فرمائے اور سرمایہ دارین بنائے آمین۔

الفقیر الی غفور ربہ الکریم
عبدہ محمد جان نعیمی عفی عنہ
۲۴ ذوالحج ۱۴۲۰ھ

تقدیم

اس دنیا میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو مطلب برآری کے لئے اپنی تمام توانائیاں صرف کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کے مثبت اور قابل قدر ہونے کی وجہ سے ان کی قدردانی ضروری ہو جاتی ہے۔ تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے یہ عرض کروں کہ گزشتہ دنوں ایک صاحب تشریف لائے انتہائی خلوص و محبت و عقیدت کا اظہار کیا۔ میں نے تعارف چاہا تو پتہ چلا کہ موصوف کا نام مولوی غلام عباس بارو(جی) ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھتے ہیں معروفیت کی وجہ سے تفصیلی گفتگو نہ ہو سکی۔ کچھ دن کے بعد پھر تشریف لائے اور مجھ سے کہا میرے علم میں آیا ہے کہ آپ کے پاس فتاویٰ ارشادیہ (اس کے بارے میں موصوف نے عرض ناشر میں لکھ بھی دیا ہے) میں نے بتایا کہ دارالعلوم کے کتب خانہ میں حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رامپوری کے فتاویٰ کی پہلی جلد اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا رسالہ جو منفقود الخبر کے سلسلہ میں ہے موجود ہیں لیکن فتاویٰ ارشادیہ کی دوسری جلد کی فوٹو کاپی عزیزم جناب لطافت یار خان سے ملی ہے جو جناب مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کے فرزند نسبتی ہیں۔ مولانا اکرام حسین صاحب مرحوم کا تعلق اسی خانوادہ سے ہے جن کی علمی خدمات کو اجاگر کرنے اور ملت مسلمہ کے ارباب علم کے استفادہ کے لئے یہ مجموعہ فتاویٰ شائع کیا جارہا ہے۔ گو ضخامت کے اعتبار سے یہ مجموعہ فتاویٰ مختصر ہے لیکن بقول شیخ سعدی علیہ الرحمۃ "بقامت کہتر بقیمت بہتر" یہاں اس امر کا اظہار ضروری خیال کرتا ہوں کہ اس مجموعہ فتاویٰ کے سلسلہ میں کچھ لکھنے کا مجھ پر حق بھی ہے کیونکہ میرا تعلق مرادآباد سے ہے صاحب فتاویٰ حضرت مولانا ارشاد حسین رحمۃ اللہ علیہ صاحب مصطفیٰ آباد مشہور بہ رامپور سے متعلق اور ان دو جگہوں کا فاصلہ تقریباً اٹھارہ انیس

میل اور آج کل (وقت تحریر سطور ہذا) یہ آبادیاں تقریباً متصل ہو رہی ہیں اگر آبادی کی یہی حالت رہی تو مراد آباد اور رامپور میں کوئی فصل نہ رہے گا کچھ لکھنا چاہتا تھا لیکن جب مولانا غلام عباس نے مجھے مولانا شاہد علی صاحب رضوی کی وہ کتاب دکھائی جو موصوف نے حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھی ہے تو میں نے انہیں مشورہ دیا کہ اس کتاب کے کچھ حصہ کو شامل مجموعہ فتاویٰ کر دیا جائے تاکہ ناظرین کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی فقہاہت کے ساتھ ان کی عملی زندگی کے بارے میں معلومات حاصل ہوں یہاں میں اس امر کا اظہار بھی کر دوں کہ حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر خیر میں اپنے استاذ محترم صدر الافاضل حضرت مولانا سید محمد نعیم الدین صاحب مراد آبادی اور اپنے والد محترم تاج العلماء حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی رحمۃ اللہ علیہ سے سنتا رہا ہوں۔ اس کے علاوہ مولانا عنایت اللہ خان صاحب رامپوری مرحوم کا مرتب کردہ مطبوعہ رسالہ (بزبان فارسی) مقامات ارشادیہ جو عزیزم لطافت یار خان صاحب ہی سے ملا ہے اس کا بھی جستہ جستہ مطالعہ کرتا رہا ہوں اس کے مطالعہ سے بھی مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت کا یہ پہلو نظر آیا کہ حضرت مولانا اپنے دور کے شریعت وطریقت کا مجمع البحرین تھے جن کی مثال مشکل سے ملے گی۔ میں مولانا شاہد علی صاحب کی اس قلمی کاوش کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے مستقبل کے ارباب علم کو راستہ دکھا دیا ہے کہ وہ حضرت مولانا کے بارے میں مزید تحقیق فرمائیں۔ میں دعا گو ہوں کہ رب کریم اس مجموعہ فتاویٰ سے ہمیں استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنی بارگاہ میں قبولیت سے نوازے اور اس کتاب کی اشاعت میں جن جن حضرات نے جس حیثیت سے بھی حصہ لیا ان کی خدمات کو قبولیت کے ساتھ ساتھ علمی خدمات کی مزید توفیق عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

محمد اطہر نعیمی

[illegible] جامع مسجد آرام باغ کراچی

حضرت علامہ مولانا محمد اعظم سعیدی
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان

سچے لفظ

فقیہ العصر، جامع علوم عقلیہ ونقلیہ، واقف نکات اصلیہ حضرت مولانا ارشاد حسین رام پوری قدس سرہ کی عظیم المرتبت شخصیت کہ جنہیں امام اہلسنت مجدد مائتہ رفتہ مولانا احمد رضا خاںؒ کفل الفقیہ میں **من کبار علماء الهند** اور فاضل کامل لکھیں ...... مولانا شیخ ابوالخیر مکی ہدیہ احمدیہ میں جنہیں فاضل و محقق کامل لکھیں ...... حافظ محمد حسین مراد آبادی انوار العارفین میں جنہیں مفسر، محدث، مدرس فقہ واصول، فہمندۂ دقائق معقول لکھیں ...... مولانا عبدالاول جونپوری مفید المفتی میں جنہیں جامع العلوم کہیں ...... مولانا عبدالسمیع بیدل رام پوری انوار ساطعہ میں جنہیں **القمقام والنحرالهمهام الاديب المصقع المتكلم النبيه** لکھیں ...... مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی جنہیں **قدوة اهل التحقيق والتدقيق وفصيح مقبول** قرار دیں ...... مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی تعلیق المحلی میں جنہیں محدث نبیہ اور فقیہ وجیہ لکھیں ...... صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی جن کی تعریف و تحسین میں رطب اللسان ہوں ...... مولانا نور الحسین فاروقی طرب الکرام میں جنہیں شیخ فخام، قدوۃ الانام امام الھمام تحریر کریں ...... بقیۃ النحاۃ مولانا سید شاہ حسین گردیزی جن علوم صوری و معنوی کے کمالات کا بکثرت ذکر کرتے ہوئے جنہیں متبحر فقیہ کہیں ...... برادر محترم خواجہ رضی حیدر جن کا تذکرہ، تذکرہ محدث سورتی میں کرتے ہوں ...... ایسی نابغہ دیگانہ روزگار شخصیت کہ جن کی تعریف و توصیف اور تحسین میں اکابر جبال العلم کے کلک قلم سے مرصع تہنیتی و سحر کی کلمات وجود پا رہے ہوں اور اصحاب علم و فضل جن کے گن گاتے ہوں وہاں میرے توصیفی لفظوں، حرفوں کی کیا حیثیت ہوگی، من آنم کہ من دانم، چہ نسبت ذرہ

ریگ را با صحرائے علم........ مجھے اپنی علمی بے بضاعتی وکم مائیگی کا اعتراف ہے ۔ مگر فاضل عزیز مولانا غلام عباس مجددی سلمہ کے حسن ظن کی پاسداری کرتے ہوئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ بریلی، لکھنو، کان پور، حیدرآباد دکن، دہلی، پیلی بھیت، جمشید پور کے نامور علمی قلعہ ہائے معلیٰ کی موجودگی میں یکدم نمودار ہونا اور اپنے علم وفضل کو منوانا مولانا ارشاد حسین کے کمال علمیت کی روشن دلیل ہے جبکہ فتاویٰ ارشادیہ حضرت مولانا ارشاد حسین کی علمی فقاہت وثقاہت کی اظہر من الشمس تصدیق ہے ۔

میرے نزدیک یہ فتاویٰ ارشادیہ مسلمانوں کے معتقدات کی اعلیٰ توضیح وتشریح ہے اور اس میں بعض ایسے ادق مسائل کی عمدہ تفسیر ہے جو ہر عہد میں اہم اور نشاںبر رہے ہیں جیسے (۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کلمہ کن سے پہلے ہوئی یا بعد میں؟ (۲) احیاء ابوین شریفین (یعنی حضور علیہ السلام کے والدین گرامی کا زندہ کیا جانا اور کلمہ پڑھوانا) یہ مسئلہ اس لئے اہم ہے کہ دنیا میں ہی دوبار حیات کا تصور ابھرتا ہے؟ کیونکہ انسان عدم سے وجود میں آیا تو اس کی اولین حیات دنیائے بطن مادر کی ہے پھر عالم شکم سے انتقال اور دنیا میں آمد یہ دوسری دنیاوی حیات ہے پھر دنیا سے انتقال اور عالم برزخ میں جانا یہ تیسری برزخی حیات ہے پھر قیامت کے بعد چوتھی اور ابدی حیات ہے ۔

جس طرح برزخی حیات سے ابدی حیات کے درمیان موت کا وقفہ ہے یا نہیں ایک لا ینحل معمہ ہے اسی طرح دنیا سے برزخ کی طرف انتقال اور پھر برزخ سے واپسی اسی دنیا میں دوسری حیات اور پھر دوسری موت ایک پیچیدہ مسئلہ ہے جس پر مولانا ارشاد حسین رامپوری نے بڑی جرأت مندانہ اور دقیق فقیہانہ گفتگو فرمائی ہے (۳) بعد انتقال انبیائے کرام سے معجزات کا صدور (۴) کلام نفسی اور کلام لفظی کی تحقیق (۵) حیات کی جنس سے کسی نبی کا ہونا (۶) سماع بامزامیر (۷) ماضی کی متعدد قسموں۔ حال کی قسم اور مستقبل کے لئے کھائی گئی قسموں کا کفارہ (۸) بعد نماز عیدین معانقہ اور بعد نماز عصر ومغرب مصافحہ (۹) مولانا شبلی نعمانی کے دو اہم سوالوں کے جواب (۱۰) شرعی گز کی لمبائی کا بیان (۱۱) حیدرآباد دکن کے ڈپٹی کمشنر کا سوال دربارۂ احتساب کی شرعی وتاریخی

توضیح (۱۲) جاہل کو قائم مقام سلطان بنانا (۱۳) سود کی مختلف اقسام و شکلیں (۱۴) وکیل کے توسط سے اخذ ربا (۱۵) بتوں کے نام منسوب و معنون جانوروں کو اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنا (۱۶) حقے اور تمباکو کا استعمال وغیرہ۔

غرض کہ فتاویٰ ارشادیہ کے حصہ اول میں دو سو کے قریب اس طرح کے اہم ترین مسائل شامل ہیں جن سے حضرت مولانا ارشاد حسین رامپوری رحمتہ اللہ علیہ کا تبحر علمی آشکارا ہوتا ہے اور آپ کی فقاہت پر سر تسلیم خم کرنا پڑتا ہے نیز آپ کی علمی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ رام پور ریاست کے والی نواب کلب علی خاں آپ کی علمی جلالت سے ہی متاثر ہو کر عقائد امامیہ ترک کر کے سنی حنفی مجددی ہوئے تھے اور جب اسی نواب کلب علی خاں نے سنن ابو داؤد شریف کا انتہائی خوشنا مطلیٰ ومذہب نسخہ لکھوایا تو اس کی تصحیح مولانا ارشاد حسین اور محدث وقت مولانا سید حسن شاہ سے کروائی تھی چنانچہ محدث عصر سید حسن شاہ صاحب آپ کی جلالت علمی کے پیش نظر آپ کے دولت کدہ پر روزانہ تشریف لاتے اور دونوں حضرات مل کر ابو داؤد شریف کے نسخے کی تصحیح فرماتے تھے۔

عزیزم محترم فاضل مکرم مولانا غلام عباس مجددی نے فتاویٰ ارشادیہ کی اشاعت کا جو بیڑا اٹھایا ہے اللہ تعالیٰ موصوف کو ان کے مشن میں کامیابی عطا فرمائے اور علماء عوام اہلسنت کو اس فتاویٰ سے مستفید و مستفیض ہونے کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

محمد اعظم سعیدی بقلم خود
چیئرمین عالمی تنظیم خیر الامہ پاکستان
سرپرست سرائیکی ادبی سنگت پاکستان کراچی
فون : 8117740

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاج الفقہا حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری خلیفۂ اجل حضرت علامہ مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی نور اللہ مرقدہما تیرہویں صدی ہجری کے بزرگ ترین عالمِ دین اور محدثِ کامل ہیں۔ آپ کے بزرگوں کا وطنِ اصلی خطۂ مقدسہ سرہند شریف تھا۔ سکھوں کے تسلط اور تعدی کے بعد آپ کے بزرگ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ترکِ وطن کر کے بریلی شریف آ گئے[1] کافی عرصے کے بعد والیِ رامپور نواب فیض اللہ خاں قادری جمالی مریدِ حضرت مولانا مرشد میاں مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو عارف باللہ سلطان الاولیا حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی قادری قدس سرہٗ کی تحریک پر ڈھائی سو افراد کے قافلے کے ساتھ مصطفیٰ آباد عرف رامپور لائے۔ پھر کچھ عرصے کے بعد حضرت مولانا محمد مرشد میاں مجددی اور قطب ارشاد حضرت سید حافظ شاہ جمال اللہ نقشبندی مجددی قادری قدس سرہما کی تحریک و دعوت پر حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کے جدِ امجد جناب غلام محی الدین مجددی رامپور تشریف لائے اور محلہ گھیر سیف الدین خاں میں سیف الدین خاں کے مکانات میں سے ایک محل چار ہزار روپے میں خرید کر رامپور میں مستقل قیام پذیر ہو گئے۔ جناب غلام محی الدین مجددی کی سرہند شریف میں شہادت کے بعد ان کی والدہ ماجدہ نے گھیر سیف الدین خاں کا مکان فروخت کر کے محلہ پیپا تالاب پر اپنے ملکیے میں قیام فرمایا اور وہیں حکیم احمد حسین مجددی کی ولادت ہوئی۔[2]

---

[1] حافظ احمد علی خاں شوق ۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

[2] بروایت مولوی سجاد حسین مجددی ایڈووکیٹ، نبیرۂ حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ

ولادت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کی ولادت باسعادت ۲۴ ماہ صفر المظفر ۱۲۴۸ھ محلہ میلا تالاب شہر مصطفیٰ آباد عرف رام پور۔ یو۔پی (انڈیا) میں ہوئی۔ آپ کا نام محمد ارشاد حسین رکھا گیا۔ اور علماء اہل سنت وجماعت نے آپ کو تاج المحدثین، سند المحدثین، سراج الفقہاء، شیخ العلماء الراسخین اور قطب ارشاد جیسے القاب سے نوازا۔

نسب: مولانا ارشاد حسین بن مولانا حکیم احمد حسین بن غلام محی الدین بن فیض احمد بن شاہ کمال الدین بن شیخ درویش احمد بن شیخ زین العابدین عرف میاں فقیر اللہ بن حضرت خواجہ محمد یحییٰ بن حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ [1]

حلیہ: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا قد سید ھا درمیانی، سر پر شکوہ، پیشانی کشادہ، آنکھیں سیاہ مائل بہ سرخی، بھویں لمبی ایک دوسرے سے جدا و کشادہ، ناک معتدل، سفید عمامہ سر پر باندھتے، کرتہ جس کا گریبان سینے پر ہوتا پہنتے، تسبیح و عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ [2]

اخلاق: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خوش لباسی، خوش اوقاتی اور خوش اخلاقی سے زندگی بسر کرتے۔ ہر شخص کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے، عہد کو پورا کرتے، محتاجوں کو بخشش و کرم سے نوازتے اور امیروں سے بے نیاز رہتے تھے۔ ہم عقیدہ مسلمانوں پر شفقت و عنایت فرماتے اور باطل پرستوں سے شدید نفرت کرتے تھے۔ شہر اور اہلِ شہر پر خاص اثر تھا۔

تعلیم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے فارسی کی کتابیں اپنے والد مولوی

۱۔ (الف) حکیم عبدالحی لکھنوی، نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۴۹ (ب) شیخ ابو الخیر مکی۔ ہدیہ احمدیہ از ص ۸۶ تا ۹۴

۲۔ مولانا محمد علی نعمانی نقشبندی مجددی، معارف عنایتیہ ص ۱۱۷

حکیم احمد حسین مجددی، اپنے بھائی مولوی امداد حسین مجددی، شیخ احمد علی[50] اور شیخ داؤد علی[51] سے پڑھیں۔ یہ حضرات علم فارسی میں بہت ملکہ رکھتے تھے اس کے بعد نحو و صرف وغیرہ علوم عربیہ کی تعلیم مولوی حافظ غلام نبی، مولوی جلال الدین اور مولوی نصیر الدین خاں سے حاصل کی۔ اس کے بعد علماءِ لکھنؤ سے علومِ نقلیہ کی تکمیل کی۔ پھر وہاں سے علامۂ زماں مولانا محمد نواب افغانی نقشبندی کی خدمت میں علوم عقلیہ کے استفادہ کے لیے رام پور تشریف لائے اور باقی ماندہ کتبِ معقول وغیرہ کا درس علامۂ زماں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی مجددی سے لیا۔

تاثیرِ صحبت: اس زمانے میں ملا محمد نواب افغانی نقشبندی نواب کلب علی خاں کی تعلیم پر مامور تھے۔ لہٰذا مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا نواب کلب علی خاں کی مجلسِ استفادہ میں بھی جانے کا اتفاق ہوتا تھا اور ان کے ساتھ صحبت رہتی تھی۔

نواب کلبِ علی خاں کو مذہب امامیہ کی تعلیم کے لیے ان کے دادا نواب محمد سعید خاں والیِ ریاست رام پور نے دو شیعہ مجتہد مقرر کیے تھے۔ وہ مجتہد جس قدر عقائدِ امامیہ کی تعلیم نواب کلب علی خاں کو دیتے تھے اسے حضرت مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کے صفحۂ خاطر سے محو کرادیتے تھے۔ اس طرح مجتہدوں کی کوشش رائیگاں جاتی تھی۔ مجتہدوں نے اس کی شکایت نواب محمد سعید خاں سے کی جس کے نتیجے میں نواب کلب علی خاں آپ کی صحبتِ کیمیا اثر سے محروم کردیئے گئے۔[52] مگر آپ کے فیضِ صحبت سے نواب کلب علی خاں کے قلب پر حق بیانی اور حق پسندی کے

---

[50] حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

[51] مولانا حامد علی خاں نقشبندی مجددی۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۵

[52] (الف) مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

(ب) حافظ احمد علی خاں شوق۔ تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

جو نقوش ثبت ہو گئے تھے ان کو کوئی مجتہد محو نہ کر سکا اور بالآخر نواب کلب علی خاں شیعیت سے تائب ہو کر متصلب سُنّی حنفی نقشبندی مجددی ہو گئے ـــ اس واقعہ کے بعد ملّا محمد نواب افغانی دہلی تشریف لے گئے۔ استادِ گرامی کے ہمراہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی بھی رام پور سے تعلق منقطع کرکے دہلی تشریف لے گئے اور وہاں بدستور سابق ملا محمد نواب افغانی سے علمی استفادہ کرتے رہے حتیٰ کہ تعلیم سے فراغت پائی اور شہرت عام کے مالک ہوئے۔

بیعت و خلافت: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے تعلیم سے فراغت پاکر استادِ گرامی ملّا محمد نواب افغانی کی رہنمائی سے عارفِ کامل حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کے دستِ حق پرست پر بیعت کی اور اور شیخ کامل کی خدمت میں رہ کر تصوف، حقائق و اسرار اور حدیث و تفسیر کی کتابیں پڑھیں اور تھوڑے عرصے میں محبوبیت و مرادیت کا بلند مقام پاکر اجازت و خلافت سے سرفراز ہوئے۔ ؂۱

حالات کی ابتری، ملک پر انگریزی اقتدار اور غلبہ کی وجہ سے غدر کے زمانے میں حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی ہجرت فرما کر مکّہ معظمہ روانہ ہوئے آپ بھی پانی پت تک ہمراہ تشریف لے گئے۔ پانی پت سے شیخِ طریقت نے آپ کو رام پور رخصت کیا۔

حج و زیارت: کچھ عرصہ بعد آپ اپنے خادم خاص محمد موسیٰ بخاری کو ہمراہ لے کر حج و زیارت کے لیے روانہ ہوئے۔ آٹھ ماہ میں پیدل یہ سفر ختم کیا۔ ؂۲ حج بیت اللہ شریف سے فراغت کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہو کر روضۂ اطہر سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ زیرِ سایۂ روضۂ مبارک

؂۱ معارف عنایتیہ ص ۱۱۶

؂۲ دلا محمد خلائق نی بہاں مشرق - تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۱

سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی کی خدمت میں رہ کر ایک سال تک تکمیلِ سلوک کیا اور منصبِ قطبیت پر فائز ہوئے۔ جب ایک سال کامل گزر گیا تو سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے پیر و مرشد حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی قدس سرہٗ کو خواب میں حکم فرمایا کہ "ارشاد حسین کو رام پور بھیج دو!" [۱]

حاجی صاحب کی پیشین گوئی: ادھر عارف باللہ حضرت حاجی محمدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (جن کا مزار پاک توپ خانہ روڈ رام پور میں مرجعِ خلائق ہے) نے حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ خاں مجددی رام پوری سے ان کے اصرارِ بیعت پر ایک روز ارشاد فرمایا "تم ابھی پڑھو، ایک قطبِ وقت کا ظہور ہونے والا ہے، اس سے تم کو نصیب کامل ملے گا۔" [۲]

رام پور تشریف آوری: چنانچہ شیخِ طریقت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمانِ عالی کے مطابق مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کو رام پور جانے کا حکم دیا۔ آپ حضرت حاجی محمدی قدس سرہٗ کی پیشین گوئی کے مطابق منصبِ قطبیت سے سرفراز ہو کر رام پور تشریف لائے اور عارف باللہ مولانا عبدالکریم عرف مُلّا فقیر اخوند قادری چشتی کی خانقاہ کے حجرے میں قیام فرمایا۔

حفظِ قرآنِ کریم: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس حجرے میں قیام کے دوران ۹ ماہ میں قرآنِ کریم حفظ کیا اور سنتِ نبوی پر عمل کرتے ہوئے گھیر کٹے باز خاں میں ایک بیوہ عورت سے نکاح کیا۔ [۳]

---

[۱] مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۸

[۲] ایضاً ص ۲۰

[۳] ایضاً ص ۱۱۱

صبر و توکّل: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نہایت صبر و توکّل، زہد و قناعت اور تسلیم و رضا کے ساتھ ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول رہتے تھے۔ ہفتہ میں فاقے کی نوبت ہوتی تھی اور امراض و عوارض میں اس سے بھی زیادہ مگر کمال استقامت کا حال یہ تھا کہ کسی پر مصیبتوں کے آثار ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ وردِ زبان رہتا تھا اور مَا مِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا لہ (الآیہ) دل نشیں تھا اور کسی سے کوئی غرض نہ تھی۔ چنانچہ اسی دوران نواب کلب علی خاں نقشبندی مجددی والیٔ رام پور نے اپنی بیماری کے ایام میں محمد عثمان خان کا رگزار ریاست کے توسط سے کچھ روپے آپ کے پاس بھیجے آپ نے رد کر دیئے اور فرمایا کہ "صدقہ مسکینوں کا حق ہے۔ ہم ان کی صحت کے لیے حَسْبُنَا اللّٰہ، دعا کرتے ہیں"۔

یہ جواب سن کر نواب کلب علی خاں نے آپ کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ:

"ہر چند کہ میں فسق و فجور میں مبتلا ہوں لیکن اہل اللہ کی عقیدت اخلاص سے محروم نہیں ہوں"۔

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَلَسْتُ مِنْھُمْ
لَعَلَّ اللّٰہَ یَرْزُقُنِیْ صَلَاحًا

میں نیکوں کو دوست رکھتا ہوں حالانکہ میں خود ان میں سے نہیں ہوں۔

(اس امید پر کہ) شاید اللہ تعالیٰ مجھ کو نیکی کی توفیق دے"۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے دعا فرمائی اور قبولیت کا اثر ظاہر ہوا کہ وہ خلافِ شرع کاموں سے بیزار ہو گئے اور صالحین میں شمار ہوئے۔ لہ

لہ اور زمین پر چلنے والا کوئی ایسا نہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ کرم پر نہ ہو۔ سورۂ ہود پ۱۲، آیت ۶ (کنز الایمان)

تصانیف: (۱) انتصار الحق[3] صفحات ۲۱۷ - مطبوعہ

(۲) ترجمہ کتاب الجمیل عالمگیری (اردو) صفحات ۱۳۶ غیر مطبوعہ

(۳) فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ۔ صفحات ۴۳۰ مطبوعہ

(۴) فتاویٰ ارشادیہ جلد دوم صفحات ۱۸۴ مطبوعہ

(۵) ارشاد الصرف[4] صفحات ۲۸۰ مطبوعہ

ارشاد العلوم: اس مدرسہ کو بیت الارشاد اور دار الارشاد بھی کہا جاتا تھا۔ یہ مدرسہ محلہ کھاری کنواں (چاہ شور) پر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے مکان میں ۱۲۸۴ھ/۱۸۶۷ء میں قائم کیا تھا۔ اس وقت مدرسہ میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی خود پڑھاتے تھے اور دُور دراز مقامات سے آئے ہوئے سیکڑوں طلبہ اس مدرسہ سے فیضیاب ہو کر جاتے تھے۔[1]

۱۳۰۶ھ/ ۱۸۸۹ء میں مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے اس مدرسہ کو باضابطہ قائم کیا اور ۱۰ / مارچ ۱۸۹۰ء کو حضرت مولانا میاں سیّد خواجہ احمد قادری رام پوری کو اس مدرسہ کا مہتمم بنایا۔

تدریس: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی کا حلقۂ درس بہت وسیع تھا۔ دور و دراز مقامات سے تشنگانِ علومِ دینیہ رام پور آ کر آپ کے حلقۂ درس میں شریک ہوتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے۔ آپ دو وقت پڑھاتے تھے۔ صبح میں طلوعِ آفتاب کے بعد اوراد و وظائف، دُعائے حزب البحر، نمازِ اشراق، نمازِ استخارہ اور ختمِ حضرتِ امامِ ربّانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ سے فارغ ہو کر درس و تدریس میں مشغول رہتے۔ یہ مجلس دوپہر تک گرم رہتی۔

سہ پہر میں نمازِ عصر سے فارغ ہو کر مغرب تک کتبِ تصوف مثلاً مثنوی مولانا رُوم، مکتوباتِ امامِ ربّانی، عوارف المعارف، احیاء العلوم اور قصیدۂ فارضیہ پڑھاتے تھے۔ منگل اور جمعرات کا دن فتاویٰ لکھنے کے لیے مقرر تھا، اس لیے اِن دو دِنوں میں طلبہ کا سبق نہیں ہوتا تھا۔[2]

افتاء و فتاویٰ: مولانا ارشاد حسین مجددی ہفتہ میں دو روز منگل اور جمعرات کو فتاویٰ تحریر کرتے تھے۔ آپ نے اپنی عمر شریف میں کثیر تعداد میں فتاویٰ لکھے۔ دور و دراز مقامات سے سوالات آتے تھے اور ان کے جوابات دیئے جاتے تھے۔

نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی اس لیے آپ کے فتاوی محفوظ نہیں رہ سکے۔ بعض احباء نے نقل بھی کیے لیکن وہ بہت قلیل تھے۔ تقریباً ڈھائی سو۲۵۰ فتاوی دستیاب ہوسکے جن کو دو جلدوں میں مرتب کرکے مولانا مفتی عبدالغفار خاں رام پوری نے طبع کرایا۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی فتویٰ لکھنے میں کسی کی رعایت نہیں فرماتے تھے۔ اسی بنا پر بعض جاہل، نادان افغانوں نے ابتداءً سرکشی بھی کی لیکن آپ نے قطعاً اُن کی پروا نہیں کی۔ آخر کار سب تابع و فرماں بردار ہوئے۔

ایک روز صاحبزادہ مہدی علی خاں، نواب احمد علی خاں کے داماد، جو شیعہ مذہب تھے، نے بہ نیت فساد — شیعہ سنی نکاح کے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی نے اپنے ایک شاگرد سے جواب لکھوا دیا کہ:

"حنفیہ کے نزدیک درست نہیں"۔

اس فتوے کی زد نواب کلب علی خاں پر بھی پڑتی تھی۔ اس لیے اس فتوے کو نواب کلب علی خاں کے سامنے پیش کیا گیا۔ نواب کلب علی خاں بغیر کچھ سمجھے بوجھے کبیدہ ہوئے مگر بردباری اور ہوشیاری سے کام لیا اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ جواب مولانا کے قلم کا نہیں۔ اس کے بعد ایک روز نواب کلب علی خاں نے مہدی علی خاں کے سامنے مسئلۂ مذکورہ کا ذکر کرکے حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی سے عرض کیا کہ:

"ایسے مسائل کے جواب میں تامل سے کام لینا چاہیے"۔

مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نے ارشاد فرمایا کہ:

"جو کچھ لکھا گیا وہ حق ہے اور اس کا چھپانا شرعاً ممنوع ہے، امورِ شرعیہ میں کسی کی رعایت جائز نہیں"۔

اتنا فرمایا اور فوراً اُٹھ کر چل دیئے اور دولت خانے پر آتے ہی خاص بچھانے کے ارادے سے بریلی شریف کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے بڑے بھائی مولانا امداد حسین مجددی

سے فرمایا کہ:

"متعلقین اور لواحقین کو لے کر شاہجہانپور آ ئیں۔"

جب یہ خبر نواب کلب علی خاں والیِ رام پور کو معلوم ہوئی تو بے تاب و بے قرار ہو گئے اور ارکینِ ریاست کو حکم دیا کہ:

"جلد سے جلد راستے میں آپ کی خدمت میں پہنچ کر اپنی پگڑیاں قدموں پر رکھ کر میری جانب سے عرض کریں کہ:

"میں اپنی تقصیر و بے ادبی کی معافی کا طلب ہوں اور اپنی خطا پر شرم سار۔ آیندہ احکامِ شرعیہ میں کبھی بے جا مداخلت نہیں کروں گا۔"

الغرض موضع دھمورہ کے قریب یہ تمام امور طے ہو گئے اور مولانا محمد ارشاد حسین مجددی واپس رام پور تشریف لے آئے۔ ابھی مسجد خانے میں پہنچے ہی تھے کہ نواب کلب علی خاں خود بھی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عہد و پیمان از سرِ نو مضبوط ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی امر خلاف ظہور میں نہیں آیا۔

چنانچہ مولانا محمد ارشاد حسین مجددی نواب کلب علی خاں کی بیماری کے دوران بیل خاص کے مقدمات کا فیصلہ فرماتے تھے اور رعایا کے فائدے کے پیشِ نظر سرکاری نقصان بھی ہوتا تھا مگر کبھی حرفِ شکایت نواب کلب علی خاں کی زبان پر نہیں آیا۔ لہ

وصال: مولانا محمد ارشاد حسین مجددی ۸ رجمادی الآخری ۱۳۱۱ھ کو بخار میں مبتلا ہوئے روز بروز اس میں تیزی ہوتی گئی۔ اسی حالتِ مرض میں تمام امانتیں واپس

کیں اور باوجود شدتِ تپ کے اوقاتِ نماز میں فرق نہ ہوا۔ پانچوں وقت کی نماز باقاعدہ تیمم کرکے جماعت سے پڑھتے تھے اور ۱۰ ہزار درود شریف اور دس پارے قرآنِ کریم کے تلاوت فرماتے تھے۔ ۱۵ رجمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ پیر کا دن گزار کر شب میں عشاء کے بعد تلخیِ سکرات معلوم ہوئی اور صبح کاذب میں جامِ وصال نوش فرمایا۔ وقتِ وصال آپ کی عمر تریسٹھ سال کی تھی جس میں پچاس سال تعلیم وارشاد میں گزارے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے وصال کی خبر پاکر سارا شہر نماز جنازہ کے لیے امنڈ آیا۔ عید گاہ کے میدان میں نماز جنازہ ہوئی اور اپنی مسجد کے متصل جانبِ مشرق آپ کی مملوکہ زمین میں آپ کو دفن کیا گیا۔

اولادِ امجاد: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے پانچ بیٹے مولانا احسان حسین مجددی، جناب عرفان حسین مجددی (صغر سنی میں انتقال کر گئے)، مولانا معوان حسین مجددی، جناب رضوان حسین مجددی (دس سال کی عمر میں انتقال کر گئے)، مولانا ریحان حسین مجددی اور دو بیٹیاں تھیں۔[۱۲]

مذکورہ صاحبزادگان میں سے اب کوئی موجود نہیں ہے۔ البتہ مولوی احسان حسین مجددی علیہ الرحمہ کی اولاد میں ابو المکارم ذکاء الاسلام مولوی سجاد حسین مجددی ایڈوکیٹ اور جناب منشی جواد حسین مجددی محلہ کھاری کنواں، رام پور میں بقیدِ حیات ہیں۔

تلامذہ: حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہٗ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے۔ ان میں سے چند مشہور تلامذہ مندرجہ ذیل ہیں:

- مولانا احسان حسین مجددی فرزند اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی۔[۱۳]
- مولانا سید ارشد علی رام پوری۔
- مولانا اعجاز حسین مجددی رام پوری۔
- مولانا امداد اللہ خاں عرف بنے خاں آفندی نقشبندی مجددی۔[۱۴]

مولانا امداد حسین مجددی رام پوری برادر اکبر حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی

مولانا حامد حسن رامپوری مدرس منظر اسلام بریلی۔ استاذ ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری۔ ۴ھ

امیر ملت مولانا پیر سید شاہ جماعت علی محدث علی پوری ۶ھ

مولانا حامد حسین نقشبندی مجددی ساکن اکاشاہ پور ضلع مراد آباد مدرس مدرسہ

ارشاد العلوم کھاری کنواں رام پور۔ ۱۳۳۳ھ

مولانا حکیم حسین رضا خاں قادری برکاتی بریلوی۔ ۹ھ

مولانا حشمت اللہ خاں رام پوری گوجرنالہ ناظم آباد کراچی (پاکستان) ۱ھ

مولانا حفیظ اللہ خاں رام پوری قاضی القضاۃ۔ ۲ھ

مولانا سید میاں خواجہ احمد قادری رام پوری مہتمم اول مدرسہ ارشاد العلوم۔ ۳ھ

مولانا مفتی سید محمد دیدار علی قادری رضوی محدث الوری امیر مرکزی انجمن

حزب الاحناف لاہور (پاکستان) ۴ھ

مولانا ریاست علی خاں شاہجہانپوری۔ ۵ھ

مولانا سراج الدین احمد خاں رام پوری نائب مجسٹریٹ جے پور۔ ۶ھ

سراج الفقہاء: مولانا مفتی ابو اللہ کا سراج الدین محمد سلامت اللہ نقشبندی

مجددی رام پوری ناظم مدرسہ ارشاد العلوم۔ کھاری کنواں رام پور۔ ۷ھ

مولوی شبلی نعمانی مؤلف سیرت النبی ۸ھ

مولانا سید شجاعت علی رام پوری مدرس مدرسہ ارشاد العلوم۔ ۹ھ

مولانا محمد طیب عرب مکی پرنسپل مدرسہ عالیہ رام پور۔ ۱ھ

مولانا عبد الغفار خاں نقشبندی مجددی رام پوری مرتب فتاوی ارشادیہ

جلد اوّل و دوم۔ ۶ھ

مولانا عبد القادر خاں نقشبندی مجددی۔ ۷ھ

مولانا عبد القادر خاں کابلی مفتی عدالت ریاست رام پور۔ ۸ھ

مولانا عبد الواحد ولایتی ثم رام پوری۔ ۹ھ

مولانا شیخ ابوالخیر مکی مؤلف ہدیۂ احمدیہ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا ارشاد حسین مرحوم فاضل و محقق کامل تھے" ؎۱

امامِ اہلِ سنّت مولانا مفتی احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی

" اعلیٰ حضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا مجدد مأۃ حاضرہ آپ کے علم و فضل کے بڑے مدّاح تھے" ؎۲

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیفِ لطیف "کفل الفقیہ الفاہم" میں آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

"واقضی علیہ ناس من کبار علماء الھند کالفاضل الکامل محمد ارشاد حسین الرامفوری رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ" ؎۳

مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی رام پوری ثم المدنی

ایک روز مرشد زادگان اور آپ کے درمیان کچھ اختلاف ہوا۔ آپ نے بہ پاسِ ادب شیخِ طریقت کی خدمت میں رخصت ہونے کی درخواست پیش کی اور اجازت کے لیے اصرار کیا۔ شیخِ طریقت نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ:

"کوئی شخص اپنے دل و جان سے دوری اور آنکھوں سے مہجوری

؎۱ مولانا شیخ ابوالخیر۔ ہدیۂ احمدیہ ص ۹۳، ۹۴

؎۲ مولانا محمود احمد قادری۔ تذکرہ علماء اہلِ سنت ص ۲۵

؎۳ مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی۔ فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۶۱

کیسے گوارہ کرسکتا ہے، یہ خیال چھوڑ دو اور شیر وشکر ہو کر رہو" ۵۱

حافظ احمد علی خاں شوق مؤلف تذکرہ کاملانِ رام پور

"مولانا ارشاد حسین مجددی ــــ حافظِ کلام ربّانی، محدث، مفسر، فقیہ، درویش، مدبر غرض کہ ظاہری و باطنی کوئی ایسا کمال نہیں ہے جو آپ کی ذات میں موجود نہ ہو" ۵۲

مولانا محمد حسن نقشبندی مؤلف "مشائخ نقشبندیہ مجددیہ"

"حضرت مولانا شاہ احمد سعید مجددی، آپ کی خوش استعدادی کی نہایت مدح فرمایا کرتے اور آپ کے حال پر اس قدر عنایت اور نظر رکھتے تھے کہ حضرت کے صاحبزادگان کو بھی آپ پر رشک آتا تھا۔ چند سال حضرت کی خدمت میں حاضر رہ کر سلوکِ مجددیہ تمام و کمال حاصل کیا۔ آپ کا ادراک نہایت عمدہ اور نسبت بہت قوی تھی ــــ کمترین راقم الحروف نے بھی چند مرتبہ آپ کی زیارت کی ہے، عجب جامع الکمالات ظاہری و باطنی و کوہِ استقامت و متخلق باخلاقِ نبویہ تھے" ۵۳

حافظ محمد حسین مرادآبادی - مؤلف "انوار العارفین" (فارسی)

"مولوی ارشاد حسین ــــ حافظِ آیاتِ قرآنی، واقفِ اسرارِ ربّانی، مفسرِ کلامِ رب العالمین، محدثِ حدیثِ سید المرسلین، مدرسِ فقہ و اصول، فہمندۂ دقائق معقول عالم اند، متقی و متورع اکثر اوقات خود را بہ درس و تدریس می گذارند و عمل بر عزیمت" ۵۴

---

۵۱ مولانا حامد علی خاں۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۶

۵۲ حافظ احمد علی خاں شوق - تذکرہ کاملانِ رام پور ص ۳۰

۵۳ مولانا محمد حسن نقشبندی۔ مشائخ نقشبندیہ مجددیہ ص ۳۴۸

۵۴ حافظ محمد حسین مرادآبادی - انوار العارفین ص ۵۰۹

خواجہ رضی حیدر [illegible] تذکرہ محدث سورتی [illegible]

"مولانا ارشاد حسین رام پوری کو ان کے تقریباً تمام معاصرین علماء نہایت محترم رکھتے تھے۔" [1]

مولانا عبد الاول جونپوری مؤلف "مفید المفتی"

"مولانا محمد ارشاد حسین رام پوری جامع العلوم۔" [2]

مولانا عبد السمیع بیدل رام پوری مصنف "انوار ساطعہ"

حضرت مولانا عبد السمیع انصاری رام پوری قدس سرہٗ کو آپ کے علوم ظاہری و معنوی کے کمالات کا اعتراف تھا۔ موصوف آپ کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف "انوار ساطعہ" میں ایک مقام پر رقم طراز ہیں:

"الفہامہ الحبر الهمام، تاج المحدثین سراج المتفقهین، الأدیب المصقع، المتکلم النبیه، العارف المحدث المفتی جامع الشریعة والطریقة، مجمع البحرین مولانا ارشاد حسین صانه عن کل شین۔" [3]

مولانا شاہ محمد مظہر مجددی مدنی شہزادہ و سجادہ نشین حضرت مولانا مفتی شاہ احمد سعید مجددی

(الف) حضرت مولانا ارشاد حسین ــــ حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب کے اکابر اصحاب اور اجلہ خلفاء میں کامیاب ہوتا ہے۔

---

[1] خواجہ رضی حیدر: تذکرہ محدث سورتی ص ۳۰۵

[2] [illegible] مفید المفتی ص ۱۴۴۲

[3] مولانا [illegible] انوار ساطعہ ص ۲۷۱

انھوں نے مراتبِ سلوک کو جیسا کہ چاہیے طے فرمایا ہے حضرت قبلہ مولانا کے علوم صوری و معنوی کے کمالات کا ذکر اکثر فرمایا کرتے تھے۔'' [۱]

حضرت مولانا مفتی محمد ارشاد حسین مجددی قدس سرہ کے ایک فتوے کی تصدیق میں رقم طراز ہیں:

''مولٰینا المجیب، قد ورد اهل التحقیق والتدقیق، فصیح مقبول'' [۲]

مولانا شاہ وصی احمد محدث سورتی بانی مدرسہ ''مدرسۃ الحدیث'' پیلی بھیت حضرت محدث سورتی کو مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری کی ذات سے ایک خاص تعلق تھا چنانچہ اکثر و بیشتر رام پور تشریف لے جاتے اور حضرت مولانا سے نیاز حاصل کرتے ۔ دختر زادہ حضرت محدث سورتی قبلہ حسن میاں نے راقم الحروف کے نام ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ مولانا جب کبھی پیلی بھیت تشریف لے جاتے تو حضرت محدث سورتی کے مہمان ہوتے۔ محدث سورتی نے اپنی تحریروں میں اکثر مقامات پر مولانا ارشاد حسین صاحب رام پوری کا تذکرہ نہایت ادب و احترام سے کیا ہے۔ چنانچہ منیۃ المصلی کی شرح ''التعلیق المجلی'' کے صفحہ ۱۱ پر آپ کا ذکر ان القاب و آداب سے کیا ہے:

''وههنا تحقیق شریف لقطب الارشاد المحدث النبیه والفقیه الوجیه سندنا العلامة و مستند الفهامة سیدنا مولٰینا الشیخ ارشاد حسین الرامفوری'' [۳]

---

[۱] مولانا حامد علی خاں ۔ معارفِ عنایتیہ ص ۱۱۷ بحوالہ مقامات سعیدیہ

[۲] مولانا ارشاد حسین ۔ فتاویٰ ارشادیہ جلد اول ص ۱۱۷

[۳] خواجہ رضی حیدر ۔ تذکرہ محدث سورتی ص [illegible]

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی بانی جامعہ نعیمیہ مراد آباد

امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے ممتاز خلیفہ صدر الافاضل حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی صاحب تفسیر "خزائن العرفان" علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنے دور میں سنّی کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

"سُنّی وہ ہے جو ما انا علیہ واصحابی کا مصداق ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو خلفائے راشدین، ائمۂ دین مسلم مشایخ طریقت اور متاخر علماء کرام میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ملک العلماء بحر العلوم فرنگی محلی، حضرت مولانا فضل حق خیر آبادی، حضرت مولانا شاہ فضل رسول بدایونی، حضرت مولانا مفتی ارشاد حسین رام پوری اور حضرت مولانا مفتی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے مسلک پر ہوں۔ رحمہم اللہ تعالیٰ" ؂۵۱

مولانا محمد نواب افغانی مہاجر مکہ۔ مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

"آپ کی نظر شفا اور ہر مرض کا تعویذ ہے" ؂۵۲

مولانا نور الحسین فاروقی رامپوری صدر المدرسین دار العلوم منظر اسلام بریلی

شیخ مشائخنا الفخام، قدوۃ الانام، الامام الھمام، قرم الاعلام علامۃ الوجود، قطب الارشاد حضرت مولانا محمد ارشاد حسین المجددی النقشبندی قدس سرہ د افاض اللہ علینا من برکاتہ فی الدارین ؂۵۳

؂۵۱ الفقیہ امرتسر ۲۱ اگست ۱۹۴۵ء ص ۹

(ب) حجاز جدید دہلی جنوری ۱۹۸۹ء ص ۱۱ کالم ۲

؂۵۲ مولانا حافظ عنایت اللہ خاں نقشبندی مقامات ارشادیہ (اردو) ص ۱۲۶

؂۵۳ مولانا نور الحسین فاروقی - طرب الکرام ص ۶۲

مولوی امتیاز علی خاں عرشی سابق ڈائرکٹر رام پور رضا لائبریری رامپور

مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری — رام پور کے مشہور عالم، حافظ کلام ربانی، محدث، مفسر، فقیہ، مدبر اور درویش تھے! بڑے خوش لباس، خوش اخلاق اور خوش اوقات بھی تھے۔ نواب کلب علی خاں بہادر بہت ادب و تعظیم کرتے تھے۔ اوراد و وظائف اور حلقہ و مراقبے سے کوئی وقت خالی نہ ہوتا۔ ان اشغال کے ساتھ درس و تدریس اور وعظ و پند کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ دربار اور اہل شہر دونوں پر بڑا اثر تھا۔ [۱]

مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی

مولانا ارشاد حسین رام پوری — اپنے عہد کے مشہور علمائے احناف میں تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی نسل سے تھے، آپ کی ولادت رام پور میں ہوئی اور وہیں ملا نواب بن سعد اللہ افغانی سے معقول و منقول کی تکمیل کی اور جملہ علوم میں اپنے معاصرین میں ممتاز مقام پر فائز ہو گئے۔ [۲]

مولوی سید سلیمان ندوی۔ مدیر "معارف" اعظم گڑھ

شبلی نعمانی کو حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کی وسعت نظر، انصاف

۱۔ مولوی امتیاز علی خاں عرشی۔ فہرست مخطوطات اردو جلد ۱ ص ۱۲۸

۲۔ مولوی حبیب الرحمٰن قاسمی۔ تذکرہ علماء اعظم گڑھ ص ۱۰۳

۳۔ مولوی سید سلیمان ندوی۔ حیات شبلی ص ۷۹۔ ۸۰

رائے اور مجتہدانہ ژرف نگاہی کا اعتراف ہمیشہ رہا اور اکثر بر سبیل تذکرہ ان کے کمال، فہم و ادراک اور تفقہ کے واقعات بیان فرماتے ——— مولانا ارشاد حسین نہایت متشدد حنفی تھے، مولوی نذیر حسین صاحب کی معیار حق کے جواب میں "انتصار الحق" ان ہی نے لکھی ہے اور علامہ شبلی کو بھی فقہ حنفی کی حمایت میں بہت غلو تھا غالباً یہی ایک وجہ انتخاب ہوئی۔ بہر حال مولانا نے حضرت مولانا ارشاد حسین صاحب کے حلقۂ درس میں بیٹھ کر فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی۔ ٥ٰ

ب ۔ رام پور اور لاہور کے تعلیمی سفر ۱۲۹۱ھ و ۱۲۹۲ھ کے تحت سید سلیمان ندوی نے تحریر کیا ہے کہ:

رام پور میں خلد آشیاں نواب کلب علی خاں کی جوہر شناسیوں نے ہر فن کے ارباب کمال یکجا کر دیئے تھے۔ راقم نے خود استاد مرحوم کی زبانی سنا ہے کہ اول اول ان کو مولانا عبد الحی فرنگی محلی مرحوم کی شہرت کمال لکھنؤ لے گئی، مگر علامۂ مرحوم کچھ تو فطری جودت طبع اور کچھ فیض فاروقی کی بدولت نقد و اجتہاد کے خوگر تھے اور جہاں جاتے ان کی نظر پہلے ہی جوہر کی تلاش کرتی، اس لیے زانوئے ادب تہ کرنے سے پہلے ہی لکھنؤ سے قدم اٹھ گئے اور رام پور کا رخ کیا۔ یہاں ان دنوں دو باکمال اپنے اپنے فن میں یکتائے روزگار تھے۔ معقولات میں سلسلۂ خیر آبادی کے خاتم مولانا عبد الحق خیر آبادی اور فقہ میں مولانا ارشاد حسین صاحب مجددی، ابتداءً مولانا کی خواہش تھی کہ دونوں سے استفادہ کریں مگر ان بزرگواروں میں معاصرانہ چشمک اس حد تک تھی کہ ایک کا شاگرد دوسرے کے حلقۂ درس میں باریاب نہ ہو سکتا تھا، مجبوراً مولانا کو انتخاب کرنا پڑا

ٰ٥ ندوی، سید سلیمان ندوی، حیات شبلی ص ۹۰، ۹۱

مولوی شبلی نعمانی کا خط اپنے استاد مولانا محمد ارشاد حسین صاحب مجددی کے نام

مخدوم و مطاع ما دامت افضالہم۔ پس از آداب مراسم تحیت و تسلیم آنکہ، ملازمان عالی کو معلوم ہو گا کہ بہت جلد جہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کے لیے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کیے، اس وقت جو میرے زیر تحریر ہے وہ ان کے فتاوی ہیں۔ عقود الجمان میں ان کے جتنے فتاوی مذکور ہیں، لیکن دو جگہ مجھ کو شک پیدا ہوا، اس لیے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے۔ اصلی عبارت لکھ کر شبہہ لکھتا ہوں:

قال یا ابا حنیفة یا ابا الخطاب، ما تقول فی رجل غاب عن اھلہ اعواماً ونعی الیھا فظنت امرتہ انہ میت فتزوجت ثم قدم زوجھا الاول وقد ولدت ولداً فنفی الاول وادعاہ الثانی اکل واحد منھما قذفھا ام الذی انکر الولد۔

مجھے اس میں شبہہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کیا معنی، باقی یہ امر کہ ولدیت کے ادعا اور انکار سے ضمناً قذف لازم آتا ہے، اس امر پر دو سوال ہیں (۱) کیا کسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہو سکتا ہے؟ (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں، اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں داخل ہے؟ ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھول دے۔

دوسرا فتوی یہ لکھا کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے، ایک شخص پر سانپ آکر

نوٹ:۔
اس خط کا جواب فتاوی ارشادیہ جلد اول کے ص ۹۳، ۹۴ اور ۹۵ پر تحریر ہے، طوالت کے خوف سے یہاں قابل اشاعت نہیں کیا گیا۔

گرا، اُس نے دوسرے پر پھینک دیا، اسی طرح تین یا چار آدمی تک نوبت پہنچی، آخر میں اُس نے ایک شخص کو کاٹ لیا، اور وہ مرگیا، امام صاحب نے فتویٰ دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں، اس پر شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اُس کا اضطراری فعل تھا، اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہوا، فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے، جواب جلد مرحمت ہو، ورنہ میرا حرج ہوگا۔[1]

مولوی عبدالحی رائے بریلوی، سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

الشیخ العالم الفقیہ إرشاد حسین بن احمد حسین بن محی الدین بن فیض احمد بن کمال الدین بن درویش احمد بن زین بن یحییٰ بن احمد العمری السرهندی ثم الرامفوری احد العلماء المشهورین فی الهند، کان من نسل الشیخ احمد بن عبد الاحد السرهندی امام الطریقة المجددیة۔

ولد ونشأ ببلدة رامفور، وقرأ علی ملا نواب بن سعد الله الافغانی المهاجر الی مكة المباركة ولازمه مدة طويلة حتى برع وفاق أقرانه فی المعقول والمنقول ثم سافر الی دهلی ولازم الشیخ احمد بن سعید بن ابی سعید المجددی الدهلوی وأخذ الطريقة عنه وأسند الحدیث، ثم راجع الی رامفور وعكف علی الدرس والافادة والارشاد والتلقین، وانتهت الیه الفتیا وریاسة المذهب الحنفی برامفور، وحصل له القبول العظیم والمنزلة الجسیمة عند صاحبها کلب علی خان الرامفوری کان یحترمه

---

[1] مولانا محمد ارشاد حسین مجددی: فتاویٰ ارشادیہ جلد اوّل ص ۹۳

ويتاني اشاراته بالقبول، وله مصنفات عديدة، منها انتصار الحق في الرد على معيار الحق للمحدث الدهلوي،

مات يوم الاثنين منتصف جمادى الآخرة سنة احدى عشر وثلاث مائة الف برامفور[1]

---

[1] مولوی عبد الحی رائے بریلوی۔ نزہۃ الخواطر ج ۸ ص ۱۰۹ - ۱۱۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الاولین والآخرین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ امابعد کہ بندہ گنہگار امیدوار رحمۃ رب الغفار محمد عبد الغفار ساکن شہر مصطفیٰ آباد عرف رامپور افغانان کہ فتوی حضرت قیوم زماں قطب دوراں مجدد مائۃ رابع نائب حضرت خیر البشر مولانا سیدی الثقلین حضرت محمد ارشاد حسین مجددی روحی وقلبی فداہ نے اپنی مدت عمر میں فتوے کثیر التعداد لکھے باہر سے سوال آتے تھے بوجہ عجلت روانہ کردیئے جاتے تھے نقل کی مہلت نہیں ملتی تھی بعض احباب نے نقل بھی کئے لیکن وہ بہت قلیل تھے قریب ڈھائی سو دستیاب ہوئے لیکن وہ بھی اکثر ناقل ہونے کی وجہ سے بہت غلط تھے روایات وعبارات کی غلطی علیحدہ رہی حتی کہ کتابوں کے نام بھی فتووں میں نہ تھے اور غیر مرتب تھے اس بندہ عاجز نے عرصہ دو سال میں تصحیح کی اور مرتب کرکے طبع کرائے پہلی جلد جو طبع ہوئی ہے اسمیں قریب سو فتووں کے ہیں بعض فتووں میں متعدد سوال ہیں عدد سوالوں کا دو سو سے زائد ہے۔

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین بیچ اس عقیدہ زید کے جو مذکور ہوتا ہے حق ہے یا باطل کہ ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بمحض عنایت اپنی اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا۔ اُن کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اُس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتی و ابرائے ابرص واکمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ ایسی طرح کہ وہ محض اعلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اُسے بظاہر بھی اضافت نہ کر سکیں بلکہ جیسے ہمیں ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی ہے اور اسمیں قوت باصرہ رکھی بعد ارتفاع موانع واجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا تو کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی اور منظور خاص تھا اُسے اپنی ذات اور تمام صفات کا پورا آئینہ کیا پرتو ڈالا ما کان وما یکون سے اُسے آگاہ کیا تمام علوم اولین و آخرین اور ہزاروں علوم خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کی موجودات و مستقبل کو اس کے پیش نظر کردیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی سمع کو

وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں باجملہ اُسے اپنا آئینۂ کمال بنانے
کے لئے صیقلِ رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانۂ قدرت میں
تھا اُس پر ختم کردیا یہانتک کہ اُسے اپنی کل مملکت کا دولہ بنایا اولین و آخرین کو اُس کے تجمل اور اظہار
شوکت کے لئے اُس کا براتی ٹھیرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہیہ اُسکا محتاج تھا
کہ وہ نہوتا تو کوئی خلعت وجود نپاتا تو نہایت مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اُسی کا دست نگر رہے لہٰذا
کنجیاں کاروبار عالم کی اُس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافتِ تامہ اور اپنی نیابت مطلقہ عطا کی
تصرف اُس کا عالم علوی و سفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اُس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان و
اُسکے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں - جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان
و زمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگین تمام ذرات کون و مکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ اُن کے
سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم قضائے الٰہی اُن کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے
ہیں خدا وہی چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور بظاہر کہ نائب سلطانی جو
تقسیم خزائن و تدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اُسے نائب و ماذون سمجھکر
اُس کے حضور میں دستِ تمنا دراز کریں تو اُنہوں نے اُس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت
بادشاہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اُس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہ اگر وہ رعایا کو اس کا دست
نگر کرنا نچاہتا اُسے نائب و ماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذاتِ پاک مشرف بہ لولاک
جس کے ادنے وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ یہی بادشاہ عرش بارگاہ ہیں جن کا
نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم ہیں جنکے دربار دُربار میں تو اس وقت
ایاب ہے جنکے حضور تو دست بستہ سرافگندہ حاضر ہے جنکے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا
جنکے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنہیں دو جہان کی بیکس پناہی ہے جن کا تابع حکم ماہ تا ماہی ہے جو ایک
نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں اور نے نگاہ سے زمین کو آسمان بنا دیں تو حریفِ جان طبیب
وہ جانِ مسیحا تو نقیر ہے تو وہ کان جود و عطا مانگنے والا چاہئے پھر تجھ کو کیا نہیں کہنا نہیں جانتے
ہاں اعتقاد و ایمان امور مذکورہ پر درست کر اور انکا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور
دل زار و حزیں عرض کر - اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ اسألک
الشفاعۃ یارسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و آلہ وسلم - آب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم و سمع و بصر
و قدرت و تدبیر و تصرف و اختیار کاروبار عالم پہلے سے اکمل دادِ فرمائیں کہ کمالات والا تو ما فیہ تا

ترقی پر ہیں قال اللہ سبحانہ وتعالےٰ وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ عالم غیب سے روزی دی جاتے ہیں اور بطریق تلذذ و تنعم نماز و عبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں وجعلت قرۃ عینی فے الصلوٰۃ روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم ونسق عالم انہیں تفویض ہوا ہے تمام احکام انکی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں اور سب کارنامے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں اور اعتقاد کرے کہ میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ عاشق مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس سرہ العزیز وافاض علینا برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اسکی نیات اور خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اسپر مطلع فقط اور یہ عبارت مواہب شریف کی ہے یا نہیں اس کی صداقت چاہتا ہوں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ نام عبدالنبی یا عبدالمصطفےٰ رکھنا شرعًا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورۃ مسؤلہ میں عقیدہ زید کا درست ہے اور ثابت ہے آیات واحادیث اور اقوال علماء معتبرین سے اور ایسا ہی عقیدہ مؤمنین مخلصین کو رکھنا چاہیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے زید جو کہا کہ ایک فرقہ کو بلا سابقۂ خدمت بمحض عنایت اولیا۔ اور محبوب قرار دیا دلیل اسکی یہ ہے قال فے المواہب وعن وہب ابن منبہ قال اوحی اللہ تعالےٰ الی شعیاء انی باعث نبیا امیا افتح بہ اذانا صما وقلوبا غلفا واعینا عمیا مولدہ بمکۃ ومہاجرہ طیبہ وملکہ بالشام عبدی المتوکل المصطفےٰ المرفوع الحبیب المتحبب المختار لایجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ونغفر رحیما بالمؤمنین یبکی للبہیمۃ المثقلۃ ولليتيم فے حجر الارملۃ لیس بفظ ولا غلیظ ولا سخاب فے الاسواق ولا متزین بالفحش ولا قوال للخنا لو یمر الی جنب السراج لم یطفئہ من سکینۃ ولو یمشی علی القصب الرعراع لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ مبشرا ونذیرا الی ان قال واجعل امتہ خیر امۃ اخرجت للناس امرا بالمعروف ونہیا عن المنکر وتوحیدا لی وایمانا بی واخلاصا لی وتصدیقا لما جاءت بہ رسلی وہم رعاۃ الشمس والقمر طوبےٰ لتلک القلوب والوجوہ والارواح التی اخلصت الہمہم التسبیح والتکبیر والتحمید والتوحید فے مساجدہم ومجالسہم ومضاجعہم ومتقلبہم ومثواہم ویصفون فی مساجدہم کما تصف الملائکۃ حول عرشی ہم اولیائی

والنصارى انتقم بهم اعدائى عبدالاوثان يصلون لى قياماً وقعوداً وركوعاً وسجوداً ويخرجون من ديارهم
واموالهم ابتغاء مرضاتى الوفاً ويقاتلون فى سبيلى صفوفاً اختم بكتابهم الكتب وبشريعتهم الشرائع وبدينهم
الاديان فمن ادركهم فلم يؤمن بكتابهم ويدخل فى دينهم ومناهجهم وشريعتهم فليس منى وهو منى برى واجعلهم
افضل الامم واجعلهم امة وسطاً شهداء على الناس اذا غضبوا هللونى واذا تنازعوا سبحونى يطهرون الوجوه
والاطراف ويشدون الثياب الى الانصاف ويهللون فى التلال والاشراف قربانهم دماؤهم واناجيلهم
فى صدورهم رهباناً بالليل ليوثاً بالنهار طوبى لمن كان معهم وعلى دينهم ومناهجهم وشريعتهم وذلك فضلى
اوتيه من اشاء وانا ذوالفضل العظيم رواه ابونعيم انتہے اور یہی حدیث قیراط اسپر دال ہے اور
یہ کہنا کہ ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اسکے حضور آئینہ تصویر میں ثابت ہے
اس دلیل سے قال فے روح البیان قول النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ان اللہ تعالی قد رفع
الی الدنیا فانا انظر الیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کما انظر الی کفی ہذہ جلیاً جلاہ اللہ لنبیہ
کما جلاہ للنبیین قبل دلالۃ صریح علی ان جمیع الکوائن الی یوم القیامۃ مجلی ومکشوف کشفاً تاماً
للانبیاء علیہم السلام والحدیث مسطور فے معجم الطبرانی والفردوس انتہی بقدر الحاجۃ اور یہی حدیث
زید ابن حارث رضی اللہ تعالے عنہ انظر الی عرش ربی بارزاً نص صریح ہے اور یہ قول کرنا
کہ قدرت کو وہ ترقی بخشی احیاء موتی وابراء ابرص واکمہ کرتے ہیں ثابت ہے اس برہان سے
قال اللہ تعالی وتبارک واذ تخلق من الطین الآیۃ وقال فے المواہب روی البیہقی فے الدلائل
انہ صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم دعا رجلا الی الاسلام فقال لا اومن بک حتی تحیی لی ابنتی فقال
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ارنی قبرہا فاراہ ایاہ فقال صلے اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یا فلانۃ فقالت
لبیک وسعدیک وروی الطبرانی عن عائشۃ ان النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نزل
الحجون کئیباً حزیناً فاقام بہ ماشاء اللہ عزوجل ثم رجع مسروراً قال سالت ربی عزوجل فاحیی لی
امی فامنت بی ثم ردہا وکذا روی من حدیث عائشۃ ایضاً احیاء ابویہ صلے اللہ تعالی علیہ وسلم
حتے آمنا بہ اوردہ السہیلی وکذا الخطیب فے السابق واللاحق وعن ابی سعید عن اخیہ قتادہ
ابن النعمان قال اصیب عینای یوم احد فسقطتا علی وجنتی فاتیت بہما النبی صلے اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم فاعادہما مکانہما وبصق فیہما فعادتا انتہی وقال فی موضع آخر وکان عیسی علیہ السلام یحیی الموتی
وکذلک نبینا صلے اللہ تعالی علیہ وسلم احیی اللہ تعالی علی یدہ جماعۃ من الموتی انتہی اور یہ کہنا کہ
مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں الی قولہ انتہیٰ اور ادراک مغیبات کے لیے

عطا کیا اور اُس کے استعمال پر قدرت بخشی حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ وہ آلہ نورِ الٰہی ہے کہ مومنین کاملین کو ملتا ہے جس کا بیان حدیث اتقوا الخ میں موجود ہے قال فی روح البیان قال الجنید قدس سرہ قعد عندی غلام نصرانی متفکرا وقال ایہا الشیخ ما معنی قولہ علیہ السلام اتقوا من فراسۃ المومن فانہ ینظر بنور اللہ قال فاطرقت راسی ورفعت فقلت اسلم فقد حان وقت اسلامک فاسلم الغلام فہذا الطریق الفراسۃ او بغیرہا من انواع الکشف انتہی اور یہ اعتقاد کہ اُن سب میں ایک

ذاتِ پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اُسے اپنے نفسِ کریم کے لئے چُن لیا اور واسطہ ایجاد عالم ٹھیرایا کہ جو کچھ بنایا اُسی کے لئے بنایا اگر وہ نہوتا تو کچھ نہوتا حجۃ اُس کی یہ ہے روی الترمذی عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم انا سید ولد آدم یوم القیامۃ ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر ومامن نبی آدم فمن سواہ الا تحت لوائی وفی حدیث ابی ہریرۃ مرفوعا عند البخاری انا سید الناس یوم القیامۃ وروی البیہقی انہ ظہر علی ابن ابی طالب من البعد فقال صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہذا سید العرب فقالت عائشۃ الست بسید العرب فقال انا سید العالمین وہو سید العرب انتہی مواہب اللدنیہ وفی حدیث سلیمان عن ابن عساکر قال ہبط جبرئیل علی النبی صلے اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی مواہب لدنیہ آور یہ عقیدہ حبیب وہ مقصود اصلی و

منظورِ خاص تبارک وتعالیٰ تو لہ قیامت کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے جیسے اپنی ہتھیلی برہان اُس کی یہ ہے قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالےٰ ولسوف یعطیک ربک فترضےٰ قال بعض العارفین الحقیقۃ المحمدیۃ اصل مادۃ کل حقیقۃ ظہرت ومظہرہا واصل مادۃ کل حقیقۃ تکونت والیہ یرجع الامر کلہ قال تعالےٰ ولسوف یعطیک ربک فترضےٰ ولایکون رضاہ الا بعود بالتفرق منہ الیہ فاہل الجمال یجمعون عند جمالہ واہل الجلال یجمعون عند جلالہ وفی التاویلات النجمیۃ ای یظہر علیک بالفعل ما فی قوۃ استعدادک من انواع الکمالات الذاتیۃ واصناف الکرامات الصفاتیۃ والاسمائیۃ انتہی وفی موضع آخر فی تفسیر قولہ تعالےٰ ما انت بنعمۃ ربک بمجنون وفی التاویلات النجمیۃ ما انت بنعمۃ ربک بمستور عما کان من الازل وما سیکون الی الابد لان الجن ہو المستر بل انت عالم بما کان خبیر بما سیکون ویدل علی احاطۃ علمہ قولہ علیہ الصلاۃ والسلام فوضع کفہ علی کتفی فوجدت بردہا بین ثدیی فعلمت ما کان وما سیکون انتہی قال فی المواہب وعن مجاہد فی قولہ تعالےٰ الذی یراک

حین تقوم وتقلبک فی الساجدین قال الحرالی وہذہ الآیۃ قد جلیہا اللہ تعالی والہ علی ما فی حقیقۃ امرہ فی الاطلاع الباطن لسعۃ علمہ لما عرف بربیتہ بنفسہ اطلعہ اللہ علے ما بین یدیہ مما تقدم من امر اللہ وعلی ما وراء الوقت مما تأخر من امر اللہ انتہی وفی موضع آخر منہ اخرج الطبرانی عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ان اللہ قد رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ہو کائن فیہا الی یوم القیمۃ کانما انظر الی کفی ہذہ وعن حذیفۃ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مقاما فما ترک شیئا فی مقامہ ذالک الی یوم قیام الساعۃ الا حدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ قد علمہ اصحابی ہؤلاء وانہ لیکون منہ الشئ قد نسیتہ فاراہ فاعرفہ فاذکرہ کما یذکر الرجل وجہ الرجل اذا غاب عنہ ثم اذا راٰہ عرفہ رواہ ابو داؤد ونحو من ہذا الخبر وغیرہ مما اتی من الاخبار وہی من خواطر الاسرار الاخیار انہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم عرفہم بما یقع فی حیاتہ وبعد موتہ وما قد ختم ونحو ذلک بل الی فوقہ وقال ابو ذر لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ فی السماء الا ذکرنا منہ علما ولا شک ان اللہ تعالی قد اطلعہ علی ازید من ذالک والقی علیہ علم الاولین والآخرین انتہی وفی المشکوٰۃ عن عمرو ابن اخطب الانصاری قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم یوما الفجر وصعد علی المنبر فخطبنا حتی حضرت الظہر فنزل فصلی الظہر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ہو کائن الی یوم القیامۃ قال فاعلمنا احفظنا رواہ مسلم والقضاء فیہ من ابی ہریرۃ فقال الذئب اعجب من ہذا رجل یخبرکم بما مضی وما ہو کائن بعدکم رواہ فی شرح السنۃ انتہی لقصد الحاجۃ

اور یہ قول کہ سمع کو وہ قوت دی کہ پانسو برس کی راہ اور بیان کی آواز دونوں یکساں ہیں نص اس کی یہ ہے قال فی المواہب اللدنیۃ واما سمعہ فحسبک انہ قال صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم انی اری ما لا ترون واسمع ما لا تسمعون اطت السماء وحق لہا ان تئط لیس فیہا موضع اربع اصابع الا وملک واضع جبہتہ ساجدا للہ تعالی رواہ الترمذی من روایۃ ابی ذر و رواہ ابو نعیم عن حکیم ابن حزام بینما رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فی اصحابہ اذ قال لہم تسمعون ما اسمع قالوا ما نسمع من شئ قال انی لاسمع اطیط السماء وما تلام ان تئط وما فیہا موضع شبر الا وعلیہ ملک ساجد او قائم انتہی اور یہ بیان کہ بالجملہ اوسی اپنا آئینہ تمام کیلئے الی قولہ اولین وآخرین کو اس کی تجلی واظہار شوکت کیلئے برائی ٹھہرایا دلیل اوس اول لکھنے کی حاجت اعادہ نہیں وفی المواہب روی البیہقی ان آدم ذجمیع المخلوقات خلقوالاجلی

انتہی اور یہ اعتقاد کہ جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہی اس کی محتاج تھا ایسے قوام
یہ و بقا میں بھی جو خدا چاہتا ہے بزبان اوس کی یہ ہی قال فی المواہب اعلم انہ لما تعلقت
ارادۃ الحق تعالیٰ بایجاد خلقہ وتقدیر رزقہ ابرز الحقیقۃ المحمدیۃ من الانوار الصمدیۃ فی الحضرۃ الاحدیۃ
ثم سلخ منہا العوالم کلہا علوہا وسفلہا علی صورۃ حکمہ کما سبق فی سابق ارادتہ وعلمہ ثم اعلمہ تعالیٰ
بنبوتہ وبشرہ برسالتہ ہذا وآدم لم یکن الا کما قال بین الروح والجسد ثم انبجست منہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وآلہ وسلم عیون الارواح فظہر بالملأ الاعلی وہو بالمنظر الاجلی فکان لہم المورد الاحلی
فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم الجنس العالی علی جمیع الاجناس والاب الاکبر لجمیع
الموجودات والناس ولما انتہی الزمان بالاسم الباطن فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
الی وجود جسمہ وارتباط الروح بہ انتقل حکم الزمان الی الاسم الظاہر فظہر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ
وسلم بکلیتہ جسما وروحا فہو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وان تاخرت طینتہ فقد عرفت قیمتہ فہو خزانۃ
السر وموضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنہ ولا ینقل خیر الا عنہ وقال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ
وتعزروہ وتوقروہ وجوز بعض اہل التفسیر ان یکون ضمیر تعزروہ وتوقروہ للرسول
علیہ السلام فمعنی تعظیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وتوقیرہ حقیقۃ اتباع
سنتہ فی الظاہر والباطن والعلم بانہ زبدۃ الموجودات وخلاصتہا وہو المحبوب الازلی وما سواہ
تبع لہ ولذا ارسلہ تعالیٰ شاہدا فانہ لما کان اول مخلوق خلقہ اللہ کان شاہدا
بوحدانیۃ الحق وربوبیتہ وشاہدا بما اخرج من العدم الی الوجود من الارواح والنفوس
والاجرام والارکان والاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحیوان والملک
والجن والشیطان والانسان وغیر ذلک لئلا یشذ عنہ ما یمکن للمخلوق درکہ من اسرار افعالہ
وعجائب صنعہ وغرائب قدرتہ بحیث لا یشارکہ غیرہ ولذا قال علیہ السلام علمت ما کان وما یکون لانہ شاہد
الکل وما غاب لحظۃ وشاہد خلق آدم علیہ السلام ولاجلہ قال کنت نبیا وآدم بین الماء والطین ای کنت
مخلوقا وعالما بانی نبی وحکم لی بالنبوۃ وآدم بین ان یخلق لہ جسد وروح ولم یخلق بعد واحد منہما فشاہد خلقہ و
ما جرے علیہ من الاکرام والاخراج من الجنۃ بسبب المخالفۃ وما تاب اللہ علیہ الی آخر ما جری علیہ وشاہد خلق
ابلیس وما جری علیہ من امتناع السجود لآدم والطرد واللعن بعد طول عبادتہ ووفور علمہ بمخالفۃ امر واحد فحصل
لہ بکل حادث جری علی الانبیاء والرسل والامم فہوم وعلوم ثم انزل روحہ فی قالبہ لیزداد لہ نور علی
نور فوجود کل موجود من وجودہ وعلوم کل نبی وولی من علومہ حتی صحف آدم وابراہیم

وموسیٰ وغیرہم من اہل الکتب الالٰہیۃ وقال بعض الکبار ان مع کل سعید رقیقۃ من روح النبی صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی الرقیب العتید علیہ فاعراضہ عنہا بعدم اقبالہ علیہا سبب لاتیانہا انتہی
روح البیان فی تفسیر قولہ تعالیٰ ید اللہ فوق ایدیہم فید النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مع
غیرہ کید السلطان مع ماسواہ والحاصل ان اللہ تعالیٰ جعل نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم
مظہر الکمالاتہ ومراٰۃ لتجلیاتہ ولذا قال علیہ السلام من رآنی فقد رای الحق ولما فنی علیہ السلام عن
ذاتہ وصفاتہ وافعالہ کان نائبا عن الحق فی ذاتہ وصفاتہ وافعالہ انتہی اور یہ قول کرنا کہ اوپر
بظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن وتدبیر مہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہوا الیٰ قولہ اسئلک
الشفاعۃ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہے حاجت اقامت برہان نہیں اور یہ عقیدہ
کہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم وسمع وبصر وقدرت وتدبیر واختیار کار بار عالم
سے پہلے سے اکمل واوفر ہیں الیٰ قولہ بطریق تلذذ وتنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں دلیل
اس کی یہ ہے قال فی المواہب ومنہا انہ حی فی قبرہ یصلی فیہ باذان واقامۃ وکذالک الانبیاء
وقد حکی ابن زبالۃ وابن النجار ان الاذان ترک فی ایام الحرۃ ثلاثۃ ایام وخرج الناس وسعید ابن المسیب
فی المسجد قال سعید فاستوحشت فدنوت الی القبر فلما حضرت الظہر سمعت الاذان فی القبر فصلیت
الظہر ثم مضی ذالک الاذان والاقامۃ فی القبر بکل صلوۃ حتی مضت ثلاث لیال ورجع الناس وعاد
المؤذنون فسمعت اذانہم کما سمعت الاذان فی قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم انتہی وقد ثبت
ان الانبیاء یحجون ویلبون وہم اموات فی الدار الآخرۃ ولیست دار عمل فالجواب انہم کالشہداء بل
افضل منہم والشہداء احیاء عند ربہم یرزقون فلا یبعد ان یحجوا ویصلوا ونقول ان البرزخ
ینسحب علیہ حکم الدنیا فی استکثارہم من الاعمال وزیادۃ الاجور وان المنقطع فی الآخرۃ انما ہو التکلیف
وقد تحصل الاعمال من غیر تکلیف علی سبیل التلذذ بہا ولہذا ورد انہم یسبحون ویقرءون القرآن فان
قلت القرآن ناطق بموتہ علیہ الصلوۃ والسلام قال اللہ تعالیٰ انک میت وانہم میتون وقال علیہ السلام
انی امرؤ مقبوض وقال الصدیق فان محمدا قد مات واجمع المسلمون علی اطلاق ذالک فاجاب
الشیخ تقی الدین السبکی بان ذالک الموت غیر مستمر وانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم احیی
بعد الموت فالحیات الثانیۃ حیات اخرویۃ ولاشک انہا اعلی واکمل من حیات الشہداء
وہی ثابتۃ للروح بلا اشکال وقد ثبت ان اجساد الانبیاء لا تبلی وعود الروح الی الجسد
ثابت لجمیع الموتیٰ فضلا عن الشہداء فضلا عن الانبیاء وانما النظر فی استمرارہا فی البدن

وفی ان البدن یصیر حیا کحالتہ فی الدنیا او حیا بدونہا وہی حیث شاء اللہ تعالی فان ملازمۃ الروح
للحیاۃ امر عادی لا عقلی فہذا مما یجوزہ العقل فان صح بہ سمع اتبع وقد ذکرہ جماعۃ من العلماء ویشہد لہ صلوۃ
موسی علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسدا حیا وکذلک الصفات المذکورۃ فی الانبیاء لیلۃ
الاسراء کلہا صفات الاجسام ولا یلزم من کونہا حیاۃ حقیقۃ ان تکون الابدان معہا کما کانت فی الدنیا
من الاحتیاج الی الطعام والشراب وغیر ذلک من صفات الاجسام التی نشاہدہا بل یکون لہا حکم آخر
فلیس فی العقل ما یمنع من اثبات الحیاۃ الحقیقیۃ لہم واما الادراکات کالعلم والسمع فلا شک ان ذلک ثابت
لہم بل ولسائر الموتی انتہی۔ الشیخ زین الدین المراغی وقال انہ مما یعز وجودہ وفی ذلک فلیتنافس المتنافسون
انتہی قال فی روح البیان فی تفسیر قولہ تعالی وللآخرۃ خیر لک من الاولی لانہا باقیۃ صافیۃ
من الشوائب علی الاطلاق والاولی ای الدنیا لانہا خلقت قبل الآخرۃ فانیۃ مشوبۃ فی المضار فالمراد بالآخرۃ
والاولی کرامتہا وفی التاویلات النجمیۃ یعنی احوال نہایتک افضل واکمل من احوال بدایتک کما اخبر بقولہ
الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم لا یزال یطیر بجناحی الشریعۃ والطریقۃ فی جو السماء
السیر ویترقی فی مقامات القرب والکرامۃ وہکذا حال ورثتہ انتہی اور یہ قول کہ روضۂ اقدس سے مہمان حاجی
ہیں شریف لیجاتے ہیں مستندہ ما قال فی المواہب وقد ذکر عن السلف والخلف الی ہلم جرا عن جماعۃ کا
نوا یصدقون بہذا الحدیث یعنی من رآنی فی المنام فسیرانی فی الیقظۃ انہم رأوہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم
فی النوم فرأوہ فی الیقظۃ وسئلوہ عن اشیاء کانوا منہا متشوشین فاخبرہم بتفریجہا ونص لہم علی الوجوہ
التی منہا یکون فرجہا فجاء الامر کذلک بلا زیادۃ ونقص ورأیت فی کتاب المنح الالٰہیۃ فی مناقب السادات
الوفائیۃ عن سیدی علی ابن سیدی محمد وفا انہ قال فی بعض مشاہدہ کنت وانا ابن خمس
سنین اقرأ القرآن علی رجل یقال لہ الشیخ یعقوب فاتیتہ یوما فرأیت انسانا یقرء علیہ سورۃ والضحی
وصحبہ جسیق لہ وہو یلوی شدقیہ بالاذان فیقعہ لیضحک احبابا فرأیت النبی صلی اللہ تعالی علیہ
وآلہ وسلم یقظۃ لا مناما وعلیہ قمیص ابیض اقطن فقال اقرأ فقرأت علیہ سورۃ والضحی والم نشرح
ثم غاب عنی فلما بلغت احدی وعشرین سنۃ احرمت لصلاۃ الصبح بالقرافۃ فرأیت النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قبالۃ وجہی فعانقنی فقال لی واما بنعمۃ ربک فحدث فاوتیت لسانہ من ذلک الوقت انتہی اور
یہ قول کہ نظم ونسق عالم اونہیں کو تفویض ہوا ہے تمام احکام اونکی راے پر نافذ ہوتے ہیں
اس کی دلیل اول گذر چکی حاجت اعادہ نہیں اور یہ کہنا کہ روزنامچہ روزانہ حضور میں پیش ہوتے
ہیں اور سب کاروبار سے عرض اقدس تک پہونچائے جاتے ہیں ودلیلہ ما قال فی المواہب [illegible]

وتعرض اعمال امتہ علیہ ویستغفر لہم روی ابن المبارک عن سعید ابن المسیب لیس من یوم الا وتعرض
علی النبی صلے اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم اعمال امتہ غدوۃ وعشیا فیعرفہم بسیماہم واعمالہم انتہی اور یہ
قول کہ اور اعتقاد کرے کہ میں اوس جناب کے پیش نظر ہوں آپ حال میرا دیکھ رہے ہیں اور
گفتگو میری سنتے ہیں بلکہ علامہ قسطلانی مواہب میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اس کی نیات اور
خطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گذرتا ہے اوس پر مطلع اور وہ عبارت مواہب کی یہ ہے
قال فی المواہب وینبغی ان لیقف عند محاذاۃ اربعۃ اذرع ویلازم الادب والخشوع والتواضع
غاض البصر فی مقام الہیبۃ کما کان لیفعل بین یدیہ فی حیاتہ ویستحضر علمہ بوقوفہ بین یدیہ وسماعہ لسلامہ کما
ہو فی حال حیاتہ اذ لا فرق بین موتہ وحیاتہ فی مشاہدۃ الامتہ ومعرفتہ باحوالہم ونیاتہم وعزائمہم وخواطرہم
وذلک عندہ جلی لاخفاء بہ فان قلت ہذہ الصفات مختصۃ باللہ تعالے فالجواب ان من انتقل
الی عالم البرزخ من المومنین یعلم احوال الاحیاء غالباً انتہی اور عبد النبی نام رکھنا جائز ہی اس لئے
کہ عبد بیان معنی مملوک میں سے ہے اور اضافت عبد کی طرف غیر اللہ کے اسامی میں تقریراً ثابت ہے
اس لئے کہ عبد المطلب ابن ربیعہ ابن حارث حضرت صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم کے بھتیجے تھے اور صحابی
تھے اور صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم نے انکا نام نہ بدلا اور مسلم نے انہیں سے روایت کی ہے وعن
عبد المطلب ابن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وآلہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی
اوساخ الناس وانہا لا تحل لمحمد ولا لآل محمد رواہ مسلم مشکوۃ ہذا تقریر الجواب واللہ الہادی للصدق والصواب
والیہ المرجع والمآب وصلی اللہ تعالے علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً حررہ الراجی عفو ربہ الستار محمد عبد الغفار عفی عنہ

ہذا ہو الحق المطابع والحق احق بالاتباع محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عنایت اللہ خاں عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد اللہ عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح واللہ در المجیب حیث اتی بالادلۃ الواضحۃ لاثبات الحقانیۃ المذکورۃ کما لا یخفی حامد حسین عفی عنہ

الاجوبۃ کلہا صحیح محمد ریاست علیخان عفی عنہ

ہذا ہو الحق والصواب فللہ در المجیب المثاب محمد گوہر علی عفی عنہ

نعم الجواب وحبذا التحسین ابو لنذ کا سراج الدین محمد سلامت اللہ عفی عنہ

سوال - کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ مسائل مفصلہ ذیل کے **اول** یہ کہ
کلمہ طیب کلام ربانی ہے یا حدیث پاک اور اس کا شان نزول کیا ہے اور یہی کلمہ شریف تمام انبیاء
علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں زبان مختلفہ میں جاری رہا ہے اور یہ کلمہ توحید اور کلمہ اور نام دین

کے ساتھ موسوم ہوئے اُس کی وجہ تسمیہ کیا ہے دوسرے یہ جناب ختم المرسلین صلعم کا نور مبارک لفظ کن سے پہلے پیدا ہوا یا بعد اور اگر یہ کہا جاوے کہ علم الٰہی میں اس سے پہلے تھا تو تمام موجودات کا علم الٰہی میں اسیطرح تھا یا نہیں اور علم الٰہی قدیم ہے اور جو کن کے بعد کہا جاوے تو ثبوت تقدیم نور حضرت کا کن وجوہ سے یہ امورات تفصیلی طور پر کس کتاب سے ثابت ہونگے مع اُس کی نقل کے جواب تحریر فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہٗ الموفق للصواب

جواب سوال اول

کلمہ طیب کلام سبحانی اور وحی ربانی ہے اور وارد ہے قرآن شریف میں دو جگہ ایک سورۂ والصافات میں کما قال سبحانہ تعالیٰ واذا قیل لہم لا الٰہ الا اللہ یستکبرون اور اس جگہ یہ آیت اسواسطے نازل فرمائی کہ جب کفار بہکے ہوئے اور اُنکو بہکانیوالے دوزخ میں ڈالے جاوینگے اور تابعین اور متبوعین میں جھگڑا ہو گا پس حق تعالیٰ اُن کے احوال سے خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ سب عذاب دوزخ میں شریک ہیں اسواسطے کہ یہ سب کلمہ توحید سے انکار کرتے تھے اور منکر کلمہ توحید کا لائق دوزخ ہے خواہ تابع ہو یا متبوع اور دوسری جگہ سورۂ محمد میں جیسا کہ فرمایا حق سبحانہٗ وتعالےٰ نے واعلم انہ لا الٰہ الا اللہ اور نزول اِن کا اس محل میں اسواسطے تھا کہ ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ قیامت کب آویگی تو فرمایا حق تعالےٰ نے کہ یہ لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں علامتیں اس کی موجود ہو گئیں اور جب قیامت آجاویگی تو ان لوگوں سے کوئی کام توبہ اور اعمال صالحہ کا نہو سکیگا لہذا تم اس کو جانو یعنی اسبات پر ثابت اور قائم رہو کہ اللہ تعالےٰ معبود برحق ہے اور سوا اوس کے کوئی معبود برحق نہیں تاکہ یہ توحید الٰہی قیامت میں نفع بخشے اور چونکہ یہ کلمہ خالصاً توحید الٰہی پر دلالت کرتا ہے اسواسطے اس کلمہ کا نام کلمۂ توحید رکھا اور اسواسطے کہ اور کلموں میں تحمید اور تقدیس الٰہی بھی سمجھی جاتی ہے لہذا اُن کو اور ناموں کیساتھ موسوم کیا اور جواب سوال ثانی یہ ہے کہ نور مبارک جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مخلوقات سے پہلے پیدا ہوا ہے جیسا کہ وارد ہے حدیث میں

جواب سوال ثانی

ان اول ما خلق اللہ نوری یعنی پہلے وہ چیز جو اللہ تعالےٰ نے پیدا فرمائی میرا نور تھا اور کلمۂ کن کوئی چیز مخلوق نہیں ہے کہ تقدم یا تاخر اس کا نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دیکھا جاوے بلکہ یہ کلمہ تعبیر اور بیان ہے تعلق قدرت الٰہی جل شانہٗ کا ساتھ مخلوقات اور مقدورات کے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں تحت آیۂ کریمہ انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون کے فرماتے ہیں وہو تمثیل قدرتہ تعالےٰ فی مرادہ تعالےٰ بامر المطیع فی المطاع فی حصول المامور من غیر امتناع و توقف وافتقار الی مزاولۃ عمل واستعمال

الآیۃ انتہی یعنی سو اللہ تعالے نے فرمایا کہ امر الٰہی یوں ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے
ہو جا بس وہ چیز ہو جاتی ہے بلا تکلف مراد اس سے یہ ہے کہ جس طرح کوئی امر کرے کسی چیز کے ہونیکا
اور وہ چیز موافق امر کے بلا تکلف ہو جائے اسی طرح جب قدرت الٰہی متعلق کسی مخلوق سے ہوتی ہے
تو وہ مخلوق بلا تکلف ہو جاتی ہے اور اسی طرح ہے تفسیر روح البیان وغیرہ فقط واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہ
اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ قد صح الجواب محمد گوہر علی الجواب لاریب فیہ محمد عبداللہ الجواب صحیح
محمد ریاست علی خان الجواب صحیح سراج الدین ایاز کا محمد سلامت اللہ الجواب ہو الصواب محمد عبدالغفار عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے عظام و فضلائے کرام اہل اسلام سنی کلمۂ توحید میں کہ معانی مختلفہ مفصلہ ذیل میں کون سے
معنی صحیح اور حق اور قابل تصدیق ہیں کہ بعض اون میں سے غلط معلوم ہوتے ہیں اور بعضی صحیح اور موافق عقیدہ
مشرکین کے ہیں مخالف ان کے عقیدہ کے نہیں اور بعضے مخالف عقیدہ مشرکین اور صحیح ہیں لیکن موحد وجودی
جو وحدت الوجود کے ہیں مگر اکثر علماء منکر ہیں تفصیل اس کی یہ ہے لا الٰہ الا اللہ میں ایک سو پانچ احتمال
ہیں اس طور پر کہ الٰہ سے مراد یا الٰہ ممکن ہوگا یا الٰہ واجب یا الٰہ مطلق اس لئے کہ الٰہ کا اطلاق ممکن اور واجب
دونوں پر کلام الٰہی میں آیا ہے جیسے اجعل الآلھۃ الٰھا واحدا میں پس الٰہ میں تین احتمال ہیں اور الا میں دو احتمال ہیں
استثنا کا ہوگا یا بمعنے غیر کے پس سب چھ احتمال ہوئے پھر بر تقدیر خبر لا کی محذوف مانیں گے یا محذوف
نہ مانیں گے اور بر تقدیر محذوف ہونے کے خبر عام محذوف ہوگی یا خاص اگر عام محذوف ہوگی یا شئی
محذوف ہوگی یا موجود پس تقدیر کلمہ کی لا الٰہ شئی الا اللہ ہو گی یا لا الٰہ موجود الا اللہ ہو گی ۔ یہ بارہ احتمال بر تقدیر
خبر کے ہوئے پھر ان صور میں مستثنیٰ منہ یا موصوف یا شئی یا موجود کو قرار دیا جائے گا یا الٰہ کو مستثنیٰ منہ یا موصوف کہیں گے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا لہذا وما کنا لنہتدی لولا ان ہدانا اللہ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہد ان محمدا عبدہ
ورسولہ صلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ سید الاولین والآخرین وآلہ واصحابہ اجمعین **اما بعد** کہتا ہے بندہ گنہگار
عبدالغفار کہ جو مولوی عبدالعزیز صاحب امروہی نے سوال میں ایک سو پانچ احتمال کلمہ طیب میں گھڑے
اور جواب میں چند کو قابل تصدیق اور موحد توحید وجودی قرار دیا اور ان کے سوا نیز صحیح حضرت پیر و مرشد
روحی فداہ نے جواب الجواب لکھا اور اس کی تردید کی حق وہی ہے جو حضرت نے جواب الجواب
میں تحریر فرمایا آخر میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا اور یہی تردوات کلام سائل ومجیب میں ہیں ہم نے بخوف تطویل
اسیقدر پر اکتفا کیا اس بندہ ناچیز نے ان تردوات کو واسطے فائدہ عوام بیان کر دیا لا الٰہ الا اللہ

پس چوبیس احتمال ہوے بر تقدیر حذف جز کے پھر کلمہ لا نفی جز کی اسم سے کرے گا موافق نحو کے یا نفی
اسم کے جز سے مخالف نحو کے یہ اڑتالیس احتمال عقلی ہوے صحیح ہوں یا غلط اور چھ احتمال بر تقدیر عدم
حذف جز کے تھے اُن چھ میں سے جن تین احتمالوں میں الا بمعنے غیر لیا گیا اُن تین احتمالوں میں یا
الہ موصوف بغیر اللہ منفی ہوگا یا صفت غیریت کے الہ سے منفی ہوگی تو وہ تین چھ ہو گئے پس بر تقدیر
عدم حذف جز کے نو احتمال ہوئے اور بر تقدیر حذف کے اڑتالیس جملے کل ستاون ہوئے جن نو
احتمالوں میں جز لا محذوف نہیں اُن میں سے چھ میں نفی الہ کی کی ہے جو غیر اللہ ہے اور تین میں نفی
غیریت کی الہ سے جن چھ میں نفی الہ مستثنیٰ عنہ اللہ کی یا نفی الہ غیر اللہ کے کی گئی ہے نفس الامر سے
تو مراد یا الہ ممکن کی نفی ہوگی یا الہ مطلق کی یا الہ واجب کی اگر نفی الہ ممکن یا الہ مطلق کی کرینگے تو غلط ہوگا
اسلئے کہ الہ ممکنہ ہی نفس الامر میں موجود ہیں اور اگر نفی الہ واجب مستثنیٰ عنہ اللہ یا الہ واجب غیر اللہ کے کریں تو کچھ
فائدہ نہیں سلئے کہ جو غیر اللہ ہو وہ خود نفس الامر میں منفی ہے پس نفی اس کی بیفائدہ ہے دوسرے کلمہ توحید رد عقیدہ مشرکین کیلئے
وارد ہوا ہے اور اس تقدیر پر اُنکے عقیدہ کا رد نہیں ہوا اُن کے نزدیک بھی الہ واجب جو غیر اللہ ہو
نفس الامر میں موجود نہیں جو الہ غیر اللہ اُن کے نزدیک موجود ہیں وہ واجب نہیں ممکنہ ہیں ایسی ہی جن
تین صورتوں میں نفی غیریت کی کی گئی ہے تو مراد الہ سے... اگر معنی لینگے یا مطلق یا واجب اگر الہ
ممکن یا الہ مطلق سے نفی غیریت کی کرینگے تو عینیت ہر الہ کے ساتھ اللہ کی لازم آویگی جو حاصل توحید
وجودی اور ہمہ اوست ہے اور اگر الہ واجب سے نفی غیریت کی کرینگے تو خلاف عقیدہ مشرکین کے نہ ہوگا
اُن کے نزدیک بھی الہ واجب غیر اللہ نہیں اور اڑتالیس احتمال جنمیں جز لا محذوف ہے اُن میں سے چھ
میں نفی شئی الا اللہ کی الہ سے کی گئی ہے اُن میں بھی الہ سے مراد اگر ممکن یا مطلق ہوگا تو معنے یہ ہونگے
کہ کوئی الہ ممکن ہو یا مطلق مصداق کسی شئی کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر الہ اللہ ہی کا مصداق ہے

وہی ربانی ہے کلمہ توحید ہے فارق ہے درمیان کفر و اسلام کے مصدق اور مقر اس کا مسلمان با ایمان
جنتی ازلی ہے منکر اس کا کافر مشرک بے ایمان دوزخی ابدی ہے اقرار لسانی موجب حکم ہے کہ یہ مقر فرقہ اہل اسلام
سے ہے اور منکر اس کا فرقہ اہل کفر و شرک و ضلال سے ہے تصدیق قلبی باطن کو منور کر دیتی ہے اور عدم
تصدیق قلبی باطن کو ظلمت سے بھر دیتی ہے قولہ تعالیٰ اللہ ولی الذین آمنوا یخرجہم من الظلمات الی النور

والذین کفروا اولیائہم الطاغوت یخرجونہم من النور الی الظلمات اولئک اصحاب النار ہم فیہا خالدون
ترجمہ اللہ دوست اُن لوگوں کا ہے جو ایمان لائے نکالتا ہے اُن کو اندھیروں کفر سے طرف نور ایمان
کے اور جن لوگوں نے کفر اختیار کیا دوست ان کے شیاطین ہیں نکالتے ہیں اُن کو نور ایمان سے

تو توحید وجودی اور ہمہ اوست لازم آگیا اور اگر الٰہ واجب مراد ہوگا تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی الٰہ واجب مصداق
کسی شئ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی جو الٰہ واجب فرض کیا جاوے وہ مصداق اللہ ہی کا ہے تو مخالف عقیدہ مشرکین
کے ہوا اور جبکہ یہ اوزان ہیں سے اکبر اول کے نفی الٰہ کی نفی الا اللہ سے کی ہے تو اس میں بھی الٰہ سے مراد اگر الممکن یا
المطلق ہو تو معنے یہ ہونگے کہ کوئی شئ سوائے اللہ کے مصداق الممکن یا المطلق کا نہیں یعنی اللہ ہی مصداق الممکن
یا المطلق کا ہے اور یہ کذب محض ہے اس لئے کہ اللہ ہرگز مصداق الممکن کا نہیں جب مصداق الممکن کا نہیں
تو مصداق المطلق کا بھی مطلقاً نہیں اس لئے کہ مطلق ممکن کو بھی شامل ہے صرف اللہ ہی میں منحصر نہیں اور اگر مراد
الٰہ واجب ہو تو معنے یہ ہوئے کہ کوئی شئ سوا اللہ کے مصداق الٰہ واجب کا نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین

طرف اندھیریوں کفر کے یہ کافر دوزخی ہیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے ایمان عبارت ہے اسی کلمہ لا الہ الا اللہ کو تصدیق کرنا اور مان لینا اور کفر انکار اس کلمہ توحید کا ہے اور نہ تصدیق کرنا حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انہم کانوا اذا قیل لہم لا الہ الا اللہ یستکبرون ویقولون ائنا لتارکوا الہتنا لشاعر مجنون۔ **ترجمہ** جس وقت کہا جاتا ہے ان کو کہ کہو لا الہ الا اللہ یعنی ایمان لاؤ تکبر کرتے ہیں یعنی ایمان نہیں لاتے اور کہتے ہیں کیا شاعر مجنون کی وجہ سے ہم اپنے خداؤں یعنی کفر اور شرک کو چھوڑ دیں گے ایسا نہ کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی ایمان لایا اور بعض روایات میں مستیقنا قلبہ بھی آیا ہے۔ **ترجمہ** جس نے صدق دل سے لا الہ الا اللہ کہا جنت میں داخل ہوگا صدق دل سے کلمہ توحید کا کہنا ایمان ہے اور ظاہر ہے کہ ہر شخص ممیز مکلف ہے ساتھ ایمان لانے اور کہنے اور اقرار کرنے کے ساتھ کلمہ توحید کے بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام اور سب امم سابقہ ولاحقہ مکلف ساتھ کلمہ توحید کے ہیں سارے کتب سماویہ توریت انجیل فرقان وغیرہ مشتمل کلمہ توحید پر ہیں مدار نجات کا یہی کلمہ توحید ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعہا۔ نہیں تکلیف دیتا ہے اللہ تعالےٰ کسی شخص کو مگر بقدر وسعت اور سمجھ اس شخص کے اس بنا پر معنی کلمہ طیبہ کے ایسے ہونا چاہئے کہ ہر فرد بشر جن وانس عورت مرد بوڑھے جوان چھوٹے بڑے شہری دیہاتی سب سمجھیں اور وہ معنی معین ایک ہونا چاہئے تاکہ باہم اختلاف نہ ہو عام فہم ہوں ظاہر ہوں کہ سب سمجھ سکیں دقت اور دشواری سمجھنے میں واقع نہ ہو وہ معنی یہی ہیں جو صاف ان لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں ترجمہ زبان اردو میں لا الہ الا اللہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے غرض شارع کے نازل کرنے اس کلمہ توحید سے یہ ہے کہ تمامی مخلوق جو مکلف ہیں ساتھ کلمہ توحید کے جان لیں کہ اللہ تعالےٰ جو خالق ومالک سارے عالم کا ہے وہی اکیلا معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو لوگ سوائے اللہ کے دوسری چیزوں کو مخلوقات میں سے معبود قرار دیتے ہیں وہ کافر ہیں شرک کیا

ہوا اور جنہ میں ادنیٰ سے نفی شئی کی الا اللہ سے کی ہو تو پہر الہ سے خواہ ممکن مراد ہو یا مطلق یا واجب ہر تقدیر پرمعنی یہ ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مصداق شئی کا نہیں یہہ بھی غلط ہے کیونکہ پہر الہ کیسا ہی ہو مصداق شئی کا ضرور ہے اور جنبہ میں ادنیٰ سے اس کے برعکس نفی الہ الا اللہ کی شئی سے کی ہو تو معنے یہہ ہوسے کہ کوئی مصداق کسی الہ کا نہیں سوائے اللہ کے یعنی ہر شئی مصداق اللہ ہی کا ہے پہر ہمہ اوست ہوگیا اور جنبہ میں ادنیٰ سے نفی موجود الا اللہ کی اللہ سے کی ہے پہر اگر الہ سے الہ ممکن یا الہ مطلق مراد ہوگا تو معنے یہہ ہونگے کہ کوئی الہ ممکن ہو یا مطلق موجود نہیں سوائے اللہ کے تو یہ غلط ہے اسواسطے کہ الہ ممکنہ بھی موجود ہیں اگر واجب مراد ہو تو معنے یہہ ہوسے کہ کوئی الہ واجب موجود نہیں سوائے اللہ کے یہ مخالف عقیدہ مشرکین نہیں اور جنبہ میں ادنیٰ سے عکس اس کے نفی الہ کی موجود الا اللہ سے کی ہے تو معنے یہ ہوسے کوئی موجود سوائے اللہ کے مصداق الہ کا نہیں ہے اگر الہ سے مراد ممکن ہو یا مطلق ہو تو غلط ہے اس لئے کہ بعض موجود مصداق

عرب جنکی زبان عربی ہے بدایۃ ان الفاظ سے مراد شارع کی سمجھ لیتے ہیں مگر سوائے عجم غیر عرب اُن کے واسطے ضرورت ہے کہ ترجمہ ان الفاظ کا بیان کیا جاوے اور تحقیق لفظوں کی تاکہ عجم بھی مراد شارع کو بسہولت سمجھ لیں اس کلمہ طیبہ میں چار لفظ زبان عربی کے ہیں پہلا لفظ لا ہے جس کے معنے نفی کے ہیں ترجمہ لا کا نہیں ہے دوسرا لفظ اِلٰہ ہے فعال کے وزن پر معنے اس کے اردو میں معبود کے ہیں جکی پرستش کیجاتی ہے جس کی پوجا کی جاتی ہے جسکی عبادت کیجاتی ہے زبان عربی میں اس کو اِلٰہ کہتے ہیں الہ بالکسر بمعنی فعال پرستیدہ شدہ یعنے مفعول صراح تیسرا لفظ اِلَّا غیر کے معنے میں اردو میں ترجمہ اِلَّا کا لفظ بغیر اور سوا کے ساتھ کیا جاتا ہے چوتھا لفظ اسم اعظم اللہ ہے جب چاروں کو ملایا ترکیب دی تو جملہ ہوگیا لا الٰہ الا اللہ جملہ خبریہ ہے اردو زبان میں ترجمہ یہ ہے ہوا کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اللہ نام ہے اُس ذات معظم کا جو موصوف ہے ساتھ جمیع صفات کمالیہ کے منزہ اور پاک ہے جمیع نقصانوں سے منجملہ اُن صفات کمالیہ کے سمع ہے بصر ہے حیات ہے علم ہے قدرت ہے مشیت و ارادہ ہے بہر دار خالقیت کا ہے خلق یعنی پیدا کرنا مخلوق کا صفت مختصہ باری تعالیٰ کی ہے وہی خالق جمیع مخلوقات کا ہے مخلوق پر اپنی خالق کی شکر نعمت لازم ہے قولہ تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم ولئن کفرتم ان عذابی لشدید سب سے بڑی نعمت الٰہی یہہ ہے کہ ہم کو نیست سے ہست کیا ہم معدوم تھے ہم کو موجود کیا شکر عبادت تعظیم منعم سے، تعظیم شامل ہے افعال قلب عقائد کو ایمان کو اور عبادت جوارح کو جو عبادتیں ہیں ظاہر سے متعلق ہیں اصل ساری عبادتوں میں ایمان ہے بغیر ایمان کے کوئی

الممکنہ کے ہیں اور اگر مراد الٰہ سے واجب ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں اور جہتہ میں اُنہیں سے نفی موجود کی سوا اللہ سے کی ہے پر اگر مراد الٰہ سے ممکن ہو یا مطلق تو غلط ہی کس واسطے کہ الٰہ ممکنہ موجود ہیں سوائے اللہ کے اور اگر الٰہ واجب مراد ہو تو مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں جیسا کہ مکرر گذرا اور جہتہ میں اُن میں سے برعکس اس کے نفی الٰہ الا اللہ کی موجود سے کی ہے یعنی کوئی موجود مصداق کسی الٰہ کا نہیں سوائے اللہ کے تو پھر بہ ادست ہو گیا اور اگر خبر خاص محذوف کریں تو جب قرینہ عرف مستحق للاطلاق الا اللہ محذوف جیسے لافتیٰ الا علی میں مستحق للاطلاق الفتی اور لا سیف الا ذوالفقار میں مستحق للاطلاق السیف کا یہ احتمال بحسب عرف بالغہ ہے یعنی کوئی الٰہ سوائے اللہ کے لائق الٰہ کہنے کے نہیں اور کوئی فتی سوائے علیؓ کے لائق فتی کہنے کے نہیں اور کوئی سیف سوائے ذوالفقار کے لائق سیف کہنے کے نہیں اس تقدیر پر بھی اگرچہ اڑتالیس احتمال

کی طاعت مقبول نہیں لہٰذا ایمان لانا سب عقلا پر لازم ہوا امنوا باللہ ورسولہ کا حکم ہوا جو عبادتیں حق تعالےٰ نے اپنے بندوں پر معین کی ہیں سب سے غایت تعظیم ظاہر ہوتی ہے اسی وجہ سے شرع میں عبادت اور پرستش اُن افعال کا نام ہوا کہ جن سے غایت تعظیم سمجھی جاوے اور یہی مجمع علیہ ساری امت مرحومہ کا ہے قول اللہ تعالیٰ کا ہی ایاک نعبد اور دوسری نصوص قطعیہ شاہد ہیں اس بات پر کہ عبادت غیر اللہ کے حرام اور کفر و شرک ہے اور اس مضمون سے قرآن شریف بھرا ہوا ہے لہٰذا مستحق عبادت اور پرستش کا وہ ہے کہ جس نے ساری مخلوقات کو پیدا کیا کافر جو غیر حق کی عبادت اور پرستش کرتے ہیں اُن کے رد اور منع کے واسطے کلمہ توحید نازل فرمایا اور جو نکہ کوئی مخلوق معبود اور مستحق عبادت نہیں جنکو کافروں نے اپنے زعم فاسد کے اعتبار سے معبود قرار دیا ہی ہرگز معبود کے قابل نہیں اس لئے کہ مخلوق ہیں اور مخلوق قابل معبودیت نہیں معبودیت صفت خالق کی ہے لا الٰہ سے مراد نفی معبودیت مخلوق سے کی ہے اور الا اللہ سے مراد حصر معبودیت کا اللہ تعالیٰ میں ہی یہی معنے کلمہ توحید کے ہیں ظاہر لفظوں سے سمجھے جاتے ہیں حق تعالےٰ نے اس معنے کی تائید و تاکید میں بہت سی آیتیں بعنوانات مختلفہ نازل فرمائی ہیں بطور نمونہ و مثال دو چار ذکر کیجاتی ہیں قولہ تعالےٰ انما اللہ الٰہ واحد ترجمہ فقط اللہ ہی معبود واحد ہی دوسرے سوا کوئی معبود نہیں قولہ تعالےٰ والٰہکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ہو ترجمہ جو تمہارا معبود واحد ہے ایک ہی نہیں ہے کوئی معبود سوا اس کے اللہ لا الٰہ الا ہو الحی القیوم الایہ ترجمہ نہیں ہے کوئی معبود سوا اُس کے زندہ زندہ کرنے والا ساری عالم کا قائم رکھنے والا سبب اسکے واسطے ہے جو زمین اور آسمان میں ہے اُسی کا پیدا کیا ہوا ہے قولہ تعالےٰ والذین یدعون من دون اللہ

لا یخلقون شیئا وہم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ترجمہ اور وہ بت الٰہ سوا اللہ کے جن کو کافر حاجت کے وقت پکارتے ہیں خود مخلوق ہیں کسی شی کو پیدا نہیں کرسکتے مردے ہیں زندہ نہیں ہیں نہ جانتے ہیں

کلمہ میں مقصود ہیں اس طور پر کہ اس تقدیر پر بھی مستثنیٰ منہ یا موصوف الہ ہوگا یا مستحق پس بارہ احتمال ہوئے پھر
اسم کی خبر سے کریں گے یا نفی خبر کی اسم سے پس چوبیس ہوئے پھر نفی مبالغۃً ہوگی یا حقیقۃً پس اڑتالیس ہوئے مگر سوا
نحو اور عرف کے جتنے ہیں جنمیں نفی خبر کی اسم سے کی ہے مبالغۃً الہ مستثنیٰ منہ یا موصوف ہو پس علاوہ اسکے ممکن ہو یا واجب یا مطلق
تو معنے یہہ ہوں گے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا نہیں مبالغۃً اگرچہ سوائے اللہ کے اوروں کو لغۃً الہ کہنا صحیح
ہے مگر چونکہ اور الہ مثل اللہ کے کامل نہیں تو اسکے مقابلہ میں اور وں کو الہ کہنا لائق نہیں جیسے حضرت علیؓ کے مقابلہ میں
اوروں کو فتی کہنا اور ذوالفقار کے مقابلہ میں اور سیف کو سیف کہنا لائق نہیں تو مخالف عقیدہ مشرکین نہیں انکے
نزدیک بھی کوئی الہ مثل اللہ کے نہیں اور جتنے موافق نحو کے خلاف عرف کی ہیں جن میں نفی خبر کی اسم سے حقیقۃً کی ہے
اگر یہہ مراد لیں گے تو معنے یہہ ہونگے کہ کوئی الہ سوائے اللہ کے مستحق اطلاق الہ کا لغۃً اور حقیقۃً نہیں سو غلط ہے اسلئے کہ ہر الہ
مستحق اطلاق الہ کا ہے حقیقۃً اور لغۃً جیسا کہ ظاہر ہے اور باقی احتمالات چونکہ خلاف نحو اور عرف کے ہیں اور بھی خلل انکا
تقریرات سابقہ سے معلوم ہو سکتا ہے لہٰذا تفصیل اون کی بے فائدہ اور تطویل لاطائل ہے یہہ سب احتمالات ایک سو
چھپن ہوئے اگر فرماویں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ
سوائے اللہ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب دیا جائیگا کہ یہ معنے بھی غلط ہیں اسلئے کہ معنے عبادت کے طلب
اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبدالدینار و عبدالدرہم اور عبدالخمیصہ سے ظاہر ہے اور مستحق تابعداری
کے سوائے اللہ کے رسولؐ اور صحابہؓ وغیرہم ہیں فرمائیں کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ کے مستحق عبادت کے

ٹھہرائے جاوینگے قولہ تعالےٰ افمن یخلق کمن لا یخلق افلا تذکرون ترجمہ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتے

کہ دونوں معبود قرار دیے جاویں وقال اللہ لا تتخذوا الٰہین اثنین انما ھو الٰہ واحد وایای فارھبون
ترجمہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے مت پکڑو دو معبود یعنی اللہ تعالےٰ جو خالق و مالک سارے عالم کا ہے
اوسی کو ہی معبود قرار دو اور اُس کی مخلوقات میں سے بتوں کو معبود نہ مانو فقط اللہ ہی معبود واحد
اور مجھی سے ڈرو یعنی بتوں کو جنکو تم نے معبود قرار دیا ہے اُن سے مت ڈرو وہ مردہ ہیں نہ وہ نفع
پہونچا سکتے ہیں نہ نقصان صراحۃً آیات قرآنیہ سے ثابت ہے معبود وہی ہو سکتا ہے جو خالق عالم ہو حی قیوم
رب العالمین ہو مخلوق اور مردے معبود نہیں ہو سکتے صفت معبودیت خاص اللہ تعالےٰ کیواسطے ثابت
ہے عالم میں کوئی شی معبود نہیں معبود وہی ہے جو ورا عالم ہے خالق و مالک سارے عالم کا ہے رب العالمین
ہے کلمہ طیب کے ظاہر کیلئے ہوسئے ایک معنے ہیں اختصاص وحصر معبودیت کا اللہ میں اور نفی کرنا معبودیت
کا مخلوقات سے یہہ معنے کلمہ طیبہ کے اظہر من الشمس ہیں اللہ کے نزدیک بھی معنے ہیں انبیا رسل

اور تابعدار کیے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے اور عبادت کے معنے اگر غایت تعظیم ہیں تو یہ بھی نہیں ہو سکتا اسکی کہ عبادت
غیر اللہ شرک ہے اور شرک کسی وقت میں جائز نہیں اور غایت تعظیم یعنی سجدہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو
بامر اللہ کیا اور یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو کیا پس عبادت غیر اللہ بہذا المعنے شرک نہیں اور اگر
عبادت کے معنے غایۃ تعظیم بخیال غایۃ معظم ہوں تو لازم آتا ہے کہ مشرکین کی عبادت کو جو بتوں کی لئے تھی
عبادت نہ کہیں اور انکو مشرک نہ کہیں اس لئے کہ وہ غایت تعظیم بخیال غایۃ معظم نہ کرتے تھے بتوں کو غایت
معظم نہ جانتے تھے اون کے نزدیک بھی غایۃ معظم سوائے اللہ کے کوئی نہ تھا قولہ تعالیٰ ولئن سألتہم من خلق السموات
والارض لیقولن اللہ اس پر شاہد ہے یہ ہی تفصیل معانی محمل کلمہ توحید کی اب فرماویں کہ ان معنوں میں سے بھی

اولیاء اللہ باب ظاہر ارباب باطن جن وانس ملک سب کا ایمان یہی ہے یہ معنی متفق علیہ سارے عالم کے تو منکرین
کے ہیں اس معنے کو چھوڑ کر فلاسفہ ملاحدہ کی اصطلاحات لیکر نئے احتمالات رکیکہ پیدا کرنا لوگوں کو شبہ
تردد میں ڈالنا کام عاقل فضلاء حق العالم کا نہیں ہے اس قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں خیال کیا
لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اتبعوا السواد الاعظم من شذ شذ فی النار علی ہذا اگر ایسے ہی احتمالات غیر صحیحہ غیر معتبرہ
نکالے جاویں تو ایک سو پانچ پر حصر نہیں مثلاً الہ ممکن لیا جاوے تو موجود ممکن جوہر ہوگا یا عرض جوہر مقولہ واحد
ہے اور عرض کے نو مقولہ ہیں مجموعہ دس ہوئے دس میں جو احتمالات بر تقدیر الہ ممکن یا الہ مطلق کے نکالے
ہیں وہ دس گونہ ہو جاویں گے اور بر تقدیر جوہر لینے کے وہ الہ ممکنہ مجردات سے ہوویں گے یا مادیات
سے اور انواع مادیات کے لاتعد اور لا تحصی ہیں مثلاً جمادات سے ہوویں گے یا نباتات سے
یا حیوانات سے ہر ایک کی انواع کثیر ہیں تو حصر احتمالات ہو ہی نہیں سکتا اگر کہا جاوے کہ ممکن کا لینا
سب کے واسطے کافی ہے تو ہم کہیں گے مطلق لینا کافی تھا شامل تھا واجب اور ممکن کو کیوں اس پر
اکتفا نہیں کیا دوسرے ہم کہتے ہیں کافی نہیں اسلئے کہ مجیب نے جیتہ احتمالات اختیار کئے اون کو
قابل تصدیق اور صحیح کہا ننانوے کو غیر قابل تصدیق اور صحیح کہا جائز ہے کہ عموم کے اعتبار سے
نفی معتبر نہوا اور خصوصیت شخصیہ کے اعتبار سے معتبر ہو جبتک ساری احتمالات بالتفصیل باطل نہ کئے جاویں
مدعا ثابت نہیں ہو سکتا جب احتمالات لاتعد ولا تحصی ہیں ان کا ابطال نہوا تو مدعا بھی ثابت نہوا مقصود قائل
کا ان احتمالات لاطائل سے توحید وجودی ثابت کرنا ہے یہاں صوفیہ کے دو اصطلاحیں ہیں ایک توحید
وجودی دوسری توحید شہودی توحید شہودی یہ ہے کہ جتنی اشیاء عالم میں موجود ہیں سب مظہر ایک ذات باکمال
کے ہیں ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ٭ ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ٭ اور توحید وجودی یہ ہے

کرنی چاہیے یا کوئی اور معنے ہیں جنکی تصدیق کریں بینوا توجروا۔

الجواب

ان معانی میں سے اُن معانی کی تصدیق چاہیئے جو موید توحید وجودی کی ہیں اور مخالف عقیدہ مشرکین اور موافق نحو کے اور وہ چند احتمال ہیں دو تو یہ ہیں کہ الہ سے مراد الممکن ہو یا المطلق اور الا بمعنے غیر لیا جاوے اور خبر محذوف نہ مانی جاوے بلکہ الا اللہ بمعنے غیر اللہ کے خبر گردانی جاوے جیسے لا الہ غیرک میں غیر خبر ہے اور نفی غیریت کی ہر الہ سے کیجاوے پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہے کہ کوئی الہ غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں اس لئے کہ موافق نحو ہیں اپنی حاجت تقدیر اور تاویل کی کچھ نہیں اور چار یہ ہیں کہ الہ سے الممکن مراد لیا جاوے یا المطلق الا بمعنے استثنا یا بمعنے غیر لیا جاوے اور شئی خبر محذوف کو مستثنیٰ منہ یا موصوف قرار دیا جاوے اور نفی خبر کی اسم سے کیجاوے پس حاصل چاروں تقدیروں کا ہوگا کہ کوئی الہ مصداق کسی شئی کا اشیاء سے نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے اگرچہ محتاج تقدیر ہیں مگر صحیح اور موافق نحو اور مخالف عقیدہ مشرکین

کہ جب طالب میدان طلب میں قدم رکھتا ہے اور اپنے مقصود کیطرف متوجہ ہوتا ہے طالب صادق کو بہ برکت پیران طریقت بعض طرق میں ایک حال وارد ہوتا ہے کہ سارے مخلوقات کا وجود ظلی اسکی نظر سے محو ہو جاتا ہے حتی کہ اپنی ہستی بھی اس کی نظر اور علم سے گم جاتی ہے اس کا علم ساتھ وجود حق کے متعلق ہو جاتا ہے اس وقت میں اس کا معلوم وجود حق ہوتا ہے مولینا روم فرماتے ہیں ؎ علم حق در علم صوفی گم شود ٭ این سخن کے باور مردم شود ٭ شیخ منصور جو غلبہ حال میں فرماتے انا الحق اس کے معنے یہ نہ تھے کہ میں جو بندہ منصور ہوں وہ حق ہے بلکہ یہ مراد تھی کہ سب اشیاء کا وجود علم سے مختفی ہو گیا کوئی شے علم سے باقی نہ رہی تو انا تعبیر حق سے ہے حال کمال ہے لفظ صرف ضلال ہے غور کا مقام ہے مجیب نے ایک نمبر پانچ احتمالوں سے چند احتمال قابل تصدیق قرار دئے پہلے دو احتمال یہ ہیں کہ الہ سے مراد الممکن ہو یا مطلق پس حاصل دونوں تقدیروں کا یہ ہوگا کہ کوئی الہ غیر اللہ نہیں یہ معنے مختار محققین ہیں جب الممکن غیر اللہ نہیں عین اللہ ہیں تو بت پرستوں نے جو بتوں کی پرستش کی وہ چونکہ غیر الہ نہیں تو پرستش اللہ کی ہوئی اُن سے مواخذہ کیا اُن کو کیوں مشرک کہتے ہیں سب عبادت اللہ کی کرتے ہیں جب اللہ حسب زعم قائل عین سب بتوں کا ہے کوئی بت اُس کا غیر نہیں تو شرک کی بنیاد عالم سے اُٹھ گئی شرک باقی نہ رہا کوئی مشرک نہ رہا سب موحد ہو گئے کوئی عالم میں مسلمان بھی باقی نہ رہا تمام عالم کے مسلمان بتوں کی عبادت

اور موید توحید وجودی ہیں اس لئے لائق اذعان و تصدیق ہیں باقی احتمالات ہیں سے کوئی بھی قابل تصدیق نہیں
اور صحیح نہیں جیساکہ سائل نے کہا اور توحید وجودی سے انکار کرنا اکثر علماء کا قلت تامل اور عدم تدبر
سے ہے افسوس کہ تمام علوم درسیہ عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل کرتے ہیں اور اتنا نہیں سوچتے کہ کلمہ توحید
کس طرف لیجاتا ہے آیا توحید وجودی اس سے ثابت ہوتی ہے یا نہیں اور ہم جو کلمۂ توحید کے
معنے سمجھے ہیں وہ موافق نحو کے ہیں یا نہیں یہ معنے عقیدہ مشرکین کورد بھی کرتے ہیں یا نہیں
اگر سوچتے تو ضرور معلوم ہو جاتا کہ توحید وجودی حق ہے اور معنے جو ہم سمجھتے ہیں نہ موافق نحو کے
ہیں نہ مخالف عقیدہ مشرکین کے اس لئے کہ معنے کلمۂ توحید کے یہ ہیں کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے
اللہ کے توان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی الٰہ واجب تھا اب یہ ترجمہ محتمل دو معنے کا ہے ایک
یہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر میں نہیں یہ معنے صحیح ہیں مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں دوسرے
یہ کہ کوئی شخص مصداق الٰہ واجب کا نہیں سوائے اللہ کے یہ معنے بھی نفس الامر میں صحیح نہیں اس لئے
کہ اس میں نفی اسم کی یعنی الٰہ کی خبر سے یعنی شیٔ سے کی ہے اور یہ خلاف نحو کے ہے اور مخالف عقیدہ مشرکین
کے بھی نہیں ان کے نزدیک بھی کوئی شیٔ مصداق واجب کا نہیں جیساکہ سائل نے بیان کیا ہے اور توحید
وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ ونقلیہ ثابت ہے تفصیل کے لئے تو دفتر چاہئے مختصر ایک دلیل عقلی اور ایک
نقلی لکھتا ہوں عقلی یہ ہے کہ کوئی شیٔ غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی اس لئے کہ حکمت میں ثابت ہو چکا ہے کہ وجود
عین ذات واجب ہے اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس
غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا اور دلیل نقلی کلمۂ توحید ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ الٰہ عین اللہ
ہے ہر موجود عین اللہ ہے اس لئے کہ ہر موجود مصداق الٰہ ہے اس لئے کہ الٰہ کہتے ہیں معبود کو
اور معبود کہتے ہیں اس کو جس کی کوئی عبادت کرے اور عبادت کہتے ہیں تابعداری کرنے کو
اسی واسطے جو کوئی کسی کا تابعدار ہوتا ہے تو اس کو اس کا عبد اور بندہ کہتے ہیں جیسے کہتے ہیں
عبدالدینار اور عبدالدرہم اور بندہ پیٹ کا اور بندہ روپیہ کا اور جس کا کوئی تابعدار ہوتا ہے

اکثر کہتے ہیں کوئی یہ نہیں جانتا کہ اللہ اور بت جو مندر دن میں رکھے ہیں وہ خدا ہیں ابھی معنے کلمہ
توحید کے گھڑے کہ مسلمان مسلمان نہ رہے اور مشرک موحد ہو گئے سارے احکام شرع
درہم برہم کر دیئے برین عقل و دانش بباید گریست و آخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علیٰ
خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

اُس کو معبود اور الٰہ کہتے ہیں جیسے قولہ تعالیٰ الٰہ ہواہ ہوا کو الٰہ کہا بالجملہ اطلاق الٰہ کا غیر اُس شئی پر آتا ہے جس کا وہ تابعدار ہو اور کوئی موجودات میں ایسا نہیں جس کا کوئی تابع نہیں پس غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر موجود مصداق الٰہ کا ہے اور لا الٰہ الا اللہ اس پر دال ہے کہ جو مصداق الٰہ کا ہے عین اللہ ہے پس ثابت ہوا کہ ہر موجود عین اللہ ہے اگر اعتراض کریں کہ شرع میں غیر اللہ کو الٰہ اور معبود گردانی سے ممانعت آئی ہے تو جواب دیا جاوے گا کہ ہاں غیر اللہ کو غیر اللہ سمجھ کر الٰہ اور معبود گردانا منع ہے اور شرک اور شرع میں اسکی ممانعت آئی ہے جگہ آیت میں شرک کی ممانعت ہے لفظ دون اللہ موجود ہے یعنی غیر اللہ کو معبود اور موجود مت سمجھو عالم میں جہاں جہاں معبود ہے وہی معبود ہے۔ ہو الذی فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ یعنی آسمان میں بھی وہی معبود ہے اور زمین میں بھی وہی معبود کسی جگہ کوئی معبود غیر اُس کا نہیں اور کیسے ہو کہ معبود ہونا تو فرع ہے موجود ہونے کی اور حسب دلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ غیر اُس کا موجود ہی نہیں تو معبود کیسے ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم الحکم۔ العبد المجیب فقیر محمد عبدالعزیز ساکن امروہہ محلہ چلہ ملایان ضلع مراد آباد۔

جواب الجواب از حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب قدس سرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اولاً سمجھنا چاہیے کہ حصر کرنا سائل کا الٰہ کو ممکن یا واجب یا مطلق میں بحسب واقع کے ہے یا موافق غرض قائل کلمہ توحید کے جو شارع ہے اور اُس نے موافق لسان مستعمل عرب کے تکلم اور خطاب فرمایا ہے اگر موافق واقع کہا جائے تو حصر مسلم ہے لیکن قائل کلمہ کی غرض ہونا غیر مسلم ہے اسواسطے کہ اصطلاح واجب اور ممکن اور مطلق دونوں سے استعمال اہل لسان نہیں ہے بلکہ یہ اصطلاح اہل حکمت ہے شارع اور لسان شناسان عرب کو جو مخاطبین شارع ہیں ان اصطلاحات کی غرض نہیں پس ممکن ہے کہ مراد اس کلمہ طیبہ میں الٰہ حق یعنی معبود برحق لیا جاوے اور الٰہ بمعنی معبود محتمل ہے معبود حق اور معبود باطل ہونیکا۔

اور ہر چند معبود حق جو مراد لیا اگرچہ فی الواقع واجب ہی ہے لیکن قائل کو نہ اُس سے غرض نہ اُس کی طرف التفات پس معنے کلمہ طیبہ کے یہ ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود حق سوائے اللہ تعالیٰ کے اس تقدیر پر خبر لا کی الا اللہ کو گردانا یا محذوف مانیں اگر الا اللہ کو خبر کہیں اور لا بمعنے غیر لیں تو حاصل معنے یہ ہوں گے نہیں کوئی معبود حق غیر اللہ پس لا محالہ معبود حق عین اللہ ہوگا اور اگر خبر محذوف کہیں اور امر عامہ مثل شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت کے معنے یہ ہوئے کہ نہیں ہے کوئی معبود حق مصداق شئی یا موجود یا مستحق یا ثابت کا ایسا موجود یا ثابت

جو موصوف ہو ساتھ غیر اللہ کے اور جب کوئی معبود بحق مصداق شی یا ثابت کا ایسی شی یا ثابت جو موصوف ہو ساتھ غیر
اللہ کے نہ ہوا تو بالضرور وہ مصداق ایسی شی یا ثابت کا ہوگا جو موصوف ہو ساتھ عین اللہ کے پس کلمہ توحید سے نہ توحید
وجودی مستفاد ہوئی اور نہ اُس کے معنے میں موافقت عقیدہ مشرکین لازم آئی اور اللہ تعالیٰ کا معبود بحق ہونا مفہوم کلمہ
طیبہ سے ظاہر ہوا بدون لزوم کسی قباحت کے اور تعداد شقوق پنج تفصیل و شمول کے شقوق صحیحہ اور باطلہ کو تطویل بلا طائل کر
فلا نطول الکلام بذکرہ اور مسئلہ توحید وجودی ہرچند موافق ذوق اہل معرفت کی صحیح اور ہر ایک بین کشفیہ عارفانہ اور استنباطات
حنفیہ کتاب و سنت سے ثابت اور مبرہن ہو لیکن مفہوم کلمہ طیبہ سے ظاہر ہونا اس کا ظاہر نہیں پس وہ جو سائل نے الہ بمعنی اعم از
ممکن یا واجب یا مطلق قائم کرکے پھر الا کو بمعنی غیر یا برائے استثنا مع حذف یا ذکر خبر کے لیکر ایک سو پانچ احتمال نکالے
اور اُن میں سے ہر تقدیر احتمالات کی توحید وجودی مفہوم کلمہ طیبہ سے مستفاد کی تقاریر مذکورہ پر یہ سب احتمالات رائے
ساقط ہو گئے اور استفادہ توحید وجودی کا کلمہ طیبہ سے نہ ہوا اور وہ جو سوال میں کہا اگر فرما دیں کہ حسب قرینہ حالیہ مستحق
للعبادۃ محذوف ہو سکتا ہے اور معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ کوئی الہ سوائے اللہ تعالیٰ کے مستحق عبادت نہیں تو جواب میں کہا جاتا
کہ یہ معنی بھی غلط ہیں اس لئے کہ معنے عبادت کے طلب اور تابعداری کے ہیں جیسے کہ عبداللہ اور عبدالدرہم سے ظاہر ہے
اور مستحق طلب اور تابعداری کے سوائے اللہ کے رسول اور صحابہ وغیرہم ہیں شرعاً پس کسی الہ کو یعنی معبود کو سوائے اللہ
کے مستحق عبادت اور تابعداری کے نہ سمجھنا شرعاً غلط ہے انتہی اقول یہ امر ہے کہ معنی عبادت کے مطلق طلب اور تابعداری
کے نہیں ہیں اور عبدالدینار اور عبدالدرہم سے یہ امر اصلاً ظاہر نہیں اس لئے کہ معنے شرعی عبادت کے نہایت
تعظیم کے ہیں کما قال فی التفسیر الکبیر وغیرہ والظاہر ان العبادۃ نہایۃ التعظیم انتہی پس مطلق طلب اور تابعداری کو
جب تک کہ اوس میں نہایت تعظیم نہ ہو شرعاً عبادت نہ کہیں گے اسی وجہ سے مطلق طالب اور صاحب دنیا کو عبدالدینار
نہیں کہتے جب تک کہ رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح نہ دے اور جب رضائے معبود حقیقی پر اسکو ترجیح دی تو نہایت تعظیم دینا متحقق ہوئی اس لئے کہ رضائے مولیٰ پر اس کو
اختیار کیا اس سے زیادہ نہایت تعظیم کیا ہوگی روی البخاری عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعس عبد الدینار
و عبد الدرہم و عبد الخمیصۃ ان اعطی رضی و ان لم یعط سخط الحدیث قال فی المرقات قولہ عبد الدینار ای الذی اختارہ علی
رضا معبودہ الجبار بان یاخذہ من غیر حلہ او ان لا یصرفہ فی محلہ وکذا قولہ عبد الدرہم و عبد الخمیصۃ وہی ثوب خز او صوف علیہ
علم وخصت بالذکر لان الغالب فی لبسہما الخیلاء والرعونۃ والریا والسمعۃ ومن کمال میل النفس الیہا وعدم الطاقۃ لفراقہما کانہا
تہا عبد لہا او دعا علی من استعبدہ محبت الدنیا واسترقہ الہوی واعرض عن عبودیۃ المولیٰ ولم یقل عابدہا ایذانا بانہ مما
من یکون اسیرا لجمع المال بحیث لا یؤدی حق المالک المتعال انتہی مختصرا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام جو مستحق
الطاعت ہیں اول تو خود مستحق اطاعت نہیں بلکہ بحکم اللہ تعالیٰ کے ہیں پس اطاعت اونکی فی الحقیقت اطاعت اللہ تعالیٰ کی ہے
کما قال اللہ سبحانہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ اور ثانیاً یہ کہ اطاعت اون کی بطور نہایت تعظیم اونکی کی نہیں ہے بلکہ اطاعت

اُنکی پیچ ادا کرنے اون امور کے ہی جنہیں نہایت تعظیم اللہ تعالی کی ہوگی یہان تک کہ اطاعت ان کی مخالفت امر الٰہی مین
ممنوع ہی کما ورد فی الحدیث الصحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق انتہی پس کوئی شی مستحق عبادت یعنی نہایت تعظیم
کے سوائے اللہ تعالی کے نہیں ہی تو جس کسی نے معنے لا الہ الا اللہ مین الٰہ سے مراد الٰہ مستحق عبادت حسب قرینہ حالیہ لیا ہی یہہ معنی بھی
صحیح ہین اور اعتراض مذکور فی السوال اوس سے مدفوع ہی اور وہ جو مجیب نے اثنا جواب مین لکھا کہ یہہ علما جو معنی کلمہ توحید کے
یہہ کہتے ہین کہ کوئی الٰہ حق نہیں سوائے اللہ تعالی کے تو ان صاحبوں نے الٰہ سے مراد الٰہ حق یعنی واجب لیا اب یہہ ترجمہ
محتمل دو معنی کا ہی ایک یہہ کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر مین نہیں یہہ معنے صحیح ہین مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
انتہی حاصل اسکا یہہ ہی کہ جس کسی نے الٰہ سے مراد الٰہ حق لیا ہی تو اس کو واجب ہونے اور ممکن ہونے الٰہ کے کچھہ غرض نہیں بلکہ
الٰہ یعنی معبود حق بمعنی مستحق عبادت عام اس سے کہ واجب ہو یا ممکن کیا اس تقدیر پر یہہ کہنا مجیب کا کہ الٰہ حق یعنی
واجب لیا غلط ہوا اور اسپر یہہ تفریع کہ الٰہ واجب غیر اللہ نفس الامر مین نہیں یہہ معنے صحیح ہین مگر مخالف عقیدہ مشرکین کے نہیں
بناء فاسد علی الفاسد ہے اسواسطے کہ جب الٰہ سے مراد معبود برحق ہی یعنی مستحق عبادت لیا تو معنے کلمہ طیبہ کے یہہ ہوئے کہ کوئی
معبود مستحق عبادت اعم من ان یکون واجبا او ممکنا غیر اللہ تعالی نہیں بلکہ عین اللہ تعالے ہی پس یہہ معنے سراسر مخالف ہین
عقیدہ مشرکین سے کہ وہ غیر اللہ تعالی کو مستحق عبادت سمجھکر عبادت اوسکی کرتے ہین اگرچہ واجب نہ سمجھین اور بلا شبہ اونکے
نزدیک کوئی شی مصداق الٰہ واجب کا تو نہیں لیکن الٰہ حق یعنی معبود مستحق عبادت کے کروڑون مصداق ہین کما لا یخفی اور وہ جو جواب
مین لکھا کہ توحید وجودی کی حقیقت بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہی دلیل عقلی یہہ ہے کہ کوئی شی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتی
اس لئے کہ حکمت مین ثابت ہو چکا ہی کہ وجود عین ذات واجب ہی اور غیر وجود نہیں مگر عدم تو غیر واجب نہیں مگر عدم
اور عدم موجود نہیں ہو سکتا پس غیر واجب یعنی غیر اللہ موجود نہیں ہو سکتا انتہی اسمین کہا جائے گا کہ وجود کو جو حکمت
مین عین واجب ثابت کیا ہی وجود سے معنی مصدری مراد ہین یا ما بہ الموجودیۃ اگر معنے مصدری مراد ہین تو وہ معنے
انتزاعی ہین پس عینیت اس کی ساتھ واجب تعالی کے بایں معنے ہوگی کہ منشاء انتزاع اس وجود مصدری انتزاعی کا سوائے
ذات واجب ہی کوئی شی آخر ذات مین سوائے ذات کے منشاء انتزاع نہیں اور جب وجود مصدری بایں معنے عین ذات
واجب ہوا تو یہہ وجود منتزع ذات واجب سے وجود مصدری مطلق نہ ہوگا بلکہ ایک حصہ ہوگا وجود مصدری مطلق کا اس
لئے کہ منتزع ہی ذات خاص واجب تعالی سے پس اضافت سے طرف ذات کے ایک حصہ وجود مطلق کا ہو جائے گا
اور معنے عینیت کا مرجع یہہ ہوگا کہ حصہ وجود مصدری کا عین ذات واجب ہی یعنی منتزع ہے نفس ذات واجب سے نہ امر زائد
سے اب عدم اس وجود کا عدم خاص ہوگا پس معنے اس مقدمہ کے کہ وجود نہیں مگر عدم یہہ ہوئی کہ غیر وجود خاص
نہیں مگر عدم خاص یعنی عدم وجود مصداق واجبی پس غیر واجب کے موجود ہونیکو منافات صادق اس عدم کی
نہیں اس لئے کہ کہا جائیگا کہ ممکن موجود ہی اور اسپر صادق ہے یہ امر کہ یہہ ممکن موجود عدم خاص واجب ہی جیسے وجود

عدم وجود خاص عمرو بکر ہے اور منافات اس عدم خاص کی وجود خاص آخر سے نہیں پس اس تقدیر پر وجود منحصر حق تعالیٰ اور منفی ممکنات سے نہوا اور اگر مراد وجود سے مابہ الموجودیۃ ہو تو یہ امر بہت واضح ہے کہ مابہ الموجودیۃ ہر شئی کا مخصوص ہوگا ساتھ اس شئی کے مطلق نہوگا ورنہ مابہ الموجودیۃ اوس شئی کا کیونکر قرار پائے گا اور جب یہ مابہ الموجودیۃ واجب کا عین واجب ہوا تو یہ منافی اسکے نہیں کہ ممکن بھی موجود ہو اور مابہ الموجودیۃ اوس ممکن کا عین ممکن ہو جیسے کہ محققین نے اختیار کیا ہے یا غیر ممکن ہو جیسا کہ غیر محققین نے کہا ہے اس لئے کہ اس تقدیر پر معنی مقدمہ مذکورہ یعنی غیر وجود نہیں مگر عدم یہ ہوئی کہ غیر مابہ الموجودیۃ واجب نہیں مگر عدم اس مابہ الموجودیۃ کا پس بر تقدیر موجود ہونے ممکن کی ممکن پر یہ عدم مابہ الموجودیۃ واجب کا صادق ہے پس یہ کہنا کہ عدم موجود نہیں ہو سکتا غلط ہوا بلکہ یہ عدم خاص ہے اور صادق آتا ہے اوپر وجود غیر کے اور منافات نہیں رکھتا وجود غیر سے پس اس کلام سے اثبات توحید وجودی اصلا نہوا اور دلیل نقلی جو کلمہ توحید سے قائم کی تھی وہ تو بر تقدیر معنی مجوزہ مجیب قائم ہوئی تھی اور جب کلام سابق سے عدم صحت اوس معنے کی واضح ہو گئی تو دلیل نقلی بھی مثل دلیل عقلی کے مفید و مثبت توحید وجودی نہوئی معہذا ہر شئی کو بزعم متبوع اور مطاع ہونیکے الٰہ قرار دینا اور معنی الٰہ کے مطلقا متبوع اور مطاع لینا اور معنی عبد کے مطلقا فرمانبردار اور تابعدار قرار دینا منافی ہے اصطلاحات شرعیہ اور محاورات عرب کے اور سوا اس کلام کے جو لکھا ہے اور بھی تردداث کلام سائل اور مجیب میں ہیں ہمنے بخوف تطویل اسیقدر پر اکتفا کیا اور اصل حصول غرض لغرض اختیار اختصار کیا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط

المجیب ارشاد حسین عفی عنہ الجواب ہو الصواب محمد عبد الغفار عفی عنہ قد صح الجواب محمد امداد حسین عفی عنہ

سوال ۔ اولیاء سفر ماییند علمای دین ومفتیان شرع متین در معنے این حدیث شریف من رانی فقد رای الحق فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

معنے حدیث مذکور این است کہ ہر کہ مرا بخواب دید پس آن بدید حق را یعنی امر ثابت واقعی را دید و آن من ہستم یعنی شیطان تصرفی در تخیلہ مبتدہ صورت من کردن نمیتواند پس ہر کہ مرا بخواب دید در حقیقت مرا دید واحتمال این نیست کہ شیطان بصورت مرئیہ متمثل شدہ باشد و موید این معنی است حدیث دیگر صحیح بخاری مرویہ از ابی سعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ

انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتکونی انتہی قال السید فی شرح المشکوٰۃ

تحت الحدیث المذکور رای الامر الثابت الحق الذی ہو اما یرجع الی معنی قولہ فقد رانی انتہی وقال الامام النووی فی شرح صحیح مسلم فقد رای الحق ای الرؤیۃ الصحیحۃ انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم سوال دویم دیگر اینکہ حضرت کہ بمعراج تشریف بردہ بودند خدای عزوجل را دیدہ اند یا نہ اگر دیدہ اند بچشم ظاہر دیدہ اند یا از دیدہ دل۔

الجواب وهو الملهم للصواب

جناب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در شب معراج جناب باری عز اسمہٗ را بقول صحیح بچشم سر دیدہ اند ہر چند کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم را اندریں مسئلہ خلاف مشہور است اما مذہب جمہور ہمو نیز بہ برہان منصور ہمیں قول مذکور است قال السید جمال الدین فی شرح المشکوٰۃ الشریف المنقول عن عائشۃ وابن مسعود انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یر اللہ لیلۃ الاسراء وان المرئی المذکور فی الآیتین ہو جبرئیل علیہ السلام والجمہور علی انہ راٰہ فقیل بفؤادہ دون عینیہ وقیل بعینہ وہو الصواب انتہی وقال فی روح البیان وفی کشف الاسرار قال بعضہم راٰہ بقلبہ دون عینیہ وہذا خلاف السنۃ والمذہب الصحیح انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رأی ربہ بعینی راسہ وکان الحسن البصری یحلف باللہ ان محمدا رأی ربہ لیلۃ المعراج وحکی امام احمد انہ قال انا اقول بحدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بعینہ راٰہ راٰہ حتی انقطع نفس الامام احمد انتہی مختصرا وقال الخطیب فی تفسیرہ وحاصل المسئلۃ ان الصحیح ثبوت الرؤیۃ وہو ما جری علیہ ابن عباس ہذا لانہ وہو الذی یرجع الیہ فی المعضلات وقد راجعہ ابن عمر ابن الخطاب فاخبرہ انہ راٰہ انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فی کل باب ۔

المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

ہذا الجواب صحیح ذلک الکتاب لا ریب فیہ قد صح الجواب محمد احمد حسین الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

ابو الذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ محمد عنایت اللہ الجواب صواب الجواب الصواب

قد اصاب من اجاب محمد امجاد حسین محمد عبد القادر خان محمد علاء الدین احمد عبید القادر

سوال الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد آنکہ مردم میگویند کہ برائے شخص مبارک عالی حضرت رسالت پناہی نبوت دستگاہی صلی اللہ علیہ وسلم سایہ وظل چنانچہ جملہ اجسام واجرام کثیفہ ولطیفہ را می باشد نبود وگاہی از ابتدائے خلقت حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم تا آخر لقائی رب العالمین تعالیٰ شانہٗ ہمچنان بود کہ بے سایہ وظل گذرانیدند تقریر می گویند کہ این معجزہ در کتابی کہ لائق اعتماد باشد واہل سنت اسناد آن بسند صحیح بیان کردہ باشند ندیدہ ام در کتاب صحاح وسنن کہ مروج اند از کسی نشنیدہ ام کہ ثبوت کردہ اند وانچہ اہل سیر ومغازی بیان می کنند اعتماد آن چنانچہ اہل حدیث راہست معلوم پس ہر کرا از اہل علم ثبوت آن از روی سند صحیح از کتاب صحیح وحسن باشد بیان فرماید اجر آن از فقیر از خداوند تعالیٰ حاصل خواہد فقط ۔ ۱۲

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نبودن سایہ وظل جسم اطہر جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم بطریق خصوصیت و اعجاز در کتب معتبرہ سیر واحوال آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ بتفصیل این کتب متکفل آنست منقول ومروی است قال فی سبل الہدیٰ والرشاد

فی سیرۃ خیر العباد وقال ذکوان لم یر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر رواہ الحکیم الترمذی وقال معناہ لئلا یطأ علیہ کافر فیکون مذلۃ وقال ابن سبع فی خصائصہ ان ظلہ صلعم کان لا یقع علی الارض وانہ کان نورا وکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل انتہی وقال العلامۃ القسطلانی فی المواہب اللدنیہ ولم یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی الشمس ولا قمر رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وقال ابن سبع کان صلی اللہ علیہ وسلم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل قال غیرہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ اللہم اجعلنی نورا انتہی وقال فی انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون المعروفۃ بالسیرۃ الحلبیۃ انہ اذا مشی فی الشمس او فی القمر لا یکون لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل لانہ کان نورا انتہی وقال فی سیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیہ ولم یکن لہ صلعم ظل فی شمس ولا قمر لانہ کان نورا رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان وروی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع الشمس قط الا غلب ضوءہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوءہ ضوء السراج قال ابن سبع کان صلعم نورا فکان اذا مشی فی الشمس او القمر لا یظہر لہ ظل لان النور لا ظل لہ ویشہد لہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ واجعلنی نورا انتہی وقال فی روضۃ الاحباب فضیلت بست وسیوم آنکہ جسم مبارک وے آنحضرت نورانی بود کہ ہرگاہ در آفتاب یا مہتاب رفتی سایۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر نبودے چنانچہ در بعض احادیث وارد شدہ کہ آن سرور در دعا برائے اعضا وجہات خود نور از خدا تعالی طلبیدہ ودر آخر فرمودہ اللہم اجعلنی نورا ومعنی این است وہمچنین در معارج النبوۃ وغیرہ مرقوم است وقال الشیخ عبد الحق الدہلوی فی مدارج النبوۃ ونمی افتاد آنحضرت صلعم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت ونجاست است ونبودہ نشد اورا سایہ در آفتاب انتہی لیس ایںہمہ کتب لائق اعتماد واستناد است وکتب حدیث متکفل جمیع احادیث نیست ونہ ثبوت امری موقوف بر روایات آنہاست کما لا یخفی علی الماہرین معہذا در فضائل اعمال ومناقب نقد در اسانید وتفحص احوال رواۃ نزد ائمہ حدیث ضروری نیست قال ابن الاثیر فی مقدمۃ جامع الاصول وقال احمد ابن حنبل اذا روینا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الحلال والحرام والسنن والاحکام تشددنا فی الاسانید واذا روینا عنہ فی فضائل الاعمال وما لا یضع حکما ولا یرفعہ تساہلنا فی الاسانید انتہی وفی ہذا القدر کفایۃ لاولی الالباب واللہ سبحانہ الہادی الی طریق الصواب وہو اعلم وعلمہ اتم فی کل باب فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین مصطفوی علی صاحبہ الف صلوۃ وسلام درین مسئلہ کہ آنچہ بر زبان عام وخاص جاریست از حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک وغیرہ آیا مضمون آن حدیث صحیح ثابت است یا نہ اگر ثابت باشد سندش بحوالۂ کتاب نقل عبارت آن تحریر فرمانید واگر سندش اجماع امت مرحومہ باشد ہمچنان تحریر فرمانید حسبۃً للہ از تحریر جواب آن در اغماض نفرمایند وجواب صاف مزین بدستخط ونقل عبارت کتب معتبرہ عنقریب باطلاع داشتہ شود کہ تا لت خنخرہ ونزدم فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ہر چند حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک را بعض محدثین از موضوعات شمردہ اند کما فی تذکرۃ الموضوعات لمحمد طاہر لولاک لما خلقت الافلاک قال الصغانی موضوع انتہی وکذا فی تمیز الخبیث للعلی القاری لیکن مضمون حدیث مذکور از کثیر احادیث صحیحہ ثابت است قال فی السیرۃ النبویۃ والآثار المحمدیۃ روی ابو الشیخ والحاکم عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما مرفوعا اوحی اللہ تعالیٰ الی عیسیٰ علیہ السلام آمن بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ومر امتک ان یومنوا بہ ولولا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما خلقت آدم ولا الجنۃ ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ فسکن صححہ الحاکم وروی الدیلمی مرفوعا اتانی جبرئیل فقال ان اللہ تعالیٰ یقول لولاک ما خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت النار انتہی وروی ابن عساکر عن سلمان الفارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ہبط جبرئیل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان ربک یقول ان کنت اتخذت ابراہیم خلیلا فقد اتخذتک حبیبا وما خلقت خلقا اکرم علی منک ولقد خلقت الدنیا واہلہا لاعرفہم کرامتک ومنزلتک عندی ولولاک ما خلقت الدنیا انتہی وکذا فی المواہب اللدنیہ وسوائے ایں بسیار احادیث معتبرہ مؤید مضمون حدیث قدسی مذکور در کتب سیر مسطور است واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان متین اس مسئلہ میں کہ اللہ صاحب نے نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے جدا کر کے دنیا میں ظاہر کیا یا یہ کہ قدرت کاملہ سے بنا کر ظاہر کیا از روئے کتاب معتبرہ کے ارشاد جواب کا ہونا بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

نور منور حضرت سرور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا لمقتضائے واللہ خلقکم وما تعملون و واللہ خالق کل شئی نہ یہ کہ اپنی ذات پاک سے کوئی جز جدا کر کے نور حضرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بنایا اس لئے کہ ذات خاص پاک حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ ذی بعض اور اجزا نہیں قال فی العقائد النسفیہ ولا متبعض ولا متجزی ولا مرکب منہا انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اسلام حضرات ابوین الشریفین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں احادیث شریف جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منقول ہے کہ ابوین الشریفین زندہ کئے گئے اور انہوں نے ایمان لایا موضوع ہے یا نہیں بعض لوگ اس حدیث کو موضوع کہتے ہیں **سوال دوم** اور در بارہ سماع موتیٰ حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ کیا

فرمائیے بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو حدیث درباب ایمان لانے والدین شریفین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے نزدیک اکثر محققین کے صحیح ہے اور بعض علمانے اوس کو ضعیف کہا ہے اور موضوع نہیں ہے روی السہیلی فی کتاب الروض والخطیب فی السابق واللاحق باسناد ہما عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سال ربہ ان یحیی ابویہ فاحیا ہما لہ فامنا بہ ثم اماتہما انتہی روی الطبری فی سیرتہ باسنادہ عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نزل الحجون کئیبا حزینا فاقام بہ ما شاء اللہ عزوجل ثم رجع مسرورا قال سألت ربی فاحیا لی امی فامنت بی ثم ردہا انتہی قال فی سبل السلام درواہ جمع عظیم من ثقات الحدیث منہم حافظ ابن شاہین والخطیب وابن عساکر والسہیلی والقرطبی والحافظ الطبری وابن سید الناس والحافظ الدمشقی وابن حجر والسیوطی وفیما ذکرناہ من احادیث اقوال ثلثۃ للعلماء قولا بالصحۃ وقولا بالضعف وقولا بالتوقیف وقد رد وا باسرہم علی من زعم الوضع انتہی ملخصا مختصرا اور باب سماع موتی میں حنفیہ میں دو قول ہیں اکثر مشائخ کے نزدیک نہیں سنتا اور بعض کے نزدیک سنتا ہے قال فی فتح القدیر عند اکثر مشائخنا المیت لا یسمع انتہی اور قول اکثر اون مشائخ کا منقوض ہے باحادیث صحیحہ منہا ما فی صحیح مسلم ان المیت لیسمع قرع نعالہم اذا انصرفوا انتہی وہکذا فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین المجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ چہ میفرمایند علمائے دین متین اندرین مسئلہ کہ زید میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ماذون است در دنیا بشفاعت عظمیٰ و عمرو میگوید کہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم موعود است در دنیا بشفاعت عظمیٰ و اذن جدید در عقبیٰ ضرور است و نماز پس کدام از ہر دو جانب جائز است فقط بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ زید میگوید کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشفاعت عظمیٰ ماذون ہستند در دنیا قولش صحیح مطابق حدیث صحیح بخاری است فی المشکوٰۃ صفحہ ۵۱۳ سطر ۱۴ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعطیت خمسا لم یعطہن احد قبلی نصرت بالرعب مسیرۃ شہر وجعلت لی الارض مسجدا وطہورا فایما رجل من امتی ادرکتہ الصلوٰۃ فلیصل واحلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی واعطیت الشفاعۃ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ متفق علیہ انتہی قال فی المرقاۃ ای الشفاعۃ العظمیٰ العامۃ انتہی پس قول عمرو صحیح نیست لیکن نماز پس ہر دو کس جائز است فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اور ناقدان احادیث حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم کس درجہ میں صحیح ہے کیونکہ ایک شخص کہتا ہے کہ یہ حدیث اوپر طریق محدثین اہل سنت کے ہرگز ثابت نہیں ہے اور رواۃ اس کے سب مجروح و کذابین و وضاعین حدیث ہیں ثبوت میں اس کے شرح مسلم الثبوت مولانا بحر العلوم و صبح صادق شرح منار مولانا نظام الدین و تحفۃ الاخیار علی نور الانوار صفحہ ۵ مولوی عبد الحی صاحب رحمہم اللہ تعالیٰ کی عبارتیں پیش کرتا ہے پس اس کا کیا جواب ہے بینوا بتصریح التام من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نزدیک محققین اہل سنت والجماعۃ کے لائق احتجاج ہے قال فی مسلم الثبوت ولنا ثانیاً قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اور رئیس المحققین نے شرح مسلم بحر العلوم نے حدیث مذکور کا قابل احتجاج ہونا تسلیم کیا ہے اور اس کو درجہ حسن میں ثابت کیا ہے کما قال وقد تکلموا علیہ لکن لا ضیر فان لہ طرقاً کثیرۃ وشاید یبلغ درجۃ الحسن انتہی البتہ بعض اہل حدیث نے اس کو ضعیف اور بعض نے موضوع کہا ہے لیکن محققین کے نزدیک حدیث حسن اور قابل احتجاج ہے ۔ قال العلی القاری فی المرقاۃ اعلم ان حدیث اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم اخرجہ ابن عدی کذا ذکرہ جلال الدین السیوطی فی تخریج احادیث النقایۃ وذکر عن البیہقی انہ قال ان حدیث مسلم یودی بعض معناہ قال ابن حجر صدق البیہقی وذکرہ فی جامع الاصول انتہی مختصراً پس یہ کہنا کہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں کہا ہے کہ رواۃ اس کے سب مجروح اور کذابین اور وضاعین ہیں باطل ہوا اور جب نسبت اس قول کی طرف بحر العلوم کے صحیح نہیں ہوئی اسی طرح سمجھنا چاہئے حال قول مولانا نظام الدین اور مولوی عبد الحی مرحوم کا لیکن جب عبارت ان کی معترض پیش کرے گا بتعیین صفحہ و باب تو جواب تفصیلی اوس وقت دیا جائے گا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ چہ میفرمایند علماء کرام و فضلاء عظام ثبتہم اللہ تعالیٰ بالقول الثابت اندریں کہ قیام القیام اندریں حضرت کہ واعظے در وعظ حکایات و قصص خویش اشعار ہندیہ مرقومہ ذیل خواندہ اثبات لعب و مخالفت تعلیم و جبرئیل و نعوذ باللہ اتہام بت سازی برحضرت نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم میکند و پیروان و متبعان وے ناقض حدیث مسلم کہ بروایات انس ابن مالک رض در مشکوۃ شروع باب علامات النبوۃ کہ ابتداء او این است عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتاہ جبرئیل وہو یلعب مع الغلمان الی آخرہ کہ حدیث موقوف است نہ مرفوع دلیل برائے لعب آن حضرت می آرند و شخصے دیگر دریں باب معترض بر جواز لہو و لعب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ گشتہ

و دلیل خویش عبارت مدارج النبوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کہ در جلد ثانی در ذکر رضاعت آنسرور نوشتہ
است شرح حدیث موصوف قرار دادہ و علاوہ بر آن شواہدش از شفاء قاضی عیاض و مواہب اللدنیہ
قسطلانی و ما ثبت من السنۃ شیخ موصوف آوردہ منع خواندن این اشعار میکنند زیرا کہ نسبت لعب و مخالفت
تعلیم جبرئیل و بت سازی عیب و نقص و اتہام در ذات حضرت نبوی علیہ السلام منسوب میشود پس در خواندن
این اشعار و نیز در باب مجوزین این اشعار از روئے شریعت غرا چہ حکم دارد و اشعار این است ے لڑکپن
میں خیر الوری کھیلتے تھے + ولیکن خدا جانے کیا کھیلتے تھے + سکھاتے تھے کچھ جبرئیل انکو لیکن کہ وہ کچھ کھیل
اپنا نیا کھیلتے تھے کہ ادہر کو خدا دیکھتا تھا تماشا کہ ادہر کو رسول خدا کھیلتے تھے کہ نبی کھیلتے تھے لڑکپن میں
لیکن کہ یہ وہ کھیل جو انبیا کھیلتے تھے کہ خدا کے تو سب کھیل ضرب المثل ہیں کہ یہ احمد بھی کچھ اپنی جا کھیلتے تھے کہ
سنو جب رسول خدا کھیلتے تھے تو ملائک بھی ہمراہ آ کھیلتے تھے کہ نہ بچپن سے تہا خیال شریعت کہ نہیں طفل ہمتن سوا کھینے
سے کہ بتوں کو بناتے تھے اور توڑتے کہ یہ بازی خلیل خدا کھیلتے تھے بینوا توجروا اجرکم اللہ خیر الجزاء۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اشعار ہندی کہ مستفتی آنرا نقل نمودہ از مضمونش انتساب عیب و نقص بجناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم فہمیدہ سوال
از جواز خواندنش مینماید جوابش آنکہ خواندن اشعار مذکورہ ممنوع و حرام نیست چہ از اشعار مسطورہ تعییب و تنقیص آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نعوذ باللہ اصلا ظاہر نیست و اگر بودے پس بلا شبہ خواندنش حرام و قائلش کافر و مرتد شدے کما قال فی الشفاء قال
القاضی ابو الفضل ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض
بہ او شبہہ بشیء علی طریق السب لہ والحکم فیہ حکم الساب یقتل کما نبینہ انشاء اللہ تعالی ولا نستثنی فصلا من فصول ہذا الباب علی ہذا المقصد
ولا نمتری فیہ تصریحا کان او تلویحا انتہی و وجہ نبودنش تعییب و تنقیص اینکہ اثبات لعب در اشعار مذکورہ بزمانہ طفولیت کہ زمانہ عدم جریان
تکلیف است میکند و در چنین زمانہ لعب کسے عیب و تنقیص نیست کما لا یخفی پس لعب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چگونہ موجب نقص
گردید ثانیا اینکہ مقصود قائل آنست کہ لعب در آن زمان کہ بظاہر لعب بود سراسر حکم و اسرار و ہدایت و ارشاد بود تا آن کہ از ان
خوشنودی حق تعالی حاصل گردد کما قال فی المعارج الثانی من الشواہد الاول وانچہ توہم مخالفت تعلیم جبرئیل علیہ
السلام از شعر ثانی نمودہ شد حالش اینکہ شاعر مدعی آنست کہ اگرچہ بظاہر در بعض امور جبرئیل علیہ السلام تعلیم آن حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم می پرداختند اما تعلیم بلا واسطہ حضرت حق سبحانہ یا لفراست صادقہ صحیحہ کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم را اعطا شدہ
بود طریقہ راشدہ افضل و اولی از تعلیم جبرئیل علیہ السلام میدانستند و دریں صورت خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ بحقیقت
ایں خلاف نیست بلکہ رجوع است بامر اولی و افضل کہ جبرئیل علیہ السلام بافضلیت آن مطلع نشدہ بودند

مسخر شوند پس این مخالفت نہ مخالفت نہ عیب علاوہ اینکہ اتباع جبرئیل علیہ السلام بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در ہر امر خصوصا بزمانہ طفولیت واجب نبود کما ہو ظاہر من احوال نزول الوحی اولا لہذا جبرئیل علیہ السلام ہر مرتبہ امر بقرأت نمودند آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ انکار بقرأت فرمودند و اتباع شان نمی نمودند ہمچنین است حال انہدام بت سازی بنوع مضمون شعر اخیر چہ بت سازی برائے تعلیم شکستن آن در آں زمانہ و اظہار تذلیل بتان و اقامت تعادل من برائے تخریب ادیان بت پرستان عیب و منقصت نیست نعوذ باللہ و ثالثاً میتوان گفت کہ مقصود شاعر آنست کہ افعال و امور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نزول شریعت و ظہور بعثت ہمہ بحکم الٰہی و مملو از حکم نا متناہی بود چنانکہ افعال خضر علیہ السلام از قسم شکستن کشتی وقتل نفس زکیہ و راست کردن دیوار قریب الانہدام پس لعب بت سازی برائے شکستن و خلاف تعلیم جبرئیل علیہ السلام کہ در اشعار است از آں قبیل بود در الفاظ اینکہ الفاظیکہ بحیثیات مختلفہ ذم و مدح ہر دو محتوا اند شد و بقرائن کلام و احوال قائل یکی ازیں ہر دو احتمال متعین توان نمود چنانکہ لفظ سراج یا سیف یا غیر آنکہ باعتبار روشنی و قطع عدو اطلاق آن تشبیہاً بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در کلام الٰہی و در کلام صحابہ کرام واقع است کما لا یخفی و باعتبار قلت روشنی و کم قدری نور شمع بمقابلہ نور کمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و ممتہن و مبتذل بودن سیف بدست ہر کس آلودہ شدنش در خون و نجاسات اثبات آں تشبیہاً برائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ خیر خلائق و افضل الانبیاء والمرسلین اند غیر مناسب و بصورت اثبات سراج در کلام مسلم تعیب و تنقیص نتوان گفت ہمچنین است حال اشعار مرقومہ و بلا شبہ در روایت صحیح مسلم لعب مع الغلمان وارد است اگرچہ حدیث موقوف باشد پس حکم وضع حدیث نمیتوان کرد و بالضرور برائے تطبیق آن با احادیث دیگر تاویل لعب نمودہ خواہد شد کما فعل الشیخ الدہلوی و بضرورت از نسبت لعب با آنحضرت ہیچ تنقیص و تعیب آنجناب بحضرت انس رضی اللہ عنہ نمیتوان کرد ہمچنین گفت در اشعار مذکورہ و ہرگاہ این چنین تاویلات کہ متبادر ہم از الفاظ اباء اذہان نمی کنند در اشعار مذکورہ میتوان کرد پس بزعم تعیب و تنقیص حکم کفر و ردت بر قائل اشعار موافق مذہب فقہاء محققین نیست قال فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذالک روایۃ ضعیفۃ کما حررہ فی البحر وعزاہ فی الاشباہ الی الصغری انتہی غایۃ الامر اینکہ خواندن ہمچنیں اشعار بسبب احتمال معنی غیر صحیحہ غیر اولیٰ خواہد بود۔ واللہ سبحانہ واعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سئل عن علم علمہ ثم کتمہ الجم یوم القیامۃ بلجام من نار عن ابی ہریرہ رواہ ابو داؤد والترمذی واحمد ما قولکم دام فضلکم ایک شخص مدعی اسلام بہ نسبت جناب سید الانبیاء شفیع یوم الجزا خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اپنی کسی تصنیف مطبوعہ میں یوں لکھا ہے اور اعتقاد رکھتا ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض دینی کاموں میں اپنی کشش طبیعت کی مجبور رہتے تھے اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قوم ثقیف کی طبیعت نماز پر نہ راغب نہ ہونے کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ترک نماز کی شرط پر اسلام کی بیعت لی ہے اور معاذ اللہ نماز

نہ پڑھنے کی شرط لعم ہے چنانچہ اس کی کتاب کے دونوں فقرے یہ ہیں (فقرہ اول) امام کا خطبہ کی حالت میں اپنے بچوں کو دیکھ کر خطبہ چھوڑ کے منبر پر سے اتر جانا اور ان بچوں کو لیکر منبر پر چڑھ جانا بہت بری حرکت ہے اگرچہ حضرت علیہ السلام سے بعید از لغزش طبیعت کے بر سر مجمع واقع ہوئی ہے الخ (فقرہ دوم) حضرت علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے) ایسا کہنے والیکا دعویٰ راست و درست ہے یا دروغ و اتہام ہے اور اگر دروغ و اتہام ہے تو کیا یہ کسر شان نبوت ہے یا نہیں ہے اگر کسر شان نبوت ہے تو ایسا کہنے اور اعتقاد رکھنے اور حضرت پر جھوٹ باندھنے اور اتہام کرنے اور کسر شان نبوت کرنیوالا مسلمان ہے یا کافر ہر مومن و مسلمان کو ایسے شخص سے اجتناب و احتراز کرنا واجب ہے کہ نہیں اگر ایسا شخص توبہ کرنا چاہے تو بطور اعلان کرے یا پوشیدہ کیونکہ کتاب تو طبع ہو کر آفاق میں مشہور ہو گئی ہے۔ فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب اترنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر سے حالت خطبہ میں واسطے لینے حضرت حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حدیث ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں وارد ہے ونصہ حدثنا الحسین ابن حریث حدثنا علی ابن الحسین ابن واقد حدثنی ابی حدثنی عبد اللہ ابن بریدۃ قال سمعت ابا بریدۃ یقول کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخطبنا اذا جاءہ الحسن والحسین علیہما قمیصان احمران یمشیان ویعثران فنزل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر فحملهما ووضعهما بین یدیہ ثم قال صدق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ نظرت الی ہذین الصبیین یمشیان ویعثران فلم اصبر حتی قطعت حدیثی ورفعتهما انتہی لیکن یہ امر متعین نہیں ہے کہ یہ خطبہ جمعہ کا تھا یا سوا جمعہ کے بطور وعظ و نصیحت کے بہر حال اثناء خطبہ میں منبر سے اتر کر خصوصاً جب غیر جمعہ کا ہو اپنے چھوٹے بچے کو اٹھا لینا خصوصاً جب احتمال اس کے چوٹ لگجانی کا ہو شرعاً ممنوع نہیں ہے کتب فقہ حنفی میں مصرح ہے کہ درمیان خطبہ کے اگر کوئی کام طویل کرے تو خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ ابتدا سے پڑھے اور اگر کام طویل نہو تو وہی خطبہ پورا کرے ابتداء سے حاجت نہیں ہے اور دونوں صورتوں میں برائی مذکور نہیں ہے قال فی الدر المختار (خطب جنبا ثم اغتسل وصلی جاز ولو فصل باجنبی فان طال بان رجع لبیتہ فتغذی او جامع واغتسل استقبل خلاصہ قال فی رد المحتار قولہ جاز ای ولا یعید الخطبۃ فاصلا لکونہ من اعمال الصلوۃ ولکن الاولی اعادتہا نحو پس اس فعل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت بری حرکت کہنا موجب تنقیص شان حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور دو با جماع امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کفر ہے اور جو یہ کہا ہے کہ حضرت رسالتمآب علیہ السلام نے کسی مصلحت سے نماز نہ پڑھنے کی شرط پر قوم ثقیف سے اسلام کی بیعت لی ہے حالانکہ نماز نہ پڑھنے کی شرط سخت حرام ہے انتہی یہ امر صحیح نہیں ہے بلکہ قوم ثقیف نے تھا سندعائی عفو نماز کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول

نفرمائی اور وہ لوگ ایمان لائے مدارج النبوۃ کی جلد ثانی وقائع سال نہم میں لکھاہی مواہب الدنیہ وغیرہ سے بعد ازان
الناس کردند کہ عفو کردہ شود از ایشان نماز و کسر کنند اصنام بدست خود فرمودہ چنین باشد مقصود کسر اصنام است ہر گہ
بشکنند بدست خود بشکند بہتر از ما عفو نماز صورت ندارد زیراکہ خیر نیست در دینی کہ در آن نماز نباشد انتہی پس اصل
یہ امر غلط ہی ثانیا اسمیں جناب رسالتآب کو مرتکب بہت بڑا ہی سخت حرام کا نعوذ باللہ منہا یہ کیسا بڑا عیب ہے جو خلاف واقع
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لگایا پس یہ بہی موجب کفر قائل ہے قال فی الشفاء قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ عنہ
اعلم وفقنا اللہ وایاک ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او نسبہ او دینہ او خصلۃ من خصالہ
او عرض بہ او شبہہ بشیٔ علی طریق السب لہ او الازراء علیہ والتصغیر لشانہ او الغض منہ او العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم
الساب یقتل وکذلک من لعنہ او دعا علیہ او تمنی مضرۃ لہ او نسب الیہ ما لا یلیق بمنصبہ علی طریق الذم وہذا کلہ اجماع من العلماء
وائمۃ الفتوی من لدن الصحابۃ رضوان اللہ علیہم الی ہلم جرا انتہی مختصرا وقال فی در المختار وقد صرح فی النتف ومعین
الحکام وشرح الطحاوی وحواشی الزاہدی وغیرہا بان حکمہ کالمرتد ولفظ النتف من سب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فانہ مرتد
وحکمہ حکم المرتد ویفعل بہ ما یفعل بالمرتد انتہی اور اسیطرح سے اکثر کتب فقہ حنفی وغیرہ میں اللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ	الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہین علماء دین ومفتیان شرع متین اس بارہ میں کہ زید نے ایک کتاب اس دعوے پر تصنیف
کی ہے کہ میں اس کتاب میں دلائل حقانیت مذہب اسلام اور تردید مخالفین اسلام کرونگا مگر کتاب مذکور میں بعض انبیاء
علیہم السلام کی نسبت نہایت گستاخانہ کلمے لکھے ہین جو اس مصنف کے کفر پر ہر طور سے دلالت کرتے ہین جیسا
کہ کہا عیاض نے شفاء میں وکذلک من اضاف الی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تعمد الکذب فیما بلغہ واخبر بہ او شک فی صدقہ او سبہ
او قال انہ لم یبلغ او استخف بہ او باحد من الانبیاء او ازری علیہم او اذاہم او قتل نبیا او حاربہ فہو کافر باجماع انتہی
وقال ایضا فی مقام آخر وحکم من سب سائر انبیاء اللہ تعالے وملائکتہ او استخف بہم او کذبہم فیما اتوا بہ او انکرہم او
جحدہم حکم نبینا علیہ السلام علی وفاق ما قدمناہ قال اللہ تعالی ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان
یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلا اولئک ہم الکافرون
حقا الخ وقال اللہ تعالے قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم الی قولہ لا نفرق بین احد من رسلہ قال اللہ
تعالی کل آمن باللہ وملئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ وبہ قال ابو حنیفۃ رضی اللہ عنہ واصحابہ علی اصلہم من کذب
باحد من الانبیاء او تنقص باحد منہم او برئ منہم او شک فی شیٔ من ذلک فہو مرتد وایضا قال بعض علمائنا اجمع العلماء علی
ان من دعا علی نبی من الانبیاء بالویل او شیٔ من المکروہ فانہ یقتل بلا استتابۃ اور ایسی ہی کہا ہے نواب قطب الدین خان
نے مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ شریف جلد سوم کتاب القصاص بحوالہ فتاوی عالمگیری کہ جس نے انکار کیا بعض انبیاء علیہم السلام

کا باعث اہنی ہوا ساتھ کسی سنت کے سنن مرسلین کی سی لیس وہ کافر ہوا جو بھی کوئی جعفر رہ حال اوس شخص کے ہے نسبت کرنے
طرف انبیاء کے نواحش کو مانند عزم اون کے زنا پر اور سانند اس کی بیہ ہے جیسے کہ کہتے ہیں حشویہ یوسف علیہ السلام کے
حق میں کہا کافر ہوتا ہے کہ بڑا کہتا ہی اون کو اور استخفاف اونکا انتہی اور مالا بد کے آخر میں لکھا ہی اگر اہانت کسے
از پیغمبران کرد کافر شد اور اُس کے حاشیہ میں ہی کہ اگر انکند بعض نبی را یا پسند نکند کدامی سنت از سنن مرسلین بدرستی کہ آنکس
کافر است انتہی اور بہی اس کے خاتمہ میں لکھا ہے کہ اجماع اُمت بر آنست کہ بے ادبی و استخفاف ہر کس از انبیا
کفر است خواہ فاعل او حرام دانستہ مرتکب شود نہ دانستہ اور مظاہر حق ترجمہ مشکوٰۃ کتاب القصاص صفحہ ۲۰۲ میں ہے
جب قصد بولنا کلمہ کفر کا قصد السیکن اعتقاد کفر کا نہیں جو کہتا ہے تو کہا بعض علماء نے ہمارے کہ نہیں کافر ہوتا ہی اور
صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہوجاتا ہے کہ جو شخص بولا کلمہ کفر کا اس حالت میں کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ یہ کلمہ کفر کا ہی مگر یہ بولا
تھا اپنے اختیار سے کافر ہوگیا نزدیک اکثر علماء کے اور معاذ ور نہیں ہوتا ہے جہل کے سبب سے بیہودہ گو اور
ٹھٹھا کرنیوالا جب بولے کفر از راہ استخفاف اور ٹھٹھا اور خوش طبعی کے ہوتا ہی کافر سب کے نزدیک اگرچہ اعتقاد ہو اس کا خلاف
اوس کے۔ نقل عبارت جس سے اہانت انبیاء علیہ السلام نکلتی ہی (۱) وہ حضرت مسیح اور اُن کے حواری جوان جو
تو اُن کے ساتھ رہا کرتے تھے جس سے یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی۔ واضح ہو کہ اس مصنف کی اس فقرہ لیسے کو جواب
بنا تا ہی کثرت ازدواج رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا جس سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو نکاح
کئے تھے مگر مسیح اور اُن کے حواری زنا کار تھے نعوذ باللہ من ہذہ الخرافات (۲) مسیح علیہ السلام اس دعا کی بابت جو
انہوں نے اپنی حواریوں کو تبلائی جسکا ترجمہ یہ ہی اے اللہ ہمارے روز کی روٹی ہمیں دے مصنف لکھتا ہی کہ پیٹ
بھر بکی دعا تو گدا بھی مانگتا ہے گویا حضرت مسیح کو اسوجہ سے کہ انہوں نے اپنا رزق طلب کیا گدا سے تشبیہ دیگئی
حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ثابت ہی اللھم اجعل رزق آل محمد قوتا یہ دعا شارق الانوار میں بحوالہ
بخاری و مسلم مرقوم ہے تو اسے مصنف کے نزدیک رسول اللہ بہی نعوذ باللہ من ذالک (۳) حضرت مریم صدیقہ کے ذکر میں
یوں شکر باری کرتا ہی کہ خلف الشکل مسیح تو مہینہ خون حیض کہا کر مقام مخصوص سے بہایا ہوا اور حضرت موسیٰ یہود یون کلیساتم
سے رو دیئے اور حضرت عیسیٰ اسیطرح سے پیدا ہوئے جسطرح گوبر سے کیڑا اور نبی کی شان میں اگلے لوگونکی
تاریخ بیان کرے قصہ کہانی کا گمان کرے انتہی حالانکہ کلام مجید میں صورہ قصص ایک صورت کا نام ہے اور سورہ
یوسف کو خداوند تعالےٰ نے احسن القصص ارشاد فرمایا ہی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ کے
حالات بیان فرمائے ہیں (۴) اور نسبت مفسرین کے یوں لکھتا ہے کہ وہ جو بعض مفسرین بعض آیات میں ربط دینے
کے لئے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کرکے شان نزول بتلاتے ہیں محض تکلف محض فضول بلکہ یہ طویل دعویٰ قصص
انبیاء جو مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں سب علماء یہود و نصاریٰ سے منقول ہیں حدیث میں نہیں (۵)

باروت ماروت فرشتے اور تفسیر درمنثور علامہ جلال الدین سیوطی محض کذب و موضوع ہی ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں دلیل سے بیان فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں جو کلمات گستاخانہ قائل مذکور کے نقل کئے ہیں بلا شبہ یہ الفاظ بحسب ظاہر مفہوم کے بہت بیجا اور بعض اوس کے موجب کفر قائل ہیں لیکن بنظر تعمق عند الفقہاء المحققین تاویل ان کلمات کی اس نہج پر ہو سکتی ہے کہ جس پر حکم کفر قائل نہ ہو لہذا نظر بقسم الحروف میں حکم اس قائل کا یہ ہے کہ ایسے کلمات کہنے سے توبہ کرے اور احتیاطاً تجدید نکاح کرے قال فی الدر المختار لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف و لو کان روایۃ ضعیفۃ واذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ و العقائد فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے شریعت و ماہران کتاب و سنت اس باب میں کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے علی الخصوص ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جیسے آپکی حیات میں معجزے ثابت ہیں ویسے ہی کسی معجزے کا صادر ہونا بعد وفات شریف آپ کے سو کسی آیت یا حدیث صحیح یا صحابہ کے اقوال معتبرہ سے ثابت ہے یا نہیں بدستور کسی ولی اللہ سے صادر ہونا کرامت کا بعد ان کی وفات کے کسی آیت قرآنی یا حدیث نبوی یا اقوال ائمہ سلف صالحین سے ثابت ہے یا نہ در صورت ثبوت اگر کوئی آپ کی رحلت کے بعد معجزہ اور کرامت کے صادر ہونیکا انکار کرے تو اسپر کیا حکم ہے **دوسرا سوال** آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوائے تحریمہ کے رفع الدین کرنا اور کبھی چھوڑ دینا بدستور کبھی بسم اللہ پکار کر کہنا کبھی آہستہ ثابت ہے یا نہ اسیطرح صحابہ کرام میں کسی نے کبھی رفع الدین کیا اور کبھی چھوڑ دیا اور بسم اللہ پکار کر کہا اور کبھی آہستہ آیا اسیطرح ثابت ہے یا نہیں **سوال سوم** اگر کوئی سید صحیح النسب نے کسی کافرہ عورت سے زنا کیا سو اس سے لڑکا پیدا ہوا آیا اس کو سیدزادہ سمجھنا اور تعظیم و تکریم اس کی مثل والد بزرگوار اس کی کیا چاہئے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نیز دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اکثر معجزات بعد انتقال کے اس عالم سے منقول ہیں تفصیل اس کی دراز ہے اس جگہ دو چار معجزوں پر اکتفا کیا جاتا ہے سعید ابن المسیب کہ بزرگ اور کبار تابعین میں سے ہیں نقل کرتے ہیں کہ جب عقبہ ابن مسلم نے بحکم یزید مدینہ منورہ کو تاراج کیا تھا اور مسجد نبوی صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نماز و اذان سے معطل پڑے ہوئے تھے اوس وقت میں ایک دیوانہ مگر مسجد میں رہتا تھا اور مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آواز اذان اور اقامت کی سنکر نماز پڑھتا تھا اور ایک مرتبہ ایک آتش جانب حجاز سے تاریخ سنہ چھ سو چون ہجری میں کہ طول اوس کا بقدر چار فرسنگ اور عرض بقدر چار میل اور عمق بقدر یک و نیم قامت انسان مثل سیل کے جانب مدینہ منورہ کے آئی اور اس سے شعلہ اور حرارت اس قدر محسوس ہوتی تھی کہ پتھر پہاڑوں کے جل کر خاکستر ہوتے تھے اور با اینہمہ مدینہ منورہ میں ہوای بارد اور نسیم طیب اس میں سے آتی تھی جب قریب حرم محترم مدینہ منورہ وہ آگ پہنچی وہیں ٹہر گئی اور پتھر تھا کہ نصف اوس کا داخل حرم محترم تھا اور نصف خارج حرم شریف سو نصف خارج جلکر خاکستر ہو گیا اور نصف داخل کو کچھ آسیب نہ پہونچا اور نیز ایک مرتبہ دو نصرانیوں نے جسم مطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو براہ نقب مزار منور سے نکالنا چاہا اور نقب قریب مزار پہونچگیا تھا لیکن ایک شب میں جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے سلطان نورالدین شہید محمود ابن زنگی کو جو بادشاہ شام تھا خواب میں تین مرتبہ امر فرمایا اور اون نصرانیوں کو دکھا دیا کہ ہم کو ان دو کے شر سے بچا چنانچہ سلطان مذکور بغایت عجلت ملک شام سے آیا اور ان نصرانیوں کو پکڑ کر قتل کیا اور خطیرہ از دہات کا اطراف مرقد منور میں بنا دیا اور یہی ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط شدید ہوا تھا حضرت ام المومنین نے فرمایا کہ مرقد منور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر آسمان کے درمیان جو سقف ہے اسمیں سوراخ کر دو تا کہ آسمان کا سامنا مرقد منور سے ہو جاوے انشاء اللہ تعالیٰ اوسیوقت بارش نازل ہوگی اسی طرح کیا بمجرد ظہور مرقد منور کے اس قدر بارش ہوئی کہ مخلوق مالا مال برکات ہوگئی چنانچہ یہ سب امور کتب تاریخ میں مثل تاریخ ابن جوزی اور قرطبی وغیرہ کے بتفصیل مرقوم ہیں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی جذب القلوب میں بھی نقل کئے ہیں عبارات ان کی مختصر مرقوم شدہ سے یہ ہے ابن جوزی بسند خود و اسناد متصل بسعید ابن المسیب می آوردہ کہ گفت کہ در لیالی حرہ ہیچ کسے در مسجد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم غیر من نمی بود و ہیچ وقت نماز نمی آمد کہ من آواز اذان و اقامت از حجرہ شریفہ نمی شنیدم و ہم بدان آواز اذان و اقامت نماز میگذاردم و نیز دوسری جگہ لکھتے ہیں قسطلانی میگوید کہ از بس شدت حرارت آن نار ہیچکس را مجال قرب او نبود و از شخصی کہ نقل اخبار و تحقیق و اعتماد را شاید شنیدم کہ در وادی سنگی بزرگ بود کہ نصف آن داخل حرم و نصف دیگر خارج حرم بود نصف خارج را آتش خوردہ بود و چون بنصف داخل رسید منطفی شد انتہی دوسری جگہ فرماتے ہیں از جملہ عجائب امور کہ فی الحقیقت داخل معجزات بینات است نقب حجرہ شریف کہ در سنہ سبع و خمسین و خمسمائۃ وقوع یافتہ آوردہ اند کہ سلطان نورالدین شہید محمود ابن زنگی سرور ابرار را در یک شب سہ بار در خواب دید کہ اشارہ بدو شخص کہ آنجا استادہ اند میکنند و میفرماید کہ زود دریاب و مرا از شر این دو شخص وا رہان سلطان مذکور ہمدران ساعت از شام سوار شد و در شانزدہ روز بمدینہ قدوم آورد و در مقام استفسار آن دو ملعون آمد فرمود کسی از اہل شہر نیست کہ حاضر نیامدہ باشد گفتند دو شخص مغربی کہ بصفت عفت و صلاح آراستہ و صحبت صلحا و انعام پیراستہ اند بصحبت مشغول

اوقات ہرگز دردم نیایند حکم کرد تا کہ آں ہا را حاضر آوردند بعینہ ہماں کہ سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نمودہ بود یافت سلطان منزل نشان رسید دید کہ حصیرے در محل خوابگاہ نشان افتادہ سلطان حصیر را بر داشت سرا ای دید کہ نقب بحجرہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم حفر نمودہ اند بعد از تہدید بابت حقیقت حال نمودند کہ ایشان دو نصرانی اند کہ در لباس حجاج مغاربہ حیلہ در مدخل حجرہ شریف نمایند و با جسد مبارک سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم گستاخی نمایند انتہی بالاختصار اور دوسری جگہ فرماتے ہیں ابن جوزی روایت کردہ کہ در وقتی اہل مدینہ را قحطی شدید رسید شکایت بحضرت عائشہ صدیقہ بردند رضی اللہ تعالی عنہا فرمود بقبر شریف رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیایند و دو دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تا میان قبر و آسمان حائلے نماند آنچناں کردند باران بسیار شد انتہی مختصرا اور سوا اس کے ہزارہا معجزات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رحلت کے اس عالم سے ثابت اور منقول ہیں یہاں اسیقدر پر اکتفا کیا اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے بھی خوارق بعد انتقال منقول ہیں چنانچہ حضرت موسی علیہ السلام سے حدیث بخاری اور مسلم میں حج کرنا موسی علیہ السلام کا اور نماز پڑھنا قبر میں وارد ہے حدثنا محمد بن المثنی قال حدثنا ابن عدی عن ابن عون عن مجاہد قال کنا عند ابن عباس فذکر الدجال انہ مکتوب بین عینیہ کافر فقال ابن عباس لم اسمعہ لکنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم اما موسی کانی انظر الیہ اذ انحدر فی الوادی ثم یلبی انتہی شیخ الاسلام شرح میں اس حدیث کی لکھتے ہیں از اینجا پیدا کردہ کہ تلبیہ زدن او و انحدار وی از سنن انبیا است و ایں روایت محتمل کہ بحقیقت باشد زیرا کہ انبیا احیاء اند بحیات حقیقی نہ دنیاوی کہ متوانند حج کردن با بدان مثالی چنانچہ بعضی از شارحان گویند یا باعتبار خبری بودن ایشان در حکم ارواح چنانچہ کلام محققین ناظر بآنست لیکن محجوب اند از اعتبار عوام پس نمود خدا تعالی ایشان را بحبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم یا چنانچہ ثابت شدہ در صحیح مسلم از حدیث انس کہ آنحضرت صلعم دید موسی را ایستادہ در قبر کہ نماز میگذارد انتہی اسیطرح اولیاء کرام سے اکثر خوارق عادات بعد انتقال کے ثابت اور منقول ہے قال الامام الغزالی فی الاحیاء کل من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد وفاتہ انتہی وقال الامام الشافعی ان قبر الامام موسی الکاظم علیہ السلام تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء ونقل عن بعض المشائخ ان الشیخ المعروف الکرخی والشیخ الغوث الاعظم قدس سرہما تصرفہما فی القبور کتصرفہما فی الحیات انتہی نقلا من نور الایمان للشیخ المحقق مولانا عبد الحلیم غرض جو منکر معجزات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد رحلت کے جو احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں فاسق ہے علیہ ما علی الفاسق **جواب سوال دوم** آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین سوائے تکبیر تحریمہ کے قبل از رکوع و بعد از رکوع ثابت ہے اور چھوڑ دینا رفع یدین کا قبل از رکوع اور بعد اس کے بھی ثابت ہے محقق فیروز آبادی در سفر السعادات میفرماید چون برائے رکوع بر آوردی ہر دو دست بر داشتی و گفتی سمع اللہ لمن حمدہ و دریں سہ موضع یعنی نزد استفتاح و ہنگام رفتن برکوع و سر بر داشتن از رکوع دست بر داشتن ثابت شدہ انتہی محقق دہلوی در شرح آں میفرماید حق آنست

کہ باقطع نظر از کثرت وقلت طرق روایات واخبار در ہر دو جانب موجود است پس رفع وعدم آن باختلاف اوقات ہر دو بودہ آخر منسوخ شد انتہی جواب سوال سوم جب سید نے زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہوا وہ لڑکا سید زادہ اور لائق تعظیم ہوگا اس واسطے کہ زنا محض ہے بوجہ نسب نہیں ہوا اور ثابت النسب نہ ہوا تو سید زادہ کیونکر قرار پائے قال فی رد المحتار ان عدم تحقیق الحمل من وجه فی المحارم لکونہ زنی محضا یلزم منہ عدم ثبوت النسب والعدۃ انتہی

سوال

حامداً ومصلیاً۔ ما قولکم یا ایہا العلماء الکرام والفضلاء العظام کہ دلائل حقہ ساطعہ قلوب علمائے حق جو وحق پرست وفضلائے مجتنبان لعبولت جولت بیران بصورت پرست درباب جواز قیام ہنگام ذکر ولادت شریف جناب شفیع المذنبین خاتم النبین صاحب شریعت غرا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم لا تملک نفس لنفس شیأ حسب روایتکہ برائے دلفریبی مریدان وجاہلان دلیل جواز قیام صرف عمل و فعل اہل حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً وکرامۃ بدون سندی ومستند نزد فقہائے محققین حنفیہ در نزیشان کہ صحیح است یانہ ودر اصل اشیاء قول محققین حنفیہ حلیت ونیز در قیام مصلحت قرار دہند پس این مصلحت قرار دادہ دلفریبان متعصبان مصلحت گفتہ خواہد شد یانہ موافق آن مصلحت قرار دادہ دلفریبان عمل جائز است یانہ ودر مصلحت ومشروعیت آن امر شرط است یانہ اگر شخصے بتبعیت عمل آبا واجداد خویش برائے تالیف قلوب مریدان در امور غیر مروی امام مذہب خود بنا مصلحت وقت حکمی نافذ کند پس حکم شرعی عند المفتین المتقین مقبول خواہد شد یانہ مثلاً در مسئلہ قیام کہ امرے غیر مروی امام اعظم ابوحنیفہ رح بل ائمہ اربعہ وغیرہم من الائمۃ المجتہدین است اگر شخصے از راہ تعصب مذموم بتبعیت عمل آبا برائے تالیف قلوب مریدان بنا بر مصلحت وقت حکم جواز قیام دہد پس درین ترویج وتجویز امرے غیر مروی از ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم مصیب خواہد شد یا مخطی ومبتدعی خواہد شد یانہ واز چنین عمل محدث توبہ بر ایشان واجب است یانہ وبر تارک آن قیام لعنت وملامت کردن ومسئی ومخطی دانستن ووہابیت مشہور کردن حق است یانہ وبر تقدیر ثانی از لعنت وملامت کردن ووہابی گفتن توبہ بر ایشان واجب است یانہ ومحدث وموجب این امر حادث اول کدام شخص بجلوہ ظہور آمدہ وتارک قیام متبع سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم متقی ومتدین ومصیب خواہد شد یانہ ولو ارواح مقدسہ حضرت انبیاء علیہم السلام واولیاء ومشایخ کرام رضی اللہ عنہم بسیار وروح اقدس جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت ذکر ولادت شریف حاضری شود یانہ ولو فرض محال بتقدیر حضور قیام کردن روا باشد یانہ وقیام وقت سماع اسم پاک دراذان درکدام کتاب فقہ واصول وحدیث مسطور است صراحۃً ومجملاً جواب ارقام فرمایند بینوا توجروا اجراً جزیلاً عند بارئکم عز اسمہ وتعالی شانہ۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الہادی الموفق للصواب

مخفی مباد کہ تعظیم وتوقیر حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم فرض عین وتتمہ ایمان است قال اللہ سبحانہ تعالی انا ارسلنک شاہداً ومبشراً ونذیراً لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ وقال اللہ تعالے یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ تا

عز من قائل یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
وقال اللہ سبحانہ وتعالی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا قال القاضی عیاض فی الشفاء فاوجب اللہ تعزیرہ
وتوقیرہ والزم اکرامہ وتعظیمہ انتہی وقال فی موضع آخر واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ وتوقیرہ وتعظیمہ لازم
کما کان حال حیاتہ وذلک عند ذکرہ علیہ السلام وذکر حدیثہ وسنتہ وسماع اسمہ وسیرتہ ومعاملۃ آلہ وعترتہ وتعظیم اہل بیتہ وصحابتہ
وقال ابو ابراہیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکرہ او ذکر عندہ ان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذ فی ہیبتہ واجلالہ
بما کان یاخذ بہ نفسہ لو کان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ تعالی بہ قال القاضی ابو الفضل رضی اللہ تعالی عنہ وہذہ
کانت سیرۃ سلفنا الصالح وائمتنا الماضین رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین انتہی وعادت صحابہ وتابعین وسلف صالحین کرام ہمچنین
بود کہ موافق شوق ومحبت خود ہر کہ بہ تعظیم آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نحوی کہ مخالف قواعد دین نبود ومقتضائے محبت
خود باشد می پرداخت احدی انکار دیگرے نمی نمود چنانچہ از ابی محذورہ رضی اللہ تعالی عنہ منقول است کہ بباعث مسح
فرمودن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موہائے ناصیہ خود را گاہی نمی تراشید وآنقدر دراز شدہ بود کہ وقت نشستن
بزمین می رسید ومنقول است از ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہ محل نشست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را از منبر شریف بدست
خود مس نمودہ بر چہرہ خود می مالیدند ومنقول است از امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہ گاہے در مدینہ شریفہ بر دابہ سوار
نشدند ومنقول است از خالد رضی اللہ تعالی عنہ کہ در کلاہ خود چند تار موہائے مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محفوظ
داشتہ بودند ووقت جنگ آن کلاہ بر سر می بودند وزمانے آن کلاہ بمیدان جنگ بیفتاد وبس گرفتنش بسیار صحابہ
رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین شہید شدند تا آنکہ کلاہ خود از جنگ گاہ بر داشتند قال القاضی عیاض فی الشفاء وروی
عن صفیۃ بنت نجدۃ قالت کان لابی محذورۃ قصۃ فی مقدم راسہ اذا قعد وارسلہا اصابت الارض فقیل لہ الا تحلقہا فقال
لم اکن بالذی احلقہا وقد مسہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ وکانت فی قلنسوۃ خالد ابن ولید رضی اللہ تعالی عنہ
شعرات من شعرہ صلی اللہ علیہ وسلم فسقطت قلنسوتہ فی بعض حروبہ فشد علیہا شدۃ انکر علیہ اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم کثرۃ
من قتل فیہا فقال لم افعلہا بسبب القلنسوۃ بل لما تضمنت من شعر النبی صلی اللہ علیہ وسلم لئلا اسلب برکتہا وتقع فی ایدی
المشرکین وروی ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ واضعا یدہ علی مقعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم من المنبر ثم وضعہا علی وجہہ ولہذا
کان مالک رحمۃ اللہ علیہ لا یرکب دابۃ بالمدینۃ انتہی مختصر القدر الحاجۃ وچنین امور از کبار صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین
بسیار منقول است لیکن بخشیت تطویل بنمونہ مختصرے برین قدر اکتفا کردیم پس اگر کسے بمقتضائے محبت وشوق
وقت ذکر ولادت باسعادت باستماع اسم مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تعظیما قیام نمودہ مردم چند برین
تعظیم وقت ذکر ولادت شریفہ اصطلاح قرار دادند درین امر اصلا محل ریب وانکار نیست بلکہ خصوصیت این تعظیم از
مستحبات خواہد بود چنانکہ از امام مالک رحمۃ اللہ تعالی علیہ منقول است ہنگام ذکر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

می شنیدند محمد ابن المنکدر وقت ذکر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسیار بگریست کما نقل فی الشفاء و قال مصعب بن عبد اللہ و کان مالک اذا ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتغیر لونہ و ینحنی حتی یصعب ذلک علی جلسائہ فقیل لہ یوما فی ذلک فقال لو رأیتم ما رأیت لما انکرتم علی ما ترون لقد کنت اری محمد ابن المنکدر و کان سید القراء لا نکاد نسالہ عن حدیث ابدا الا یبکی حتی نرحمہ انتہی و در ہمچنیں امور از فعل صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کافی است مثلاً از قرون ع حنیفہ نیست کہ سند فقہائے حنفیہ اندران ضروری باشد و اگر ایں قیام تعظیمی بالفرض ممنوع می بود در آں صورت مصلحتی جائز داشتن آں قابل غور و نظر بود و ہرگاہ جوازش ظاہر شد پس حکایت تجویز بمصلحت بیکار است و بر تارکان قیام مذکور لعنت و ملامت اصلاً نیست زیرا کہ خصوصیات ایں تعظیم از مستحبات است پس بترک آں ملامت نیست و بدیں ترک وہابی گفتن نیز نمی تواند شد و در کتب سیر ابتدائے قیام وقت شنیدن ذکر شریف آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم از شیخ تقی الدین سبکی شافعی کہ ہم از ثقات علماء مجتہدین و محدثین و ہم از اکابر صلحاء و اولیائے متقین بودند منقول است کما قال فی السیرۃ الحلبیۃ و من الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وصفہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ و ہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ و مذمومۃ فقط و قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من العالم الامۃ و مقتدی الائمۃ دینا و ورعا الامام تقی الدین السبکی و تابعہ علی ذلک مشائخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول الصرصری فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم ؎ قلیل لمدح المصطفیٰ الخط بالذہب ؎ علی ورق من خط احسن من کتب ؎ وان تنہض الاشراف عند سماعہ ؎ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب ؎ فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ علیہ و جمیع من فی المجلس و حصل انس کبیر فی ذلک المجلس و یکفی ذلک فی الاقتداء انتہی اور قول بعض عوام کہ ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام بہنگام قیام مذکور در مجلس قیام می کنند محض خیالی است باطل و عقیدہ ایست بلا مستند و دلیل این است جواب سائل بقدر حاجت و تفصیل آں موجب تطویل است فقط واللہ سبحانہ الموفق و ہو اعلم بالصواب و علمہ اتم فی کل باب۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح عبد القادر خان۔ الجواب صحیح واللہ اعلم بالصواب محمد امداد حسین۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ قیام کرنا در ذکر ولادت باسعادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز اور لوگوں کا جمع کرنا اور اختتام کے وقت شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

قیام کرنا وقت ذکر ولادت سراپا برکت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور تعیین روز واسطے فاتحہ کے کرنا اور لوگوں کو مجتمع کرنا اور وقت اختتام کے شیرینی تقسیم کرنا جائز ہے بلکہ قیام مذکور مستحب اور مستحسن ہے اقوال علمائے مجتہدین اور دلائل و براہین اس کی کثیر ہیں اور طویل فتویٰ بہت مبسوط راقم الحروف نے اس باب میں لکھی ہیں جس کو

منظور ہو اون کو دیکھیے اور غیر جاری شرح صحیح بخاری میں تحت قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قد اتخذنا ذلک
الیوم عید الخ کے لکھا ہے فلیستفاد منہ جعل یوم السرور عیداً دائماً فیجعل یوم تولد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم عیدا لا یخلو
عن الاستحباب عند اولی الالباب اور صاحب سیرۃ الشامی منجملہ روایات استحباب مولد شریف کے فرماتے ہیں وقال
شیخنا فی فتاوٰہ عندی ان اصل المولد الذی ہو اجتماع الناس وقراءۃ ما تیسر من القرآن ورؤیۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی
صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یمد لہم سماط یاکلون وینصرفون من غیر زیادۃ علی ذالک من البدع
الحسنۃ یثاب علیہا صاحبہا لما فیہ من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم واظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف الخ اور سیرۃ
حلبی میں لکھا ہے ومن الفوائد انہ جرت عادۃ کثیرۃ من الناس اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیما لہ وہذا القیام
بدعۃ لا اصل لہا لکن ہی بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ فقد وجد القیام عند ذکر اسمہ صلی اللہ علیہ وسلم من عالم الامۃ
ومقتدی الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک مشایخ الاسلام فی عصرہ فقد حکی بعضہم ان الامام
السبکی اجتمع عندہ جمع کثیر من علماء عصرہ فانشد منشد قول صرصری فی مدحہ صلی اللہ علیہ وسلم قلیل لمدح المصطفٰی الخط بالذہب علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنہض الاشراف عند سماعہ قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب فعند ذلک قام الامام السبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ
وجمیع من فی المجلس فحصل انس کثیر بذلک فی المجلس ویکفی ذلک فی الاقتداء وقد قال ابن حجر الہیتمی والحاصل ان البدعۃ
الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس لہ کذلک ای بدعۃ حسنۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ
اتم فقط ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔ عفی عنہ

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد میں ذکر ولادت خیر البشر پڑھنا
جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مسجد میں ذکر ولادت شریف جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا جائز ہے اسواسطے کہ میلاد شریف مشتمل
ہوتا ہے اوپر ذکر معجزات اور آیات بینات اور مدح جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے پس ایسا ذکر
بارہا بحضور جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد شریف نبوی میں ہوا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے پسند فرمایا ہے چنانچہ قصیدہ بانت سعاد اور قصائد حسان ابن ثابت بارہا مسجد شریف میں پڑھے گئے
ہیں بلکہ واسطے حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منبر رکھا گیا تھا جسپر بیٹھکر قصائد مدح رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اور ہجو کفار اشرار پڑھتے تھے قال المحقق الشامی فی رد المحتار وقد اخرج الامام الطحاوی فی شرح
معانی الآثار انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہی ان تنشد الاشعار فی المسجد وان تباع فیہ السلع وان تحلق قبل الصلوۃ
ثم وفق بینہ وبین ما ورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم وضع لحسان منبرا ینشد علیہ الشعر بحمل الاول علی ما کانت قریش تہجوہ

ونحوہ مما فیہ ضرر او علی ما یغلب علی المسجد حتی یکون اکثر من فیہ مشاغلا بہ انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

یہ فتویٰ شاہ محمد حسیب صاحب کا لکھوایا ہوا ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوال کیا فرماتے ہین علمائے دین ومفتیان شرع متین اس صورت مین کہ لوگ بوقت ذکر ولادت باسعادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میلاد شریف مین کھڑے ہوجاتے ہین اور بند کرتے ہین اس کو اہل علمائے دین حرمین شریفین کا اور مانعین کہتے ہین کہ یہ ثابت نہوا علمائے مجتہدین سابقین سے اور نہ صحابہ اور تابعین سے پھر اس صورت اختلاف مین جو حق ہو فرما دین اجر دی لم کواللہ **جواب** اس کا یہ ہے کہ درمیان ذکر ولادت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کھڑا ہونا مستحب ہے اسواسطے اسپر اجماع علمائے حنفیہ اور شافعیہ اور مالکیہ اور حنبلیہ کا ہے اور وہ جو مانعین لکھتے ہین کہ یہ ثابت نہیں ہوا ہے علمائے مجتہدین صحابہ اور تابعین سے یہ بات ان کی دین کی برباد کرنیوالی ہے اور بہت غلط ہے اسواسطے بہت سے مسئلے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ اور صحابہ اور مجتہدین کے وقت مین نہیں ہوئے ہین لیکن اب یا واجب ہین یا مستحب یا مباح چنانچہ تقلید خاص یعنی حنفی کی کرنی یا شافعی کی کرنی نزدیک علمائے متاخرین کے واجب ہے حالانکہ حنفی اور شافعی وقت پیغمبر خدا کے نہ تھے نہ کوئی امام ودسرا تھا اور اسیطرح علم فقہ اور اصول کا پڑہنا فرض کفایہ ہے اور اسیطرح علم صرف ونحو کا واجب ہے حالانکہ ان کو اس زمانہ مین نہیں پڑہتا تھا اور جمع کرنا ہدایہ اور صحیح بخاری کا یا نوکری قرآن پڑہانے کی یا قرآن کا ہدیہ اور وقف کرنا قادریہ او چشتیہ اور دستار واسطے علمار کے کفن مین مستحب ہے جیسے شرح وقایہ مین مذکور ہے اور نام … اور جماعت کا یہ سارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مین اور صحابہ کیوقت مین نہ تھے بلکہ اگر ہم سے کوئی یون پوچھے کہ علمار نے مستحب لکھا ہے یا واجب یا مکروہ تو اس کا یہ جواب ہے کہ تمامی فقہائے حنفیہ اور شافعیہ اس کو اپنی کتابون مین مستحب لکھتے ہین اور حنبلیہ اس کو واجب لکھتے ہین قال علامۃ المدنی اذا جرت العادۃ بقیام الناس اذا انتہی المداح الی ذکر مولدہ صلعم وہی بدعۃ مستحبۃ وایضاً قال العلامۃ ابو ذکریا … فی مولدہ ان تعیض الاشراف عند سماعہ فیا اصغو قادھبا علی الرکب وور مولدہ امام ہمام قدوۃ امام ابو زید واستحسن العلماء القیام عند ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم افادہ وقال علمار الحنبلیہ عند ذکر ولادتہ ان القیام واجب لما انہ قد یجوز دعانیہ صلعم فقط۔ المجیب محمد عبد الکریم۔ جواب صحیح است بعمل علمار حرمین حجۃ است۔ فقہائے کبار عمل اہل حرمین را در کتابہائے خود متمسک لیسے آرند فوط نفیر سید احمدی یعقوب علی رضوی سفرید احمد صاحب ہدایہ می نولیہ وعلیہ عمل اہل الحرمین اللہم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ بیحرمۃ محمد۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس مسئلہ میں جسمیں بعض اشخاص کو اشتباہات واوہام عارض حال ہوگئے ہیں کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہے یا نہیں اگر باجماع ثابت نہیں تو پھر خلافت کا کیا ثبوت ہے کوئی نص تخصیص نام وار دنہیں ہے اور اگر باجماع ثابت ہے تو اہل شام آیا مجتہد تھے یا نہیں اگر نہ تھے تو خطاء کی دربارہ خلافت خلیفہ موصوف باوجود نہ مجتہد ہونے کے بھی اجتہادی ہے یا نہیں اور انکار خلافت باستحقاق خلافت یا دعوی خلافت ان سے صادر ہوا یا نہیں اگر نہیں ہوا تو قصہ تحکیم کس پر مبنی ہے اور اگر ہوا تو اس انکار کا کیا حکم ہے اولاً یا اس انکار اور انکار خلافت خلفائے سابق میں کچھ فرق ہے یا نہیں اور اگر کسی وجہ سے اس میں بھی اشتباہ ہو جاوے تو ان کا حکم ہوگا یا نہیں اور اگر مجتہد تھے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تھے یا نہیں اگر تھے تو قصہ تحکیم کی کیا بنا ہے اور اگر خروج بعد دخول در اجماع ہوا تو یہ امر جائز ہے یا نہیں اور حدیث میں شذ لحق تو صادق نہ آئیگی اور اگر داخل اجماع نہ تھے تو آیا کسی حکم کے ثابت کرنے میں اتفاق ایک عصر کے جمیع مجتہدین کا ضرور ہے یا نہیں اور انکار مخالفت ایک یا چند مجتہدین عصر واحد کا مخل اجماع ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ثبوت خلافت کیلئے نزدیک اہل سنت والجماعت کے نص صریح یا اجماع شرط نہیں ہے بلکہ ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے بھی خلافت ثابت ہوتی ہے شرح مواقف میں ہے انها تثبت بالنص من الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومن الامام السابق بالاجماع وتثبت ایضاً ببیعة اہل الحل والعقد عند اہل السنة والجماعة انتہی اور گو جو باجماع ثبوت خلافت ہو وہ بھی داخل ہے بیعت اہل حل وعقد میں یعنی کبھی تمام اہل حل وعقد معتبرین امت بیعت خلافت کریں تو اجماع ہو گیا اور سب نہیں بلکہ بعض معتبرین حل وعقد کریں تو بیعت اہل حل وعقد صادق ہو گئی اور اجماع نہ ہوا چنانچہ عبدالکریم شہرستانی ملل ونحل میں فرماتے ہیں الاختلاف فی الامامة علی وجہین احدہما ان الامامة تثبت بالاتفاق والاختیار والثانی ان الامامة تثبت بالنص والتعیین فمن قال ان الامامة تثبت بالاتفاق والاختیار قال بامامة کل من اتفقت علیہ الامة او جماعة معتبرة من الامة اما مطلقا واما بشرط ان یکون قرشیا علی مذہب قوم انتہی اور دوسری جگہ فرماتے ہیں قال اہل السنة الامامة تثبت بالاتفاق والاختیار دون النص والتعیین انتہی اور اسیطرح ہے اکثر کتب معتبرہ عقائد میں پس خلافت خلیفہ چہارم کی ثابت ہوئی ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے چنانچہ شیخ ولی اللہ الدہلوی ازالۃ الخفاء میں فرماتے ہیں اہل علم تکلم نمودہ اند در آنکہ خلافت حضرت مرتضی بکدام طریق از طرق مذکورہ بودہ مقتضائے کلام اکثر آنست کہ بہ بیعت مہاجرین وانصار کہ در مدینہ حاضر بودند خلیفہ شدند اکثر نامہائے حضرت مرتضی کہ باہل شام نوشتند شاہد این معنی است انتہی ونیز مولانائے موصوف نے بہ نمبر ١٠ اس کلام سے فرمایا ہے انعقاد خلافت بچہار طریق واقع میشود اول بیعت اہل حل وعقد است از علماء وقضاۃ وامراء وخواص کہ حضور ایشان میسر شود

والتفاق اہل حل وعقد جمیع بلاد اسلام شرط نیست زیرا کہ آں ممتنع است انتہی اور وہ جو بعض اکابر نے لکھا ہے کہ خلافت
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے باجماع ثابت نہ تھی کما قال المحقق فی شرح العقائد الجلالیۃ لما استشہد عثمان
رضی اللہ تعالےٰ عنہ اجتمع کبار المہاجرین بعد خمسۃ ایام او ثلثۃ من موت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عند علی رضی
اللہ تعالےٰ عنہ فالتمسوا منہ قبول الخلافۃ فقبل بعد مدافعۃ طویلۃ وامتناع کثیر فبایعوہ فصار خلافتہ اجماعا من اہل الحل
والعقد فقام بامر الخلافۃ انتہی یعنی تطبیق بین القولین یوں ہے کہ تحقق خلافت اولاً ساتھ بیعت مہاجرین وانصار
مدینہ کی کہ بیشتر انہیں میں اہل حل وعقد اور مجتہدین تھے ہو گیا اور بعد اس کے اسی پر اجماع بھی منعقد ہو گیا چنانچہ ترجمہ
صواعق محرقہ میں ہے مستحق خلافت بعد ائمہ ثلاثہ امام مرتضیٰ علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ است باتفاق
اہل حل وعقد مثل طلحہ وزبیر وابو موسیٰ وابن عباس وخزیمہ ابن ثابت وابو الہیثم ابن تیہان ومحمد ابن مسلمہ وعمار ابن یاسر
رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین اس صورت میں موقوف علیہ ثبوت خلافت کا اجماع نہ ہوا بلکہ اولاً بیعت اہل حل
وعقد سے خلافت ثابت ہو گئی بعد اس کے اجماع بھی ہو گیا پس نفی اجماع سے یا بعد اجماع کے پھر جانے
احد المجمعین سے نقصان ثبوت خلافت میں نہ ہوگا اور باینہمہ اہل شام سے کہ بعض صاحب اونمیں مثل حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے مجتہد تھے انکار خلافت یا استحقاق خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صادر نہیں
ہوا چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تکمیل الایمان فرماتے ہیں خلافت حضرت عثمانؓ نیز باجماع ثبوت
یافت و بعد از وی علی مرتضےٰ خود متعین بود چہ افضل واکمل اہل زماں خود بود دیگر وے کرم اللہ وجہہ باجماع اہل
حل وعقد خلیفہ برحق وامام مطلق شد ونزاعی وخلافی کہ از مخالفاں در زمان خلافت وے بوجود آمدہ در استحقاق
خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آں فتنی وخروج وخطا در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلین عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ باشد بود انتہی اور ترجمہ صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں امام الحرمین گفت کہ اعتداد واعتبار نیست بر قول
کسیکہ گفتہ است اجماع بر امامت علی رضی اللہ عنہ منعقد نشد زیرا کہ ہیچکس انکار امامت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نکرد
بلکہ ایں فتنہ وفساد یکہ درمیان ایشان واقع شد باسباب دیگر امور بود نہ نسبت امامت انتہی اور شرح عقائد
نسفی میں ہے وما وقع بینہم من المنازعات والمحاربات فلہ محامل وتاویلات فسبہم والطعن فیہم ان کان مما یخالف الادلۃ
القطعیۃ فکفر کقذف عائشۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہا والا فبدعۃ وفسق وبالجملۃ لم ینقل عن السلف المجتہدین والعلماء
الصالحین جواز اللعن علی معاویۃ واحزابہ لان غایۃ امرہم البغی والخروج علی الامام وہو لا یوجب اللعن انتہی اور قصہ
تحکیم مبنی تھا اوپر موقوفی قتال وجدال کے جو درباب طلب قاتلین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقع تھا نہ
اوپر انکار خلافت کے اور بعد تحکیم کے حکمین سے حکم عزل دونوں صاحبوں کا یعنی حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ
تعالےٰ عنہما کا موافق رائے حضرت ابی موسیٰ کے نکلی اور عزل حضرت علیؓ کا فقط موافق رائے عمرو ابن العاص کے

حکومت خلافت سے واقع ہوا کما ہو مشرح فی تاریخ الطبری وغیرہ من التواریخ گو انفاذ اس حکم کا کسی صاحب کے حق میں نہ ہوا ب واضح ہو بعد کہ جواب شقوق مذکورہ سوال کا ضمن اس کلام میں ہو گیا لیکن بہ نظر توضیح ہر ہر شق کو مفصلاً بیان کیا جاتا ہی پس شق اول میں جو کہا کہ خلافت خلیفہ چہارم کی باجماع ثابت ہی یا نہیں تو جواب باعتبار شق ثانی ہی یعنی باجماع ثابت نہیں پھر سائل نے اس شق میں یہ جو کہا پھر خلافت کا کیا ثبوت تو جواب یہ ہی کہ وجہ ثبوت خلافت کی بیعت اہل حل وعقد من المہاجرین والانصار الحاضرین فی المدینہ ہی کما مر مفصلاً اور جب ثبوت خلافت باجماع نہ قرار پایا تو سب شقوق جو سائل نے بر تقدیر ثبوت خلافت کے باجماع بیان کی تہیں ساقط ہو گئیں لیکن بحیثیت تحقق اجماع کے بعد ثبوت خلافت کے ساتھ بیعت اہل حل وعقد کے اُن شقوق میں بہی کلام کیا جاتا ہی وہ جو سائل نے کہا کہ اہل شام مجتہد تہے یا نہیں اس میں شق اول مختار ہے اب شقوق مترتبہ بر غیر مجتہدین ہونے اہل شام کے ساقط ہو گئی اور شق اول میں جو سائل نے کہا اگر مجتہد تہے تو داخل اجماع خلافت رابعہ تہے یا نہیں اس میں بہی شق اول اختیار کی اسپر جو سائل نے کہا کہ قصہ تحکیم کی کیا بنا ہی تو جواب یہ ہی کہ بناء قصہ تحکیم اور پر قصد ہو تو فی قتال کے تہی نہ اوپر انکار خلافت کے کما مر پس خروج بعد الدخول فی الاجماع متحقق نہوا پس جواز و عدم جواز اس کا بحث سے خارج ہی اور حدیث من شذ بہی صادق نہ آئی اور شقوق عدم دخول خلافت رابعہ کے بیچ اجماع کے ساقط ہو گئی لیکن یہ امر علیحدہ کہا جاتا ہی کہ واسطے تحقق اجماع بسیط کے اتفاق جمیع مجتہدین عصر واحد کا ضرور ہے اور انکار و مخالفت بعض مجتہدین مخل اجماع ہی ہذا ما ظہر لی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ جو جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور بعد اوس کے صلحا سے مروج ہوا آیا وہ فعل جائز ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو امر جدید جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور صلحائے اُمت نے اوس کو نکالا وہ امر واجب ہی یا حرام یا مباح یا مکروہ جامع الکلم میں شیخ علی متقی نے اور امام برکلی نے طریقہ محمدیہ میں اور مناوی نے شرح جامع صغیر میں لکہا ہی اور عبارت جامع الکلم کی یہ ہے البدعۃ منقسمۃ الی واجبۃ ومحرمۃ ومباحۃ ومکروہۃ الطریق فی ذلک ان تعرض البدعۃ علی قواعد الشرع فان دخلت فی قواعد الایجاب فہی واجبۃ او فی قواعد التحریم فمحرمۃ او فی الندب فمندوبۃ او المکروہۃ فمکروہۃ انتہی مختصراً مثل بدعۃ واجبہ کے علم اصول فقہ اور علم نحو و کلام وغیرہ اور مثل بدعۃ محرمہ کے تعزیہ داری اور جبریہ وغیرہ اور مثل بدعۃ مستحبہ کے بنانا مدارس اور رباط و خانقاہ اور پل وغیرہ کے اور مثل بدعۃ مکروہہ کے رنگین کرنا دیوار مسجد کی اور مثل بدعۃ

مباحث کے اچھے کھانا کھانے اور اچھے کپڑے پہننا یہی جو امر نکالا ہو اسلف صالحین کا واجب ہو تارک اس کا فاسق ہی
اور جو مرتکب حرام اور مکروہ تحریمہ کا بھی فاسق ہی اور لائق سزائے شرعی اور مرتکب حرام اور سزا اور تعزیر اوس کی جو کچھ
شرع میں ثابت ہی حاکم مسلم جاری کرے اور مباح اور مستحب کا تارک مستحق مذمت نہیں حاصل یہہ کہ جو حال تارک
یا فاعل اور کسی امر واجب اور حرام اور مستحب اور مباح اور مکروہ کا ہے وہی حال تارک یا فاعل اس امر جدید کا ہی
واللہ تعالے اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب فقط۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ارواح مومنان از آدم علیہ السلام تا این دم کہ از دنیا رفتہ اند در جنت از جنان میمانند یا بجائی دیگر مقام و آن مقام از مقام جنت علیحدہ است یا در مقام جنت شامل است
امید کہ از حقیقت این سخن برین قرطاس ثبت فرمانید بمہر یا دستخط فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ارواح مومنین بعد انتقال یا بمقام علیین میمانند و یا در آسمان دنیا یا ما بین آسمان و زمین یا در چاہ زمزم چنانچہ
در تفسیر فتح العزیز میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان است و ارواح نیکان بعد از قبض در آنجا میرسند متوطنان
یعنی انبیاء و اولیاء در آن مستقر میمانند و عوام صلحا را بعد از رسانیدن نام و رسیدن نامہائے اعمال علی
حسب المراتب در آسمان دنیا یا درمیان آسمان و زمین یا در چاہ زمزم قرار میدہند انتہی و منیین کہ در آن ارواح
متوطن میباشند از جملہ علیین ست و در تفسیر مذکور قبل از کلام سابق میفرمایند و مقام علیین بالائے ہفت آسمان
است و ما بین آن متصل سدرۃ المنتہی است و بالائے آن متصل پایہ راست عرش مجید انتہی فقط واللہ سبحانہ
اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے دین درین عقیدہ و اہل این عقیدہ منصوص شرعیہ لفظ کلام اللہ گاہے بر کلام
نفسی کہ صفت ذاتی است اطلاق کردہ میشود و گاہے بر قرآن مجید کہ مرادف کتاب است و گاہے این
صفت را ہم قرآن میگویند و مراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است
نہ مدلول لفظ و این صفت فی حد نفسہ نہ انشا است و نہ خبر و نہ حرف و صوت و کلمہ و سورۃ قدیم غیر مخلوق
بالاختصار است و صورت قیام و زیادت از صفات ذاتیہ مثل علم است نہ از صفات فعلیہ مثل تخلیق
و این صفت را تعلق بمعانی مختلفہ است و این صفت از خود اللہ تعالے ابہیں علاقہ در پیرایہ این معانی بالفاظ
مخصوصہ بلا کیف بظاہر و خارج میشود و در وقت ظہور درین پیرایہ انشاد خبر و مسموع جبرئیل و از صفات
فعلیہ باری میگردد و ہر گاہ بزبان دیگر در پیرایہ ہمون معانی و الفاظ مخصوصہ ظہور میگردد ذات اجزاء
و الفاظ فیرق بالذات میشود و ہر جزئی را کہ تعلقے خاص است آن جزو بران معنے خاص دلالت میکند و چنانچہ

موصوف بنزول و اعجاز و ہدی و عربیہ و محبولیت ارادی باری و مسمی بالقرآن کہ مرادف کتاب است میگردد
و این اسم اسم منزل است و باری تعالی باعتبار این صفت فعلیہ گاہی متکلم است و گاہے ساکت و بالجملہ مصداق کلام اللہ
ظاہر و مظہر ہر دو است ظاہر ازلیست و مظہر غیر ازلی و اطلاق قرآن بر این مظہر عام ازین است کہ خارج و ظاہر از
باری شود یا از غیر او حقیقی است و نفی قرآنیت ازین مظاہر حقیقتہً درست نیست و نقوش کتابیہ کہ بر لوح صبیان باشند
چون از مظاہر او اند ہم قرآن مستند مسموع محفوظ مقرو و مکتوب بودن قرآن حقیقةً صحیح است و اتصاف صفت ازلی
او تعالی بایں اوصاف از قبیل اتصاف الشئ باوصاف متعلقہ میتواند شد

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

آنچہ سائل از عقیدہ مرقومہ و اہل آن سوال میکند جوابش اینکہ عقیدہ مرقومہ ظاہراً صحیح ست و اہل آن بدین عقیدہ مصیب اند و مطابق آن تصریحات علماء متکلمین اشاعرہ و ماتریدیہ است الا بعض الفاظ مذکورہ در آن قابل تاویل و تبیین است پس آنچہ میگوید لفظ کلام اللہ الی ان قال و گاہے این صفت را ہم قرآن میگویند قال فی التوضیح ان القرآن لفظ مشترک یطلق علی الکلام الازلی الذی ہو صفۃ الحق عز و علا و یطلق ایضا علی ما یدل علیہ و ہو المقرو انتہی و ہکذا فی عامۃ کتب العقائد و الاصول و قولہ و مراد از کلام نفسی کہ صفت باریست صفتی واحد بسیط قائم بذاتش یا عین ذاتش است نہ مدلول لفظ انتہی قال فی المواقف کلامہ تعالی واحد عندنا کما مر فی القدرۃ انتہی قولہ نہ مدلول لفظ یعنی آنست کہ کلام الہی عبارت از صفت بسیط است یا قائم بذاتش یا عین ذاتش و آن صفت مدلول لفظ نیست چہ مدلول لفظ قائم باذہان مدرکین است و آنچہ قائم بذات حق یا عین حق باشد قائم باذہان مدرکین نمیتواند شد قولہ و این صفت فی حد نفسہ الی قولہ غیر مخلوق بالاختیار است قال فی شرح العقائد النسفیۃ و ہو متکلم بکلام ہو صفۃ ازلیۃ لیس من جنس الحروف و الاصوات و ہو صفۃ منافیۃ للسکوت والآفۃ قائم بالذات واللہ تعالی متکلم بہا آمر و ناہ و مخبر یعنی انہ صفۃ واحدۃ تتکثر بالنسبۃ الی الامر و النہی و الخبر باختلاف المتعلقات انتہی قولہ و بصورت قیام و زیادت الی قولہ مثل تخلیق انتہی قال فی الفقہ الاکبر و شرحہ للعلی القاری لم یزل و لا یزال باسمائہ و صفاتہ الذاتیۃ کالعلم و الحیوۃ و القدرۃ و الکلام و ہی قدیمۃ بالاتفاق و الفعلیۃ ای موصوفا بالصفات الفعلیۃ کالخلق والرزق و نحوہما انتہی قولہ و این التجد اللہ تعالی الی قولہ از صفات فعلیہ باری میگردد انتہی ظاہر شدن آن صفت در پیرایہ این معانی ظاہر است و بودنش بلا کیف باین معنے توان گفت کہ کیفیت ظہور در پیرایہ معانی و الفاظ مدرک نیست کما قال فی شرح العقائد النسفیۃ و ہو مکتوب فی مصاحفنا محفوظ فی قلوبنا مقرو بالسنتنا بحروف الملفوظۃ مسموع باذاننا غیر حال فیہا ای مع ذلک لیس حالا فی المصاحف و لا فی القلوب و لا فی الالسنۃ و لا فی الاذان بل ہو معنی قدیم قائم بذات اللہ تعالی یلفظ و یسمع بالنظم الدال علیہ انتہی قولہ ہرگاہ بزبان دیگر در پیرایہ ہمون معانی الی قولہ کہ مرادف کتاب است میگردد و ہو ظاہر

قولہ فی شرح العقائد النسفیۃ لما ان تعالی قولہ و این اسم اسم جنس است الی قولہ و گاہی ساکت انتہی بودن قرآن یا کلام اللہ اسم جنس ظاہر است چہ اگر اسم شخص بودے پس اطلاق آن فقط بر یک شخص حقیقۃً صحیح بودے نہ بر غیر آن و قرآن کہ عند التلفظ بہر لافظ قائم میشود و عند الادراک معانی آن بہر مدرک قیام می پذیرد اشخاص جداگانہ میگردد زیرا کہ تشخص عرض تابع تشخص محل است پس الفاظ مخصوصہ یا معنی مخصوص یا ہر دو را حقیقۃً قرآن و کلام اللہ گفتن اگرچہ در لوح محفوظ باشد و بر لسان و ذہن کسے باشد بدون اسمیت جنسیہ امکان نیابد کما قال جلال الدین الدوانی فی شرحہ للتہذیب و من ہہنا علمت ان اسامی الکتب من اعلام الاجناس عند التحقیق انتہی و بحر العلوم وغیرہ من المحققین علمیت جنسیہ او نمودہ و اسمیت جنسیہ در ایں ہم ثابت نمودہ اند و فی الواقع ہرگاہ قرآن برین معانی یا الفاظ مخصوصہ ہم اطلاق کردہ شد پس باعتبار ایں صفت فعل حق تعالی را متکلم و ساکت ہر دو میتوان گفت و چونکہ کلام اللہ بمعنی صفت قدیمہ در برابر این معانی و الفاظ بلکہ نقوش ظاہر است کما مر لفظ تقاریر ظاہر یعنی کلام اللہ بمعنے صفت قدیمہ حق تعالے قدیمست و ایں الفاظ یا معانی مرتبہ وغیرہ مظاہر او حادث است قال فی شرح العقائد النسفیۃ التحقیق ان کلام اللہ تعالی اسم مشترک بین الکلام النفسی القدیم و معنی الاضافۃ کونہ صفۃ لہ تعالے و بین اللفظی الحادث المولف من السور والآیات و معنی الاضافۃ انہ مخلوق اللہ تعالے لیس من تالیفات المخلوقین فلا یصح النفی اصلاً ولا یکون الاعجاز والتحدی الا فی کلام اللہ تعالی حقیقۃ انتہی بالجملہ عقیدہ مرقومہ صحیح و مطابق عقیدہ اہل سنت والجماعت است فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ حضرت سیدنا عثمانؓ کو جامع قرآن جو کہتے ہیں اس کا کیا سبب ہے آیا اس سے پہلے قرآن شریف جمع ہی نہیں ہوا اگر ہوا تو اول کس نے کیا اور کس عہد میں اور زیادہ تر حضرت عثمانؓ کی نسبت شہرت جامعیت کیا منشا رکھتی ہے اور جمع سابق اور ان کی جمع میں کیا فرق ہے بینوا بالکتاب توجروا من العزیز الوہاب ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت عثمان کو جامع قرآن اس سبب سے کہتے ہیں کہ انہوں نے تیسری مرتبہ قرآن شریف کو جمع کرایا ایک مرتبہ جمع قرآن عہد جناب سرور کائنات میں واقع ہوا اور دوسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ میں تیسری مرتبہ زمانہ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ میں اور تینوں جمعوں میں فرق بین ہے وہ جمع جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئی وہ لکھنا تھا تمام قرآن شریف کا پتھروں پر اور شانوں کی استخوانوں اور چمڑے کے پارچوں پر اور کھجور کے پتوں پر اس میں نہ ترتیب سورتی تھی اور نہ ایک جگہ ان سب کو منضبط کیا تھا اور نہ اس میں علیحدگی اور تجرید تھی لغت قریش کے دیگر لغات سے قال العلی القاری فی المرقاۃ

قد کان القرآن کلہ کتب فی عہد النبی صلی اللہ علیہ وسلم لکن غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور قال الحارث المحاسبی فی کتاب فہم السنن کتابۃ القرآن لیست بمحدثۃ فانہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقا فی الرقاع ونحوہا وانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعا انتہی اور جمع ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میں ان اوراق متفرقہ کو ایک جگہ منضبط اور منتظم کر لیا تھا نہ ترتیب سور تھی اور نہ تجرید تھی لغت قریش کے دیگر لغات سے اور جمع حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ میں ترتیب سور اور تجرید کیگئی لغت قریش کے لغات آخر سے قال فی اللمعات وقال الخطابی انما لم یجمع صلی اللہ علیہ وسلم القرآن فی المصحف لما کان یترقب من ورود ناسخ لبعض احکامہ وتلاوتہ فلما انقضی نزول النبوۃ صلی اللہ علیہ وسلم الہم اللہ الخلفاء الراشدین ذالک وفاء لوعدہ الصادق لضمان حفظہ علی ہذہ الامۃ وکان ابتداء ذلک علی ید الصدیق بمشورۃ عمر رضی اللہ تعالے عنہما والکلام فی کتابۃ مخصوصۃ علی صفۃ مخصوصۃ وقد کان القرآن کلہ کتب فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنہ غیر مجموع فی موضع واحد ولا مرتب السور لہذا قال الحاکم جمع القرآن ثلاث مرات احدہا بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم واخرج بسندہ عن زید بن ثابت قال کنا عند رسول اللہ نؤلف القرآن فی الرقاع اہ قال البیہقی یشبہ ان یکون المراد تالیف ما نزل من الآیات المفرقۃ فی سورہا وجمعہا فیہا باشارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والثانیۃ بحضرت ابی بکر وروی البخاری نہ الروایۃ المذکورۃ فی الکتاب الثالث جمع عثمان رضی اللہ تعالے عنہ عند جمع الصحابۃ فنسخوا فی المصاحف وکتبوہا بلغۃ قریش وارسل الی کل افق مصحفا مما نسخوا کما فی الحدیث الآتی وقال ابن حجر کان ذلک فی سنۃ خمس وعشرین قال ابن التین وغیرہ الفرق بین جمع ابی بکر وجمع عثمان ان جمع ابی بکر کان لخشیۃ ان یذہب من القرآن شئی بذہاب حملتہ لانہ لم یکن مجموعا فی موضع واحد وجمع عثمان لکثرۃ الاختلاف فی القراءت حین قرأوہ بلغاتہم علی اتساع اللغات فادی ذلک الی تخطئۃ بعضہم البعض واقتصر من سائر اللغات علی لغۃ قریش محتجا بانہ نزل بلغتہم وان کان وسع فی قراءتہ بلغۃ غیرہم دفعا للحرج والمشقۃ فی ابتداء الامر فرأے ان الحاجۃ الی ذلک انتہت فاقتصر علی لغۃ واحدۃ انتہی اور بسبب تصریحات جامعیت قرآن کا بہ نسبت حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے واضح ہوگیا وہ یہ کہ قرآن شریف جو موجود ہے بایں ترتیب سور وبایں قراءت سبعہ بلغۃ قریش یہ ثمرہ ہے جمع عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا نہ مجرد جمع سابق کا واللہ سبحانہ اعلم۔ وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

مسائل متفرقہ

مسئلہ سماع اموات ہست بخیف قائل آنست ، در سند تحقیق شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ پیش بعضے محققین احقر سند مائۃ مسائل وعبارت فتح القدیر وغیرہ منقول آن انکار وارد ہر چند مسئلہ سماع اموات ووثوق تمام است تحریر وزن عبارت فتح القدیر منقول مائۃ مسائل فی الجملہ تذبذب شدہ کہ چرا علمائے حنفیہ انکار

انکار دارند دریں مسئلہ تحقیق خود حدیثاً وضمناً مع مالہ وما علیہ بقدر حاجت ووسعت فرصت افادہ فرمودہ
آید **مسئلہ** قرائت اشعار مثنوی شریف مولانا روم ودیگر بزرگان حاوی موعظت وتذکیر را ازیل بیان وعظ
بالنہجہ تغنی حاوی ہستم ومخاصم را درجوازش کلام ست **مسئلہ** معمول است کہ بر تاریخ یازدہم ختم غوثیہ می خوانند
ودر آں درود شریف وسورۂ فاتحہ والم نشرح ویٰسین وغیرہ سور وجملہ یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ خواندہ
می شود دریں امر ہم مخاصم تحقیق اول در نفس تعیین تاریخ یازدہم ثانیاً در اکل طعام کہ بعد ختم معمول خوردن
حاضرین است ثالثاً در جملہ یا شیخ عبدالقادر الخ بدو طور کلام دارند یکی بکلمۂ شیئاً للہ کہ در درمختار آنرا کلمہ کفر
نوشتہ دوم بوجہ بودن حرف ندا کہ ناظر بتعیدات حضوری وعلم غیب حضرت غوث پاک است وتحقیق جواب
تعیین تاریخ واکل طعام باجوبہ تعیین وجواز ہم جہت ذکر میلاد شریف حسب صراحت حسن المقصد فی عمل المولد وغیرہ رسائل
علماء محققین اسوۂ دین مبین ہر دو در کلمۂ شیئاً للہ باعتبار معنی آخر کہ مزیل شبہ کفر است تصریح محقق ابن عابدین
شامی است استعمال فرمودن سکنند ودر کلمۂ ندا اولاً باعتبار مذہب وضوعیت آں جہت قریب وبعید
ہر دو کہ لعبوث وضع للبعید احتمال حضوری منعدم می شود ثانیاً بتقدیر تسلیم تخصیص آں جہت ندا قریب با آں مکان
مطلع شدن حضرت غوثیہ باطلاع وہبی ایزد تعالیٰ یا خرقاً للعادۃ وبسبیل الکرامۃ مجیب می شود مگر بوجہ قلت
علم وہم قاصر وخیالی نمی کنند پس ہر آنچہ بنظر والا دریں مسئلہ محقق نماید امیدوار افادہ ہستم **مسئلہ** اگر کسی از اہل علم
بعشرۂ محرم یا غیر آں ضمن تذکرہ واقعۂ کربلا بعد روایات صحیحہ بازالۂ شبہات الزام عائد بر بعضی صحابہ کند
علی الخصوص بجہات متعددہ بالترتیب ذکر خلفاء اربعہ نمودہ بذکر باز پردازد نزد خاکسار صورت جواز وارد
خیالی می آید کہ در صواعق محرقہ ابن حجر تصریح این مسئلہ دیدہ ام ولیکن مخاصم احقر لبند قول جمیل بعضی عبارت
حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ قائل بعدم جوازش بودہ اند وبخصوص ہم تحقیق حقیق در کار است **مسئلہ** در اکل
جھینگہ در فتاوی حمادیہ دو قول دیدہ ام حلت وحرمت بناءً علیہ حسب اصول حنفیہ کہ بصورت اجتماع حلت وحرمت
افتاء بر قول بحرمت باید فتوی حرمت سیار ہم وخود نمی خورم کہ چوں سمک بودنش بہ ثبوت نرسیدہ چگونہ صورت
حلتش می تواند شد ومخاصم ما می گوید کہ علماء کلکتہ لسبند معتبر بودن جھینگہ از اقسام سمک ثابت کردہ اند
پس بکمال تردد ہستم کہ در حمادیہ وسراج المنیر دو قول نقل کردہ سکوت ورزیدہ واصل علماء را ناظر بحرمت
است پس چگونہ فتوی حلت ادعی تواند شد بناءً علیہ حاجت تحقیق ایں مسئلہ ہم شد **مسئلہ** خوردن بسکٹ
ونان پاؤ کہ در آں خمیر تاڑی وغیرہ مسکرات انداختہ می شود تحقیق را از آں احتراز نباشد وبخیال تحقیق
مرقوم است کہ بزبانی یک رسالہ نان پاؤ وحقہ چھاپہ نظامی جامع اقوال علماء لقیہ تصنیف دیدہ بودم در آں
بعضی علماء بر خل خمر قیاس فرمودہ حکم حلت دادہ اند وبعضی دیگر بوجہ عدم استحالہ باقی بودن اجزاء مسکرہ

علی حالہا بہ تردیدش پرداختہ ولعلہم ناقصم تحریر فرین دیگر الیق بالقبول معلوم شدہ بود لاجرم نہ خود بتحریرم نہ
فتوای حلتش می دہم ومخاصم ما بلا دربیچ دلیلی صرف ہمین قدر بگوید کہ علمار کلکتہ فتوائی حلت دادہ اند لاجرم
مستدرک تحقیق می شوم **مسئلہ** در بعضی رسائل متعلقہ احوال برزخ بسند حدیث کتاب نوادر الاصول حکیم ترمذی
وغیرہ ثبوت آمدن ارواح موتی باکمنہ خود با یام ولیالی متبرکہ دیدہ عند الاستفسار از سائلین بیان
کردہ بودم کہ مخاصم تحیف بتغلیطش پرداختہ سند از مسائل اربعین کہ در آن ہمچو احادیث را بالکل ساقط
از پایۂ اعتبار نوشتہ می آرد مگر تشفی تحیف بر صرف عبارت مسائل اربعین نمیشود لاجرم مکلف ام کہ فیصلہ
ارقام فرمانید کہ ہمچو احادیث بالکل موضوع اند یا ضعیف قابل احتجاج ہمچو امور بودہ اند وحسب تحقیق
فقہا وصوفیہ کرام دریں مسئلہ ہرچہ محقق است از آن ہم آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** اگر شخصے عادی ایں امر باشد
کہ بعد بول چون استنجا بکلوخ می نماید تقاطر بول زائل نمیشود وہر گاہ آب میرساند بوجہ برودت کہ خاصہ تحقیق
دارد تقاطر زائل میشود ہمچو شخص با وصف قائل بودن بجواز وسنت استنجا بالمدر اگر قصر بر استنجا بالماء بعد البول
نمودہ باشد ہیچ الزام شرعی نزد علمار احنفیہ برو ے عائد خواہد شد یا نہ **مسئلہ** شخصی عالم علم ظاہر پابند
صوم وصلوٰۃ ہست وشغل درس وتدریس وغیرہ ہم میدارد ولیکن تہذیب نفس بطوری حاصل نکردہ کہ از مہلکات
خلاصی یافتہ باشد وشخصی دیگر بے علم است کہ جذبہ اثر دے اورا دفعۃً بخود کشیدہ یا بتوجہ پیری کامل نسبت
صوفیہ ونورانیت ایں طائفہ علیہ در قلبش جا گرفتہ از سکر لعجز آمدہ معروف عبادات یا نجات از ابتلا بمہلکات
است ازیں ہر دو شخص کدام شخص افضل واکرم عند اللہ ومستحق زیادتی رتبت ووجاہت یوم قیامت بودہ سبب
تحیف یا فضیلت شخص جائز نسبت صوفیہ است ومخاصم تحیف بافضیلت عالم ظاہر لیسب دریں امر ہر انچہ محقق
باشد افادہ فرمودہ شود **مسئلہ** از بسیاری نصوص افضلیت شہدا بر علمار ظاہر ثابت میشود مگر حدیث
یوزن مداد العلماء بدم الشہداء کہ در احیاء العلوم ومکتوبات حضرت مجدد درج مندرج است اگر مراد ازاں
علمار ظاہر ہستند بظاہر مشعر بافضیلت علمار ظاہر بر شہدا است پس از مسئلہ تفضیل بین الشہدا والعالم
الظاہری وکیفیت حدیث مذکور من حیث صحت وضعف ومرفوعیت وموقوفیت وغیرہ
آگہی بخشیدہ آید **مسئلہ** کہ از فتوی ونصوص علاقہ ندارد ومنوط بر بعض اشارات وفضیلت بودہ است وتحقیقش مبنی
بر بعض کلمات صوفیہ علیہ الرحمۃ است اینکہ با واخر مکتوبات مجددیہ کہ بہ نقل مقولہ غوثیہ سے افلت
شموس الاولین وشمسنا ٭ ابداعلی افق العلی لا تغرب٭ واسطیت ازروحانیت حضرت غوث پاک
با فاضۂ رتبۂ ولایت باولیاء مابعد آنجناب حضرت مجدد رضی عنہ ثابت فرمودہ اند خود را نائب حضرت ایشان
دریں امر توسط قرار دادہ اند ازان وہم از ملاحظہ احوال کرامات وغیرہ افضلیت رتبہ حضرت غوث پاک

رتبۂ و نسباً بر حضرت مجدد رح ثابت میشود و ہمیں امر بذہن احقر مرتسم بودہ است گر مخاصم ما ازین امر انکار دارد
و حضرت مجدد رح که با آخر ہمون مکتوب یک قسم ولایت نبوۃ ارقام فرمودہ اند آن را اسطیت غیری را دخل نباشد
اند درہمہ بنیں میکند در ذہن احقر این امر منقش است که اسطیت حضرت غوث پاک ہم برتبہ ولایت ثابت شود
یا نشود ولیکن ہرگاہ مرتبہ قطبیت با نجناب مسلم شد دیر ظاہر است که قطب از جمیع اولیا افضل میباشد
کما قال المولوی المعنوی سے قطب شیر و صید کردن کار او ؎ باقیان این خلق باقی خوار او پس ہرگاہ الی
یوم القیامت آنجناب بر رتبۂ قطبیت مستقر مانند ہیچ یک از جملۂ اولیا ما بعد خود افضل نخواہند شد بہر
حال از دیگران افضلیت حضرت ایشان ثابت شود یا نشود مگر بعد از انہ احوال کرامات و ظہور مراتب ولایت
آنحضرت و حضرت مجدد رح را افضلیت من حیث رتبۂ ولایت و شرف نسب کرا ظاہر میشود ارقام فرمودہ آید
مسئلہ حکم تحصیل علم منطق تخفیف نفس علم منطق را قطع نظر از اختلاط فلسفیات بوجہ موقوف علیہ فہم مسائل اصولی
و مہارت تطبیق میان احوال مختلفہ و ابطال مذاہب زائفہ و تزئیف دلائل فرق ضالہ ضروری میدانند
و تحصیل آن را لا اقل مستحب و مستحسن می شمرد و مخاصم حقیر لسند قول ملا علی قاری رح در شرح فقہ اکبر که استنجا
باوراق علم منطق جائز نوشتہ تحصیلش را حرام میداند درین امر ہم از تحقیق خود آگہی بخشیدہ آید فقط

الجواب واللہ سبحانہ ہو الموفق للصواب

سماع موتی از دلائل شرعیہ ثابت است و آنچه فقہا را ازان انکار است چنانچه در باب یمین تصریح آن
فرمودہ اند مراد ازان نفی سمع متعارف است یعنی چونکه مبنائے ایمان بر عرف است کما لا یخفی و در عرف تکلم بمیت
بقصد افہام و سمع آن معروف نیست پس اگر کسی بلا اکلم فلانا حلف کردہ و بعد مردن از فلان تکلم نمودین
تکلمش بحسب عرف تکلم نیست چه تکلم در عرف برائے اسماع و افہام معروف است و بسبب انتفاء حیات این
فہم و سماع عرفی در میت مفقود است درین صورت حالف مذکور حانث نیست پس صاحب فتح القدیر
وغیرہ من الفقہاء ہر جا که نفی سماع تصریح فرمودہ اند مقصود شان ازین نفی سماع بحسب تفاہم عرف است نه نفی سماع
حقیقی و صاحب فتح القدیر خود برا معنی تصریح فرمودہ اند لفظہ لا یقال یصح فی المیت کذلک لولا الموت
سمع لانا نقول یمینہ لا تنعقد الا علی الحی لان المتعارف ہو الکلام معہ و لان الغرض من الحلف علی ترک الکلام
اظہار المقاطعة و ذلک لا یتحقق فی المیت انتہی فی صفحہ ۲۲۵ من النسخة المطبوعة و قرأت اشعار مثنوی شریف
وغیرہ که مشتمل بر موعظت و نفع دینی یا مقدمات آن باشد بلا تامل جائز است و انما نعنی بما اشد المکابر فی
الصیغی ... الیہ و فاتحه حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالے عنہ بتعیین یازدہم و خواندن ختم غوثیہ یا ختم
آن جملہا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ ہمہ جائز است و در طریق تبرک و عمل اصلا احتمال شرک و کفر نیست

در در مختار از شرح وهبانیه ترجیح عدم تکفیر نقل نموده است ومحقق شامی هم تائید آن فرموده پس همه جبر تم کرده حکم
بمخلص چنان بعبارت در مختار استدلال می آرد قال فی شرح الوهبانیه بدر کنیش در کوشان کفر لبعضهم وصحح ان
کفر وهو المحرر کذا قول شی لله قیل بکفره ویا جائز یا ناظر لیس بکفر انتهی وتفصیل این مسئله موقوف بر مهلت کثیر است
و بالفعل بعض احباب تحریک فتوی جواز بالدشریف تعیین تاریخ وتکمیل بر دو دلائل مانعین بر علی البسط تحریر نموده
اند انشاء الله بعد تصحیح نقلش مرسل خواهم نمود انشاء الله لعالی نافع خواهد شد وبیان نمودن واقعه کربلا
بقصد بیانش بر روایات صحیحه بلا تامل جائز است وصاحب قول جمیل منع آن بوجه روایات ضعیفه وموضوعه
فرموده اند نه مطلقا واگر مطلقا هم منع کرده می ناهم قول شان دلیل شرعی که بر ما حجت باشد نیست ودر مسئله
حلت ماهی کی الواقع فیها اند در تولیت بعض حلال وبعض حرامش گفته اند وبنای اختلاف شان در خولش
در انواع سمک وعدم دخول الستاتی وبعضهم قالوا ... بیچ بر بنا خولش در انواع سمک با ... از کلام ... اهل ... فیه
نمود ... اقتضاه او احتیاطه در حرمت احتیاطی ترجیح محرم را باشد احتیاط در تحریم آنست وانچه در
بعض رسائل بیشتر بعد نقل قولین مذکورین نوشته اند که صاحب انواع گفته که فتوی بر حلیت آنست قابل
وثوق نیست چه اولا صاحب انواع نقل افتا از کلام معتبرین نموده وثانیا فتوای ارباب ترجیح وفقه
معتبر است نه مطلق افتا نیز معلوم نیست که فتوی دهندگان جلیلش از کدام قبیل اند وتا وقتیکه فتوای
از کلام مرجحین منقول نباشد. دلیل واضح حرمت را نمیتوانند گذاشت و آمدن ارواح مومنین
صالحین بمکنه خود ها وهر جا که خواهند از احادیث غیر موضوعه ثابت است فقد حدیث بر وضع جمیع آن
احادیث حکم نفرموده اند غایت آنست که صحاح ومتصل الاسناد نباشند حسن باشند لعینه یا لغیره یا
ضعیف باشند ودر بعضی صورتها ثبوت ... ما آنها بخوبی میشود چه سوای احکام در فضائل اعمال ومناقب
وغیره حدیث ضعیف هم حجت میشود چه جای حسن سهند انبودن حدیث صحیح متصل السند بعد تتبع معلوم خواهد شده
بودن آن بر عاسلم نموده شد واحادیث مضمون مذکور در تصانیف امام جلال الدین السیوطی
وتصانیف ابن ابی الدنیا وغیره می آرند چنانچه قاضی ثناء الله پانی پتی قدس الله سره السریهم الاقدس
در تذکرة الموتی میفرمایند ابن ابی الدنیا از مالک روایت میکند ارواح مومنین هر جا که خواهند
سیر کنند مراد از مومنین کاملین اند ودر رسائل مسائل انکار از آمدن ارواح نموده اند اینقدر نوشته
اند آمدن ارواح ... هیچ شبها از روی احادیث صحیحه مرفوعه متصل الاسناد ثابت نگشته انتهی
پس ازین کلام ... این بگوید انکار فهمید وآنکس که نقاطر بولش بوصول آب استنجا منقطع می شود
واگر کلوخ استنجا می کند نقاطر منقطع نمی شود آنکس را اکتفا بر آب نمودن کافی است وحاجت کرفتن کلوخ نیست

ونزد علماء حنفیہ رحمہم اللہ تعالیٰ ہیچ قباحت شرعی بر و نیست زیرا کہ استنجا عند الفقہاء عبارت است از استعمال
احجار و کلوخ وغیرہ یا از استعمال آب و لہٰذا استعمال آب بتحقق است اعتبار کرد نزد بعض فقہاء واجب است و نزد بعض مستحب
است عبارت است از برادہ نمودن از چیزے کہ از مخرج نجاست خارج شود آنہم درین محل باستعمال
آب موجود است و قد صرح بذلک فی الدر المختار و حاشیۃ الرد المحتار فی فصل الاستنجاء و کسیکہ بمرتبۂ ولایت
و جذب الٰہی و جبکہ احکام شرعیہ را دامی ساز و مشرف شدہ از عالم ظاہر بمراتب افضل است چہ قرب الٰہی مقصود
اصلی است از عبادت و علم و این امر مجذوب کامل را حاصل است و علم ظاہر بدون اخلاص فی العمل و حقیقت
تقوی چندان مفید نیست و ہو ظاہر من النصوص القرآنیہ و حدیث معروف یوزن مداد العلماء و دم الشہداء
حدیث صحیح مرفوع نیست قال فی تذکرۃ الموضوعات و لابن عبد البر من حدیث سماک ابن حرب عن ابی الدرداء
رفعہ یوزن یوم القیمۃ مداد العلماء و دم الشہداء انتہی و تفضیل علماء ظاہر بر شہداء کہ ازین حدیث مستفاد است
منافی ہیچ نصی از نصوص نیست پس ممکن است کہ در حدیث مذکور مراد از علماء علماء ظاہر باشند و اگر مراد از علماء
علماء جامع بین الظاہر و الباطن گرفتہ شود چندان مستبعد نیست و آنچہ در باب تفضیل حضرت غوث الثقلین
رضی اللہ تعالیٰ عنہ بر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخن کردہ بفہم ازین بحث سکوت
مناسب است و ہر چند تفصیل این امر از بیانات اکابر طریقت بخوبی معلوم است اما اندرین مادہ سخن حتمی نمودن
یا ابحاث ظنیہ و تخمینیہ کردن بے ادبی ای الکلام و در تحصیل علم منطق رائے فقیر ہمانست کہ مخلص تحریر نمودہ اند
و قول ملا علی قاری وغیرہم بجائے خود صحیح و محمول است بر انطباقیکہ مفید در علوم دینیہ نباشد بلکہ مضرت او شائع
باشد انیست آنچہ در مسائل مستفسرہ رائے فقیر است بطور اختصار نوشتہ شد و تفصیل ہر مسئلہ کہ از ہیچا مسطور باشد
و از ان اطلاع فرمانید تا وقت مہلت نگاشتہ شود فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

جواب ششم

کہتا ہے یہ بندہ گنہگار راجی عفو پروردگار عبد الغفار خاں کا جامع فتاوائے ارشادیہ کا کہ ان مسائل
شتی میں بارہ مسئلہ ہیں گیارہ کے جواب حضرت قدس سرہ سے منقول پائے چھٹی مسئلہ کا جواب منقول نہیں
پایا لہٰذا بغرض تکمیل اس بندہ نحیف نے اس کا جواب لکھ دیا کھانا اور استعمال کرنا بسکٹ اور نان پاؤ کا جائز ہے
اس لئے کہ خمیر کیلئے اصلی تاڑی اور نئی سکر کا ڈالنا ضروری نہیں ہے سوڈا کچھ بھت نرالی چیز ہے اوس سے بہت اچھا
خمیر ہوتا ہے اکثر ملکوں میں تاڑی نہیں ہوتی ہے جیسے ممالک متوسط افغانستان عرب عجم اور جن ملکوں
میں تاڑی ہوتی ہے تاڑی کے وہاں ہیں تاڑی سکر نہیں ہوتی رکھنی سی سکر پیدا ہو جاتا ہے یہ
متیقن نہیں ہوتا کہ یہ وہی بسکٹ اور نان پاؤ ہیں جنمیں تاڑی سکر پڑی ہو اس کا جواب وہی جواب ہے

جو ہلدی کا حکم اسی فتاوی ارشادیہ میں موجود ہی سوال دوئم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں اوس کو جوش دیتے ہیں لبعض بلاد میں گوبر مخلوط کرکے جوش دیتی ہیں انکا استعمال کیسے ہوسکتا ہو جواب استعمال ہلدی کا جائز ہی اس لئے یہ یقین نہیں کہ یہ ہلدی وہی ہی کہ جو سرگین میں جوش دی گئی ہی اگر یہ امر یقین ہوگا تو استعمال جائز ہوگا اور اسپر فتاوی حادیہ کی روایت نقل کی ہی فارجع الیہ فقط۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہین علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہین اور تعریف مجتہد مقید کی اوپر صادق ہے قال المحقق الشامی وقد صار مرة ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی تصار الجربل صرح لبعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذالک فی البحر والنہر والمنح ورمز المقدسی والشارح وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔ کیا فرماتے ہین علمائے دین مسائل ذیل میں **سوال اول** قرآن میں جو لکل قوم ہاد وارد ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہو کہ ہر قوم کے لئے ایک رہنما مقرر ہوا ہی پس ارشاد ہو کہ قبل زمانہ آدم جو قوم جنات تھی اونپر بھی کوئی ہادی آیا تھا یا نہیں کیونکہ کوئی مخلوق اللہ تعالے کی مہمل نہیں چھوڑی گئی اور یہ جو بعض مفسرین نے لفظ قوم سے استدلال کیا ہے ۔ کہ قوم ۔ جماعت رجال ونسار کو کہتے ہین اور رجال اور نسار انسان سے ہوتے ہین یہ مخدوش معلوم ہوتا ہے کیونکہ آیات قرآنی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ۔ قوم ۔ عام ۔ ہی خواہ انسان ہون یا جن اسیطرح رجال کا اطلاق بھی دونوں قوموں کے مذکر پر آیا ہے ۔ جیسا کہ قرآن میں وارد ہے سورہ جن میں انہ کان رجال من الانس یعوذون برجال من الجن اور سورہ احقاف میں ہے ولوا الی قومہم منذرین یہاں قوم سے قوم جن مراد ہی **سوال دوم** جمعہ میں پہلا خطبہ پڑھ کر جب خطیب جلسہ کرتا ہے تو بعض لوگ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگنے لگتے ہین یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں **سوال سوئم** بحرالرائق میں ہے کہ لما انزل النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعض المشرکین فی المسجد دلکن من البیت فہ علی مافی الصحیحین المعلم ان المراد لقولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس ۔ النجاسۃ فی الاعتقاد اور بھی اسی میں ہے کہ سور الآدمی طاہر لا فرق بین المجنب والطاہر والحائض والنفساء والصغیر والکبیر والمسلم والکافر والذکر والانثی لیعنی ان الکل طاہر وطہور من غیر کراہۃ اور فتاوی حادیہ میں ہے کہ فالاطعمۃ التی یتخذہا اہل الشرک دیتہم فیہا اصابۃ النجاسۃ کل ذالک محکوم بطہارتہ حتی تیقن بنجاستہا ۔ تو بموجب

اس دلیل کے قوم مسہر یا ڈوم یا چمار یا دوسادھ سے جو ہندو کافر مردار خوار ہیں جب تک کوئی نجاست ظاہری یقیناً اعضائے ظاہرہ پر اُن کی پائی نجاوے تب تک اُنکے روٹی یا گوشت یا خشکہ یا دال وغیرہ پکواکر بلا مجبوری کھانا اور اُنکے پانی منگواکر پینا جائز ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اوّل یہ کہ قوم جنات میں قبل از بعثت آدم علیہ السلام کی ہادی اور منذر گذرے ہیں قال ابن کثیر فی تفسیرہ ولکل قوم ہاد قال علی ابن ابی طلحۃ عن ابن عباس اے لکل قوم داع انتہیٰ قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الم یاتکم رسل منکم الآیۃ اعلم ان الجن والانس مکلفون باتفاق لکن الرسل الیہم یحتمل ان یکون من جنسہم وقد ذہب الیہ الضحاک ومن تبعہ حیث قالوا الامعنی للعدول عن الظاہر بغیر ضرورۃ انتہیٰ مختصراً ملخصاً۔ قال فی آکام المرجان جمہور العلماء سلفاً وخلفاً علی انہ لم یکن من الجن قط رسول اللہ ولم تکن الرسل الا من الانس ونقل معنی ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومجاہد والکلبی وابو عبیدۃ والواحدی وقد قدمنا عن ابن عباس ان الجن قتلوا انبیاءہم قبل آدم سمہ یوسف وقال ابن جریر باسنادہ قال سُئل الضحاک عن الجن ہل کان فیہم نبی قبل ان یبعث النبی فقال الم تسمع الی قولہ اللہ تعالیٰ یامعشر الجن والانس الآیۃ بالجملہ نبی کا ہونا قوم جن سے مختلف فیہ ہے بین المفسرین اور داعی اور منذر کا ہونا متفق علیہ ہے اور داعی کو نبی ہونا لازم نہیں ہے فقط **جواب سوال ثانی** ہاتھ اٹھاکر زبان سے دعا مانگنا بین الخطبتین نزدیک امام ابی حنیفہؒ کے مکروہ ہے اور نزدیک امام ابی یوسف کے جائز ہے اور فتویٰ اوپر قول ابی حنیفہ کے ہے قال فی الدر المختار واذا خرج الامام فلا صلوٰۃ ولا کلام الی تمامہا وقالا لاباس بالکلام قبل الخطبۃ وبعدہا واذا جلس عند الثانی انتہیٰ **جواب سوال ثالث** مردار خوار کافر سے اگر بلا ضرورت ہاتھ وغیرہ پاک کراکر کچھ پکوالے یا اُن کے ہاتھ سے پانی منگواکر پی لے تو کچھ مضائقہ نہیں بشرطیکہ کوئی مانع شرعی سوا نجاست کے موجود نہو اور درصورت وجود مانع کے ممنوع ہوگا ہو ظاہر فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اگرچہ ہزاروں حدیثوں میں کچھ لکھا ہو اور گو وہ سب صحیح اور سچی ہوں مگر میں حدیث کو نہیں مانتا امام کا مذہب رکھتا ہوں حدیث کے خلاف ہو یا موافق شرعاً ایسے کلمات کے کہنے والا کون ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ ہم امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مقابلہ میں ہرگز حدیث کو نہیں مانتے گو وہ سچی ہو ایسے شخص کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے کلمات کا کہنا نچاہیے لیکن چونکہ مقصود قائل کا یہ ہے کہ میں مقلد امام ابحنیفہؒ ہوں اور مقلد کیواسطے کلام مجتہد قابل اتباع ہے اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ صحیح ہو لیکن بسبب عدم لیاقت فہم احکام کےؔ اس اُس پر عمل نہیں کر سکتا پس اس محل صحیح کلام اُسکے کے حکم کفر یا فسق کا نہیں کیا جاتا البتہ ایسے الفاظ موہم بے ادبی سے احتراز چاہئے اور اسیطرح حال ہے شخص دوسریکا قال فی الدر المختار و اعلم انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محل حسن او کان فی کفرہ خلاف ولو کان ذلک روایۃ ضعیفۃ انتہی وقال فی رد المحتار قد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی معفت بانہ کفر و بانت زوجتہ فہل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لاینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اہل الاسلام واجاب قبلہ فی مثلہ بوجوب تعزیرہ وعقوبتہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ۔ نحمدہ ونصلی ونسلم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالیٰ عما یقول الظالمون کا ممکن ہے یا نہیں اگر نہیں تو عبارت شرح مقاصد مندرجہ ذیل کا کیا مطلب ہے اوجب جمیع المعتزلۃ والخوارج عقاب صاحب الکبیرۃ اذا مات بلا توبۃ ولم یجوزوا ان یعفو عنہ لوجہین الاول انہ تعالیٰ اوعد بالعقاب علی الکبائر واخبر بہ ای بالعقاب علیہا فلو لم یعاقب علی الکبیرۃ وعفا لزم الخلف فی وعیدہ والکذب فی خبرہ وانہ محال الجواب غایتہ وقوع العقاب فاین وجوبہ الذی کلا منا فیہ اذلا شبہۃ فی ان عدم الوجوب مع الوقوع لایستلزم خلفا ولا کذبا لایقال انہ یستلزم جوازہما وہو ایضا محال لانا نقول استحالتہ ممنوع وہما من الممکنات یشملہا قدرتہ تعالیٰ انتہی بینوا بالتحقیق التام وتوضیح المرام وتفصیل الکلام توجروا من اللہ المفضل بالمنعام فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جھوٹ بولنا جناب باری سبحانہ وتعالیٰ کا باتفاق فرق مسلمین کے ممکن نہیں ممتنع ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقا اما عند المعتزلۃ فلوجہین واما عندنا فلثلثۃ اوجہ انتہی لیکن یہ امر قابل نزاع ہے کہ یہ امتناع عقلا ہے یا شرعا صحیح اور حق یہ ہے کہ دونوں نہج پر ہے قال فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت المعتزلۃ قالوا ثانیا لولاہ ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منہ تعالیٰ عقلا اذ لا حکم للعقل بقبح واذا جاز الکذب علیہ فلا تمنع اظہار المعجزۃ علی ید الکاذب فینسد باب النبوۃ وہو مفتوح والجواب انہ نقص فیجب تنزیہہ تعالیٰ عنہ کیف وقدرتہ لا نزاع فیہ فانہ عقلی باتفاق العقلاء فالملازمۃ ممنوعۃ وما فی المواقف فی اثبات الملازمۃ ان النقص فی الافعال یرجع الی القبح العقلی فممنوع لان ما ینافی الوجوب الذاتی کیفما کان او خلاص جملۃ النقص فی حق الباری تعالیٰ و[illegible] [illegible]الات العقلیۃ علیہ سبحانہ انتہی مختصرا اور بعض اہل علم نے جواب اعتراض

معتزلہ میں یہ امر کہا کہ عقلاً امتناع کذب لازم نہیں اگر عقلاً ممکن کہیں تو ممکن ہے فقط امتناع شرعی کافی ہوگا اسی بنا پر ہے قول شرح مقاصد کا جو سوال میں مذکور ہے لیکن یوں جواب دینا ضعیف ہے قال فی غنیۃ مسلم الثبوت وقد یجاب بانا لانسلم امتناع الکذب علی اللہ تعالٰی امتناعاً عقلیاً لانہ من الممکنات ولو سلم الامتناع فلا نسلم ان انتفاء القبح العقلی یستلزم انتفاءہ لجواز ان یمتنع لمدرک آخر وہو العادۃ اذ لا یلزم من انتفاء دلیل معین انتفاء العلم بالمدلول ولا یخفی ضعفہما انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ + الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ بعض عالم جو لوگوں کی نظروں میں بڑے مقدس معلوم ہوتے ہیں انکا عقیدہ یہ ہے کہ نعوذ باللہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے ایسے عالم کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں اور ایسے عقیدے کے عالم کا فتوی دین میں قابل اعتبار ہے یا نہیں۔ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ امکان کذب باری تعالٰے مسلمانوں کا عقیدہ ہے یہ بات انکی قبول کرنے کے لائق ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایسے عالم کے پیچھے نماز تو درست ہے لیکن احتیاطاً اسکی اقتدا سے احتراز اولیٰ ہے اسلئے کہ یہ عقیدہ چونکہ متاول ہے لہذا کفر صاحب عقیدہ میں تامل ہے پس بچنا اسکی اقتدا سے اولیٰ ہوگا اور فتوے ایسے شخص کا بسبب اس عقیدہ کے قابل اعتبار نہیں ہے اور یہ قول غلط ہے کہ امکان کذب باریتعالے مسلمانوں کا عقیدہ ہے قال فی شرح المواقف یمتنع علیہ الکذب اتفاقاً انتہی وہکذا فی مسلم الثبوت وشرحہ فواتح الرحموت فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین ومفتیان شرع متین صورت ہذا میں زید کہتا ہے کہ خلف وعید ممتنع بالذات ہے داخل تحت قدرت اللہ تعالٰے نہیں اور عمرو کہتا ہے کہ ممکن بالذات اور ممتنع بالغیر ہے تحت قدرت باری تعالٰے داخل ہے مگر خلاف واقع نہیں کر سکتا ہے کیونکہ بصورت وقوع کذب لازم آویگا اور کذب موجب نقص کا ہے اور نقص سے ذات اسکی منزہ ہے بیان وجہ میں زید عمر کا ہمدم ہے مگر قائل ہے کہ خلف مذکور ممکن ہے ہر دو جانب یعنی وفا وعدم وفا برابر ہیں کوئی جانب ضروری نہیں واقع کر سکتا ہے بتقدیر وقوع اسکی حق میں نقص نہیں موافق عقیدہ اہل سنت کے حسن وقبح شرعی ہے نہ عقلی وہ نہ وجوب اور لزوم لازم آئیگا حق تعالٰے پر اور یہ خلاف عقیدہ اہل سنت وجماعت کے ہے بلکہ یہ عقیدہ یعنی وجوب کا معتزلہ اور روافض کا ہے خواہ وجوب عقلی ہو خواہ شرعی اور بتقدیر امتناع کے کسی نوع کا ہو وجوب جانب مقابل یعنی صدق ووفا کا لازم آوے گا شامل اسکی عقل اول وغیرہ سے بخوبی واضح ہے حاجت تحریر کی نہیں مگر تفحواے آیۃ کریمہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ علیہ

کہ وہ اپنا فضل و کرم بندوں کے حال پر شامل کریگا اور یہ مضمون آیات اور احادیث شفاعت سے اچھی طرح پر ظاہر ہے جس کا قول حق ہو بیان فرما دیں دلائل کتب اہل سنت سے اللہ تعالیٰ نے اجر عظیم عطا فرما دیگا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اگر وعید الٰہی جو عقاب ہے جانب حق تعالیٰ سے اور مقید نہیں ہے ساتھ مشیت یا عدم عفو وغیرہ کے تو تخلف اوسمیں ممتنع بالذات ہے اسواسطے کہ اس صورت میں وہ خبر عقاب کاذب ہوگی اور کذب حق تعالیٰ کا ممتنع بالذات ہے قال فی شرح المواقف فی المقصد السابع تفریع علی ثبوت کلام اللہ تعالیٰ وہو انہ یمتنع علیہ الکذب اتفاقا انتہی اور اگر خبر نہیں بلکہ انشاء تخویف ہے تو اُس کے لئے کوئی محل عذر نہیں ہے پس تخلف حقیقۃ بمعنے ہے اور اگر مقید ہے ساتھ مشیت الٰہی کے یا عدم عفو کے تاہم تخلف حقیقۃ متصور نہوگا اسلیے کہ وعدہ عقاب مطلق نہ تھا جس سے تخلف ہوا اور جب عفو کیا یا مشیت عقاب متحقق نہوئی تو شرط عقاب موجود نہوئی پس تخلف نہوا قال فی مسلم الثبوت لو اجب ہو ما استحق العقاب تارکہ استحقاقا عقلیا او عادیا والعفو من الکرم وقیل ما اوعد بالعقاب علی ترکہ ولا یخرج العفو لان تخلف فی الوعید جائز دون الوعد ورد بان ایعاد اللہ تعالیٰ خبر فہو صادق قطعا وتجویز کونہ انشاء التخویف کما قیل عدل عن الحقیقۃ بلا موجب علی ان شلہ یجری فی الوعد فینسد باب المعاد اقول لو تم لدل علی بطلان العفو والکلام فی خروجہ بعد تسلیم وجودہ فلا بد ان یقال الایعاد فی کلامہ تعالیٰ مقید بعدم العفو انتہی اور وجہ مذکور بکر کی صحیح نہیں ہے لا یخفی بطلانہ علی ذی بصیرۃ لیکن بسبب تنگی وقت کے بیان بطلان اُسکے کا نہیں کیا گیا۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع مبین اور علماء دین ان مسائل میں **مسئلہ** لعنت بھیجنا شیطان پر بلکہ اُس پر لعنت کرنے کو امر ضروری سمجھنا کیا ہے اور کوئی حدیث صحیح بھی ہے جس سے اُس پر لعنت کرنیکی ممانعت ثابت ہوتی ہو وہ غلط ہے یا صحیح **مسئلہ** مہادیو اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا یا سمجھنا اور نیز لعنت کرنا کیا ہے اور اکثروں نے جو انکو موحد لکھا ہے اور اُن پر ملامت کرنے سے زبان روکنے کو بہتر لکھا ہے یہ کیا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

لعنت بھیجنا شیطان پر جائز ہے اسواسطے کہ اُس پر نص قطعی سے ثابت ہے قال الامام الغزالی فی احیاء العلوم کل شخص ثبتت لعنتہ شرعا فیجوز لعنتہ کقولک فرعون لعنۃ اللہ وابو جہل لعنۃ اللہ لانہ قد ثبت انہم ماتوا علی الکفر وعرف ذلک شرعا انتہی اور لعنت کرنے کا حق شیطان میں امر ضروری سمجھنا صحیح نہیں بلکہ سکوت کرنے میں لعنت شیطان سے کچھ مضائقہ نہیں قال فی الاحیاء وعلی الجملۃ فی لعن الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس

مثلاً فضلاً عن غیرہ انتہی اور راقم کی نظر میں ایسی کوئی حدیث نہیں کہ جس سے ممانعت لعنت ابلیس کی ثابت ہو۔
اور جواب سوال دوم یہ ہے کہ معاویہ اور کنہیا کو گالی دینا اور کافر کہنا اور سمجھنا اور اُن پر لعنت کرنا کسی دلیل شرعی سے معلوم نہیں
ہوتا پس اُنکے حال میں سکوت چاہیئے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ ولا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع والبصر والفؤاد
کل اولٰئک کان عنہ مسئولا انتہی اسیطرح اُنکا موحد ہونا بھی ہمارے یہاں ثابت نہیں پس ہمکو اسمیں بھی سکوت
چاہیے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم چہ می فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ درباب یزید پلید
مسلک است بعض قائل بکفر او ہستند مثل شارح عقائد نسفی وغیرہ چنانچہ در شرح عقائد نسفی نوشتہ است فنحن
لا نتوقف فی شانہ بل فی دینہ وایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلی انصارہ واعوانہ وبعض متوقف در کفر وایمان و آنانکہ قائل
باسلامش ہستند فاسق وفاجرش ہم میدانند بہر کیف فسق او مجمع علیہ است کما ہو مصرح فی ازالۃ الغین پس ازین
اقوال ثلثہ کدام قول صحیح وصواب است ولعن بر وجائز است یانہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن جائز است یانہ و
در در مختار نوشتہ ویستحب الترضی للصحابۃ والترحم للتابعین ومن بعدہم من العلماء والعباد وسائر الاخیار وکذا یجوز
عکسہ علی الراجح پس ازیں روایت مستفاد میشود کہ ترحم برائے تابعین وعلماء وعباد وسائر اخیار مستحب است پس یزید
ازین طوائف اربعہ در کدام طائفہ داخل است لیکن ظاہر است کہ او در تابعین وعباد واخیار داخل نیست چراکہ
فسق او مجمع علیہ است واہل حرمین اورا فاسق وفاجر وتارک صلوۃ وشارب الخمر وزانی مے گفتند وآنچہ در عہد او اہانت
وہتک حرمت حرم بوقوع آمدہ ہم در تواریخ مثبت ومعتبر است باقی ماند شق ثانی یعنی در علماء داخل باشد پس استفسار
این است کہ او عالم بود یانہ ودر صورت علم ودر در مختار کہ ترحم برائے علماء نوشتہ کدام علماء مراد اند اگر علی الاطلاق مراد
باشد پس باید کہ علماء نصاریٰ ویہود را ہم جائز باشد واگر کدامی جماعت مخصوص مراد است پس ارشاد شود
کہ از علماء علمائے مسلم باعمل مراد ہستند یا علمائے بے عمل را ہم شامل است ویزید در کدام فرقہ ازین فرق داخل است
و فاتح ملک قیصر کدام کس است بینوا بتصریح من الدلیل والکتاب توجروا یوم الحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در باب یزید پلید مختار محققین اہل سنت قول ثالث اعنی فسق وفجور آن است وبرین تقدیر لعن بر وجائز نیست
ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن ہم درست نیست قال فی الاحیاء ہل یجوز لعن یزید لانہ قاتل الحسین او امر بہ قلنا ہذا لم
یثبت اصلاً فلا یجوز ان یقال انہ قتلہ او امر بہ ما لم یثبت فضلاً عن اللعنۃ انتہی وقال ایضاً وعلی الجملۃ ففی لعن
الاشخاص خطر فلیجتنب ولا خطر فی السکوت عن لعن ابلیس مثلاً فضلاً عن غیرہ ودر شان او علیہ الرحمۃ گفتن علامت
تعظیم وخیر خواہی ومحبت او ست ویزید نہ آنچنان بود کہ تعظیم وخیر خواہی آن نمودہ شود ودر علمائیکہ برآنان ترحم

نمودہ شود داخل غیبت چہ مراد از علماء در قول صاحب در مختار و دیگر فقہاء علماء صالحین و اخیار مستند و یزید نہ عالم بود نہ صاحب خیر پس نہ در مطلق علماء دین محسوب است و نہ در جماعت صالحین و از کتب تاریخ جہاد نمودن یزید بر قیصر مع افواج مؤمنین ثابت است لیکن فتح نمودنش معلوم و واضح غیبت و محل تفصیل کتب المغازی فقط واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اسولۂ مندرجہ ذیل کے جواب میں۔ سوال اول یا عبد القادر شیئاً للہ کا ورد درست ہے یا نہیں سوال دوم عورات کو زیارت قبور اولیاء و صلحا کی جائز ہے یا نہیں سوال سوم فاتحہ سوم و چہارم و دہم و بستم و چہلم و ششماہی و برسی بدعت ہے یا نہیں سوال چہارم روافض کے کفر میں علماء کو اختلاف ہے ابو شکور سلمی تمہید میں اور ابو الحسنات محمد عبد الحی لکھنوی انصاری مجموعہ الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں کہ روافض اگر منکر ضروریات دین ہوں تو کافر ہیں ورنہ مسلمان ہیں اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی اور شیخ عبد العزیز دہلوی کے نزدیک روافض مطلقاً کافر ہیں پس مفتی یہ مسئلہ تحریر فرماویں سوال پنجم سب شیخین و دیگر صحابہ کفر ہے یا نہیں فقط سوال ششم سماع بامزامیر حرام ہے یا نہیں اگر حرام ہے تو اکابر صوفیہ کرام مثل عبد القدوس گنگوہی اور عبد الرحمن جامی نے جو سنا ہے گنہگار ہوئے یا نہیں اور مستحل اسکا کافر ہے یا نہیں سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر کون کون ہیں ملا علی قاری یزید ابن معاویہ کو بھی خلفاء اثنا عشر میں سے سمجھتے ہیں اور حافظ جلال الدین سیوطی شافعی کے نزدیک یزید علیہ ما یستحقہ نہیں ہے خلفائے اثنا عشر میں سے سوال ہشتم فرقہ نطریہ یعنی نیچریہ کافر ہیں یا نہیں اور اگر کافر نہیں ہیں تو انکی اقتدا احناف کو درست ہے یا نہیں سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات میں وارد ہے یا معاملات دنیاوی میں سوال دہم مولود شریف میں قیام مستحسن ہے یا نہیں فقط بینوا بالصواب بنقل عبارات الکتاب توجروا یوم الحساب۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول پڑھنا جملہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ کا بطریق ورد کے جائز ہے تفصیل ادلہ اسکی میں ایک رسالہ مطبوعہ مرسل ہے جواب سوال دوم عورات کو زیارت قبور جائز ہے قال فی الدر المختار لاباس بزیارۃ القبور ولو للنساء انتہی قال فی رد المحتار وقیل تحرم علیہن والاصح ان الرخصۃ ثابتۃ لہن بحر انتہی جواب سوال سوم فاتحہ سوم و دہم وغیرہ جائز ہے بدعت سیئہ نہیں ہے اسواسطے کہ یہ امور واسطے ایصال ثواب کے ہیں میت کو اور تعیین واسطے مصلحت اپنی کے ہے نہ باعتقاد سنیت وغیرہ پس جواز میں تردد نہیں قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار الاصل ان کل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ سواء کانت صلوۃ او صوما او صدقۃ او ذکرا او طوافا او حجا او عمرۃ او غیر ذلک انتہی وقال ایضا من صام او صلی او تصدق وجعل ثوابہ لغیرہ من الاحیاء والاموات

جائز انتہی جواب سوال چہارم فرقۂ رافضیہ منتشر اس زمانہ میں منکر ہیں ضروریات دین کے پس انکی تکفیر میں تامل نہیں اور
بعضے رافضی جو منکر ضروریات دین نہوں انکو کافر قرار دینا خلاف تحقیق ہے قال فی رد المحتار ان الحق عدم تکفیر اہل
القبلۃ وان وقع الزاما فی المباحث بخلاف من خالف القواطع المعلومۃ بالضرورۃ من الدین مثل القائل بقدم
العالم ونفی العلم بالجزئیات علی ما صرح بہ المحققون وبہذا ظہر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوہیۃ فی علی او ان جبرئیل
غلط فی الوحی او کان ینکر صحبۃ الصدیق او یقذف السیدۃ الصدیقۃ فہو کافر لمخالفۃ القواطع المعلومۃ من الدین بالضرورۃ
بخلاف ما اذا کان یفضل علیا او یسب الصحابۃ فانہ مبتدع لا کافر انتہی بالاختصار جواب سوال پنجم سب شیخین رضی اللہ
تعالے عنہما کفر ہے اور سب دیگر صحابۂ فسق قال فی الدر المختار من سب الشیخین او طعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وبہ
اخذ الدبوسی وابو اللیث وہو المختار للفتوی انتہی تفصیل اُس کی دراز ہے مجمل یہ ہے کہ سب شیخین رضی اللہ تعالے
عنہما راجع ہے طرف انکار صحابیت اُنکی کے اور انکار احقیت خلافت اُنکی کے جو ثابت ہے بالاجماع اور منجملۂ ضروریات
دین سے ہے پس انکار اسکا موجب کفر ہے بخلاف سب صحابۂ اخرا کے اور قول توبہ اُسکی میں اختلاف ہے صحیح اور
محقق عند الحنفیہ یہ ہے کہ توبہ اُسکی مقبول ہے وللتفصیل محل آخر جواب سوال ششم سماع مزامیر حرام ہے قال
فی البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قصب ونحوہ حرام لقولہ علیہ السلام استماع الملاہی معصیۃ والجلوس علیہا
فسق انتہی اور حضرت مولانا جامی کا سننا راقم کی نظر سے نہیں گذرا البتہ بہ نسبت حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی کے
یہ امر صحیح ہے اور اختیار کرنا انکا امر غیر مشروع کو کسی نیت صالحہ اور ضرورت ملجیہ پر مبنی ہوگا سوائے حسن ظن کے اور
کوئی امر بہ نسبت ان اکابر کے ہملوگ نہیں کر سکتے قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر المختار ومن ذلک ضرب
النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ انتہی وہذا یفید ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ بعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من
المشتغل بہا حل تارۃ وحرم اخرے باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین یقصدون بسماعہا
امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار انتہی جواب سوال ہفتم خلفاء اثنا عشر جنکا
ذکر احادیث صحیحہ میں وارد ہے اُنمیں بہت اختلاف ہے تفصیل اور تحقیق اُس کی موجب تطویل ہے مجمل یہ ہے کہ
اس خلافت کیلیے پانچ شرطیں بالاجماع ثابت ہیں ایک اُنمیں سے عادل ہونا ہے کما قال فی شرح المواقف یجب
ان یکون عدلا فی الظاہر لئلا یجوز فان الفاسق ربما یصرف الاموال فی اغراض نفسہ فیضیع الحقوق عاقلا لیصلح للتصرفات
الشرعیۃ والملکیۃ بالغا لقصور عقل الصبی ذکرا لان النساء ناقصات عقل ودین حرا لئلا یشغلہ خدمۃ السید فہذہ الصفات
شروط معتبرۃ فی الامامۃ بالاجماع انتہی مختصرا پس یزید ابن معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ علیہ ما یستحقہ اصلا ان میں سے
نہیں ہے اسواسطے کہ فاسق معلن اور ظالم ہونا اُسکا متواتر ثابت ہے پس منجملہ اُن خلفاء کے جنمیں عدالت شرط
ہے کیونکر ہو سکتا ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عہدی الظالمین

انتہی جواب سوال ہشتم تفصیل عقائد فرقہ نیچریہ کی معلوم نہیں جس پر حکم حتمی مسئلہ کا مرتب ہو لیکن اگر عقائد میں انکے کوئی امر موجب کفر ہے تو وہ فرقہ کافر ہے اور اقتدا انکا اصلا صحیح نہیں اور اگر ایسا نہیں تو وہ لوگ مسلمان ہیں اور اقتدا انکی صحیح ہے البتہ باعتبار شہرت کے تو عقائد انکے مخالف اسلام ہیں جب سائل تفصیل عقائد ان کے کی بیان کرے تو حکم حتمی کیا جائے جواب سوال نہم من تشبہ بقوم فہو منہم عبادات اور معاملات دونوں میں مدار ہے تخصیص احدہما کی نہیں البتہ قصد تشبہ ہوتا اور مشابہت امر مذموم میں ہونا معتبر ہے کما قال فی رد المحتار ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما یقصد بہ التشبہ لا مطلقا انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین ان مسائل میں سوال اول ایصال ثواب قرآن مجید یا درود شریف کا اموات ہی پر منحصر ہے یا زندہ پر بھی پہونچ سکتا ہے اور حضرت خضر اور حضرت الیاس پر کہ اہل ارواح میں سے ہیں علی نبینا و علیہ الصلاۃ والسلام فاتحہ پڑھے تو درست ہوگا یا نہیں سوال دوم ہلدی جب زمین سے نکالی جاتی ہے تو کسی چیز میں مثل گھاس کے اول ایکبار خفیف جوش دیتے ہیں بعد ازاں خشک کر کے فروخت کرتے ہیں بعض بلاد میں سرگین مخلوط کر کے جوش دیتے ہیں استعمال اس کا کیسے ہو سکتا ہے بعض لوگ یمن رد پانی میں تر رکھتے ہیں پھر استعمال میں لاتے ہیں سوال سوم اگر کوئی شخص کسی عورت سے برضامندی بلا وکالت وشہادت بقدر مہر ادا کر کے مجامعت کرے تو یہ نکاح ہے یا زنا اور اس پر حد چاہیے یا نہیں سوال چہارم جمعہ میں بعد ادائے فرض جمعہ چہار رکعت بہ نیت فرض ظہر کس ملک میں پڑھنی اولی ہے اور احتیاط کی وجوہ کیا ہیں سوال پنجم زبان انگریزی کس وجہ سے حرام ہے اور زبان ہنود حرام ہے یا نہیں سوال ششم کوئی شخص مسجد میں معتکف ہو اور نصف یا ربع مسجد میں خیمہ نصب کرے اور بقیہ مسجد میں جماعت ہو تو درست ہے یا نہیں سوال ہفتم امام کے واسطے وسط مسجد چاہیے یا وسط جماعت، سوال ہشتم چلتی ریل میں نماز درست ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول ایصال ثواب اعمال صالحہ کا مثل تلاوت قرآن شریف وغیرہ کے اموات پر منحصر نہیں احیا کو بھی پہونچ سکتا ہے قال فی الدر المختار ان لکل من اتی بعبادۃ ما لہ جعل ثوابہا لغیرہ انتہی قال فی رد المحتار لغیرہ ای من الاحیاء والاموات بحر عن البدائع انتہی اور حضرت خضر اور الیاس پر بھی ثواب فاتحہ بھیجا ہو سکتا ہے جواب سوال دوم استعمال ہلدی کا جائز ہے اسلیے کہ یہ یقین نہیں ہے کہ یہ ہلدی وہی ہے جو سرگین میں جوش دیگئی ہے البتہ اگر یہ امر یقین ہو گا تو استعمال اسوقت جائز نہ ہو گا قال فی الدیات وفی الحاویۃ قال ابو حفص البخاری من شک فی انائہ او ثوبہ او بدنہ اصابتہ نجاسۃ اولا فہو طاہر مالم یستیقن وکذا السمن والجبن والاطعمۃ التی یتخذہا اہل الشرک والبطالۃ انتہی بقدر الحاجت

اور جب یہ متیقن ہو کہ یہ ہلدی نجاست میں جوش دیگئی ہے تو پانی میں تر رکھنے سے پاک نہیں ہو سکتی قال فی الخانیۃ اذا صب الطباخ فی القدر مکان الخل خمرا غلطا فالکل نجس لا یطہر ابدا و کذا الحنطۃ اذا طبخت فی الخمر لا تطہر ابدا انتہی۔ **جواب سوال** سوم اور نکاح بغیر شہود کے صحیح نہیں شرط صحت نکاح شہود ہیں پس ایسا نکاح بلا شہود زنا ہے لیکن حد اس پر نہیں ہے قال فی الدر المختار و شرط حضور شاہدین حرین مکلفین سامعین قولہما معا علی الاصح انتہی و قال ایضا او وطی فی نکاح بغیر شہود لا حد لشبہۃ العقد انتہی **جواب سوال** چہارم بعد ادائے جمعہ کے جو فرض احتیاطی پڑھتے ہیں اسکی وجوہ احتیاط چند ہیں اول اختلاف تعریف مصر میں دوم شرطیت حضوری سلطان یا نائب اسکے میں سیوم اختلاف تعداد اور وحدت جمعہ میں پس جمیع بلاد ہندوستان میں پڑھنا اسکا احتیاطا اولی ہے قال فی شرح المنیۃ الاولی ہو الاحتیاط لان الخلاف فی جواز التعدد و عدمہ قوی و کون الصحیح الجواز للضرورۃ للفتوی لا یمنع شرعیۃ الاحتیاط للتقوی انتہی و نقل المقدسی عن المحیط کل موضع وقع الشک فی کونہ مصرا ینبغی لہم ان یصلوا بعد الجمعۃ اربعا بنیۃ الظہر احتیاطا انتہی **جواب سوال** پنجم اور حرمت زبان انگریزی کی بجہت اختلاط اور مناسبت کے ساتھ اہل زبان کے ہے اور نیز بوجہ مناسبت کے تیرگی باطن میں موثر ہے چنانچہ یہ امر مشاہد ہے اور زبان ہنود کا بھی یہی حال ہے پس سیکھنا ان دونوں زبانوں کا کسی مصلحت دینی کیواسطے اگر ہو اور قباحتوں سے اجتناب رہے تو جائز ہے والا ممنوع ہے **جواب سوال** ششم اور معتکف کو مسجد میں خیمہ کھڑا کرنا اسطور پر کہ حرج نماز و جماعت میں نہو جائز ہے چنانچہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کیواسطے مسجد میں حجرہ بوریئے یا کپڑے وغیرہ کا بنایا جاتا تھا عن عائشۃ رضی اللہ تعالے عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد ان یعتکف صلی الفجر ثم دخل فی معتکفہ رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ کذا فی المشکوۃ قال الشیخ فی ترجمتہ و مراد بمعتکف آن حجرہ ایست کہ از حصیر در مسجد بندند آن برائے اعتکاف او میساختند چنانچہ در حدیث صحیح آمدہ است انتہی **جواب سوال** ہفتم اور امام راتب کیلیے وسط مسجد میں کھڑا ہونا چاہیے قال فی رد المحتار فی معراج الدرایۃ الاصح ما روی عن ابی حنیفۃ انہ قال اکرہ للامام ان یقوم بین الساریتین او زاویۃ او ناحیۃ المسجد او الی ساریۃ لانہ بخلاف عمل الامۃ و فیہ ایضا السنۃ ان یقوم الامام ازاء وسط الصف الا تری ان المحاریب ما نصبت الا وسط المساجد و ہی قد عینت لمقام الامام و فی التتارخانیۃ و یکرہ ان یقوم فی غیر المحراب الا لضرورۃ و مقتضاہ ان الامام لو ترک المحراب و قام فی غیرہ یکرہ و لو کان قیامہ وسط الصف لانہ خلاف عمل الامۃ و ہو ظاہر فی الامام الراتب دون غیرہ و المنفرد انتہی **جواب سوال** ہشتم اور چلتی ریل میں نماز فرض بضرورت جائز ہے اور بلا ضرورت جائز نہیں فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین مبین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر زید قرآن شریف اسطرح ترتیب دیکر چھپوائے کہ جسقدر کلام الٰہی ایک امر سے متعلق ہیں یا متحد المعنے ہیں وہ کل ایک جگہ جمع کرے مثلا حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ذکر جو اکثر جگہ قرآن مجید میں آیا ہے وہ سب ایک مقام پر لکھا جائے اور امر و نواہی سب ایک مقام پر اور امر و نواہی بھی اسطرح کہ فرائض روزانہ یعنی احکام نماز ایک جگہ اور فرائض سالیانہ یعنی احکام حج و زکوٰۃ و صوم سب ایک مقام پر اور کل قصص و واقعات زمانہ ایک جگہ اور کل انبیاء علیہم السلام کے اذکار ایک مقام پر خوف و رجا ذکر حساب کتاب و قیامت و صبر و توکل سزا و جزا و عدہ و وعید علی ہذا القیاس اور جسقدر اذکار ربانی اور آیات قرآنی بیانات صدر سے متعلق ہوں بانکے مفہوم میں خلل ہو سکیں وہ مطالب نہایت کوشش کے ساتھ معنے کے لحاظ سے زید ایک جگہ جمع کرے اور مقصود اس فعل کا یہ ہو کہ بندگان خدا کی آسانی میں وسعت دیجاوے یعنی جسوقت کوئی شخص حال یا حکم بتمامہ دیکھنا چاہے تو آسانی سے فوراً اسکی انتہا کو پہونچ سکے تاکہ احکام دین میں آگاہی ہر مسلمان کو بآسانی حاصل ہو اور زید ہر مقام پر اس بات کا خیال رکھے کہ کہیں عبارت میں بے ربطی یا معنے میں گنجلک نہ واقع ہو یعنی فصاحت مضامین اور ربط عبارت میں سرمو فرق ہو الغرض محال اگر کسی مقام پر اس نظم سے کچھ ہرج واقع ہوتا ہو اُس جگہ کو خاص اسی حالت میں بدستور رہنے دے اس حالت میں زید عند اللہ ماجور و عند الناس مشکور ہوگا یا معتوب و گنہگار اسکا جواب کل علماء اسلام عنایت فرمائیں کہ یہ انکا فرض ہے اور جو کچھ جواب تحریر فرماویں وہ باسناد نص قرآنی یا بروایات احادیث صحیح متفق علیہ ہو کہ جسپر جمہور کا اتفاق بھی ہو۔ المستفتی طالب حق۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترتیب آیات و سور قرآن شریف اور تقدم و تاخر اُسکا اجماعی و متواتر ہے نزدیک محققین اہل سنت والجماعت کے بدل کرنا اُسکا اپنے محل سے اور ترتیب دینا بنہج آخر اصلاً جائز نہیں اور اگر موافق بیان سائل کے آیات اور مضامین قرآن شریف میں ترتیب دیجائے تو بالضرور اختلال نظم اور بے ضبطی کلام الٰہی میں لازم آئیگی کما لایخفی علی المتبصر یہ امر خلاف اجماع موجب اختلال نظم متواتر کیونکر جائز ہو قال الامام السیوطی فی تفسیر الاتقان لاخلاف ان کل ما ہو من القرآن یجب ان یکون متواترا فی اصلہ واجزائہ واما فی محلہ و وضعہ و ترتیبہ فکذلک عند محققی اہل السنۃ للقطع بان العادۃ تقضی بالتواتر فی تفاصیل مثلہ لان ہذا المعجز العظیم الذی ہو اصل الدین القویم والصراط المستقیم مما تتوفر الدواعی علی نقل جملہ وتفاصیلہ انتہے فقط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین کہ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو اولیاء اللہ دارباب قلوب را برائے ترقی ذوق و شوق گاہ گاہ جائز است یا نہ و مجوز چنیں سماع حکم کفر است یا اسلام و در شریعت محمدیہ برائے اہل اللہ صوفیہ کرام چشتیہ سندے و دلیلے برجواز چنیں سماع است یا نہ بینوا بالصواب توجروا یوم الحساب

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا افضل الصلوٰۃ والتحیۃ شنیدن غنا بمزامیر و آلات لہو حرام است کما قال

فی الدر المختار ناقلا عن البزازیہ استماع صوت الملاہی کضرب قضیب ونحوہ حرام لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام استماع الملاہی
معصیۃ والجلوس علیہا فسق والتلذذ بہا کفر ای بالنعمۃ انتہی مختصرا و فی موضع اخر دلت المسئلۃ علی ان الملاہی کلہا حرام
انتہی اما حرمت آں لعینہ نیست بلکہ لغیرہ است پس در محلیکہ وجہ حرمت آں منتفی باشد در آنجا حکم حرمتش نمیتواں کرد بلکہ در
صورت یقین انتفاء وجہ حرمت حکم اباحت نمودہ خواہد شد چنانکہ در طبل غزاۃ وسحور وضرب نوبۃ للتنبیہ کما قال فی الدر المختار
ایضا ومن ذلک ضرب النوبۃ للتفاخر فلو للتنبیہ فلا باس بہ کما اذا ضرب فی ثلاثۃ اوقات لتذکیر ثلاثۃ نفخات الصور لمناسبۃ
بینہما انتہی بقدر الحاجۃ و در صورت احتمال انتفاء وجہ حرمت حکم حتمی حرمت یا اباحت نمیتواں کرد چنانکہ در اہل اللہ وفقرا
پس کسانیکہ از اہل اللہ نفوس شان مطمئنہ شدہ باشند واز اغراض نفسانی واغوائے واتباع شیطانی فارغ ومبری بودہ
باشند پس سماع ایشاں را بوجہ متحقق بودن علت حرمت کہ لہو ولعب است جائز خواہد شد خواہ از خاندان عالیشان
چشت اہل بہشت باشند یا غیر رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کما قال العلامۃ الشامی علی قول الدر المختار المذکور آنفا فیما قبل و
فی البیہ ان آلۃ اللہو لیست محرمۃ لعینہا بل لقصد اللہو منہا اما من سامعہا او من المشتغل بہا و بہ تشعر الاضافۃ الا تری
ان ضرب تلک الآلۃ بعینہا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ والامور بمقاصدہا وفیہ دلیل لساداتنا الصوفیۃ الذین
یقصدون بہا امورا ہم اعلم بہا فلا یبادر المعترض بالانکار کیلا یحرم برکتہم فانہم السادۃ الاخیار امدنا اللہ تعالی
بامداداتہم واعاد علینا من صالح دعواتہم وبرکاتہم انتہی و آنانکہ ہنوز بمرتبۂ اطمینان نرسیدہ باشند و دامن قصد شان از لوث
لہو ولعب پاک نگردیدہ ونظافت ایشان از گرد اتباع مقتضیات نفس و ہوی انجلا نیافتہ اگرچہ بظاہر بزمرۂ دراویش
وحلقۂ فقرا شمردہ شدہ باشند شنیدن غنا بمزامیر ومشغول بودن شان بآلات لہو جائز نیست حرام است کما لا یستر الناس
نقل فی الشامیۃ عن الملتقی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ کرہ رفع الصوت عند قراءۃ القرآن والجنازۃ والزحف
والتذکیر فما ظنک بہ عند الغناء الذی یسمونہ وجدا ومحبۃ فانہ مکروہ لا اصل لہ فی الدین قال الشارح زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ
متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد علیہ والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک انتہی مختصرا وفی العالمگیریہ عن التیمیۃ سئل
الحلوانی عمن سموا انفسہم بالصوفیۃ فاختصوا بنوع لبسۃ واشتغلوا باللہو والرقص وادعوا لانفسہم منزلۃ فقال افتروا علی اللہ
کذبا قال رح السماع والقول والرقص الذی یفعلہ المتصوفۃ فی زماننا حرام لا یجوز القصد الیہ والجلوس علیہ وہو والغناء
والمزامیر سواء وجوز اہل التصوف واحتجوا بفعل المشائخ من قبلہم قال وعندی ان ما یفعلونہ غیر ما یفعلہ ہؤلاء فان فی
زمانہم ربما ینشد واحد شعرا فیہ معنی یوافق احوالہم فیوافقہ ومن کان لہ قلب رقیق اذا سمع کلمۃ توافقہ علی امر ہو فیہ ربما
یغشی علی عقلہ فیقوم من غیر اختیار ویخرج حرکات عنہ من غیر اختیارہ وذلک مما لا یستبعد ان یکون جائزا مما لا یؤاخذ بہ
ولا یظن بالمشائخ انہم فعلوا مثل ما یفعل اہل زماننا من اہل الفسق والذین لا علم لہم باحکام الشرع وانما
یتمسک بافعال اہل الدین کذا فی جواہر الفتاوی انتہی وبر حرمت ایں چنیں غنا علماء حنفیہ اتفاق کردہ اند واستماعش

مورث نفاق و باعث فسق فساق گفته اند فی الدر المختار قال ابن مسعود صوت اللهو و الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت
الماء النبات انتهی و مجوزین و مرتکبین او از متبعین هوی اند هیچ حجتے و سندے بجز قول تقلید ظاهری مشائخ متقدمین و
اقتدائے صوری اکابر ماضیین رضوان اللہ تعالیٰ علیهم اجمعین بدست خود ندارند و فعل اوشان اولاً از ادلہ شرعیہ
نبوده که مفید اباحت یا استحباب گردد و ثانیاً احوال اهل سماع این زمان همچو حال اوشان نبوده که بر آن قیاس کرده
شود و کما مر عن العالمگیریة و بر مجوزین او حکم کفر نمیتوان کرد واللہ سبحانہ اعلم بالصواب و علمہ اتم و اکمل۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال) چه میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین اندرین مسئله که شنیدن سماع با مزامیر مثل ستار و طنبور و سارنگی و ڈھولک و طبله بر آن کلمه سبحان اللہ و دیگر کلمات تحسین ازین قسم گفتن و آیات قرآنی و کلمهٔ طیبه بر مزامیر یا بے مزامیر سرایاندن و در عرائس بزرگان رقص زنان با مردان کنانیدن و برائے استماع نغمه وضو کردن و اعتقاد حضور ارواح و کلمات اذان اراده داشتن و طواف مزار بزرگان نمودن و بوسه دادن بر آن و چراغان بر مزارها نمودن و مثل رقص و سماع اعراس باراده باریابی رفتن و در آنجا مؤدب دو زانو نشستن در شرع شریف جائز است یا نه اگر ... است در کدام منهی عنه داخل است و حال سامعان این چنین سماع و قائلان این چنین کلمات و معتقدان این ... و رونده گان در آنها و راضیان بر آنها و مؤدبان و طلبیان این طور جلسه ها چیست بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شنیدن ... سماع با مزامیر حرام است لقوله علیه السلام کل لهو المسلم حرام الا ثلثة ملاعبته مع اهله و تادیبه لفرسه و مناضلته بقوسه ... و قال محشیه العلامة الشامی والاطلاق شامل لنفس الفعل و استماعه کالرقص والسخریة والتصفیق و ضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها کلها مکروهة لانها زی الکفار انتهی
بقدر الحاجة انتهی و مراد از کراهت تحریم است که در اجتناب حکم حرمت دارد و اطلاق حرمت بر آن همچو اطلاق فرض است بر واجب و قال فی التاتارخانیة و لو قیل هل یجوز استماع لهم فقال ان کان سماع القرآن و المواعظ فیجوز و یستحب و ان کان سماع غناء فهو حرام لان التغنی و استماع الغناء حرام اجمع علیه العلماء و بالغوا فیه و فی فتاوی اهل سمرقند صوت الملاهی کالضرب بالقضیب و غیرها ذلک حرام من الملاهی قال علیه السلام هی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر و هذا خرج علی وجه التشدید لتعظیم الذنب انتهی مگر بعضے فقها تغنی و ضرب دف که جلاجل ندارد برائے اعلان نکاح و روز عید جائز داشته اند اگر بقصد لهو نباشد کما فی التاتارخانیة و العالمگیریة و ذکر اللہ و تسبیح بر حرام و لهو گفتن موجب کفر است و همچنین آیت بر مزامیر و بے مزامیر سرود و قال فی التاتارخانیة نقلا عن الظهیریة و اتفاق است که اگر قدح میگرد و بسم اللہ گوید و بخورد کافر گردد و همچنین وقت مباشرت زنا و قمار

کعبتین بگیرد و گوید بسم اللہ کافر گردد بحکم استخفاف برنام خدائے عزوجل قال العلی القاری ناقلا عنہ وکذلک اذا قال
وقت قمار کعبتین بسم اللہ کفر انتہی ولا یخفی ان معناہ وقت قمار الشطرنج بل وقت لعبہ ولو من غیر قمار انتہی وفی الملا
من قرء القرآن علی ضرب الدف والقضیب یکفر قلت ویقرب منہ ضرب الدف والقضیب مع ذکر اللہ ونعت
المصطفیٰ وکذا التصفیق علی الذکر انتہی و رقص زنان و یامردان فساق بالاجماع حرام است کما ینظہر مما تلوناہ و
شنیدن سماع و وضو کردن و امید حصول کمالات بآن داشتن مشعر است از اعتقاد افضلیت کہ مزیتے دارد بر
اعتقاد حلت و ہر گاہ کہ معتقد حلت را بعضے فاسق و بعضے کافر گفتہ معتقد افضلیت را بدرجۂ اولیٰ ہمیں حکم است
قال فی الدر المختار ناقلا عن شرح الوہبانیہ ومن یستحل الرقص قالوا بکفرہ ولا سیما بالدف لہو ومزمر قال محشیہ العلامۃ
الشامی وقد نقل فی البزازیۃ عن القرطبی اجماع الائمۃ علی حرمۃ الغناء وضرب القضیب والرقص ورایت فتوی شیخ الاسلام
جلال الدین الکرمانی ان مستحل ہذا الرقص کافر وتمامہ فی شرح الوہبانیہ ونقل عن التمہید انہ فاسق لا کافر انتہی و جائے
دیگر گفتہ زاد فی الجوہرۃ وما یفعلہ متصوفۃ زماننا حرام لا یجوز القصد والجلوس الیہ ومن قبلہم لم یفعل کذلک وما نقل
انہ علیہ السلام سمع الشعر لم یدل علی اباحۃ الغناء ویجوز حملہ علی الشعر المباح المشتمل علی الحکمۃ والوعظ وحدیث تواجدہ
علیہ السلام لم یصح وکان النصیرآبادی یسمع فعوتب فقال انہ خیر من الغیبۃ فقیل لہ ہیہات بل زلۃ السماع شر من
کذا وکذا سنۃ یغتاب الناس وقال السری شرط الواجد والحاصل انہ لا رخصۃ فی زماننا لان الجنید رحمۃ اللہ علیہ تاب
عن السماع فی زمانہ انتہی مختصرا و طواف مزار بزرگان جائز نیست لان الطواف من مخصوصات الکعبۃ قال فی
الکافی فان من طاف حول مسجد سوی الکعبۃ یخشی علیہ الکفر ہر گاہ کہ مسجد محل عبادت الٰہی است طواف آن بخوف
کفر میرساند مزار بزرگان کہ مدفن بزرگان است طوافش اگر بکفر رساند عجب نیست و بوسہ دادن قبر نیز جائز نیست
قال فی عالمگیریۃ ولا یمسح القبر ولا یقبل فان ذلک من عادۃ النصاری و چراغان بر مزار نمودن بدون غرض صحیح
اسراف و ناجائز است و چون محل سماع فسق است رفتن دراں جا بارادہ اصلا جائز نیست و اگر بلا ارادہ مبتلا گردد
گریز و اجتناب ضروریست قال فی الدر المختار قالوا وجب کل الواجب ان یجتنب کیلا یسمع لما روی انہ علیہ السلام ادخل
اصبعہ الشریف فی اذنہ عند سماعہ انتہی و سامعان سماع و قاعدان محافلش و روندگان و راضیان بران ہمہ
فساق و مرتکب محرمات و مکروہات اند کما ہو الظاہر علی الفقیہ المتدین واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں — الجواب صحیح محمد سعد اللہ

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس باب میں کہ مصافحہ بعد نماز فجر یا عصر یا غیرہا کے جیسے کہ بعض ملکوں میں فیما بین مومنین مروج ہوگیا اس کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مصافحہ بلاتعین ایک وقت سوا دوسرے وقت کے جائز ہے یعنی جس وقت جس نماز کے بعد چاہے مصافحہ کرے کما فی الدر المختار فی باب الاستبراء کالمصافحۃ ای کما تجوز المصافحۃ لانہا سنۃ قدیمۃ متواترۃ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من صافح اخاہ المسلم وحرک یدہ تناثرت ذنوبہ واطلاق المصنف تبعا للدرر والکنز والوقایۃ والنقایۃ والمجمع والملتقی وغیرہا یفید جوازہا مطلقًا ولو بعد العصر انتہی لقید الحاجۃ فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ اول آنکہ معانقہ عیدین کہ دراصل بنا بر اظہار زیادت محبت ودوستی بے تخصیص یافتہ جائز است یا نہ وسند جوازش قول شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ترجمہ حدیث ایوب بن بشیر در مشکوۃ شریف است خواہد شد یا نہ وقول مذکور این است ازینجا معلوم گردید کہ معانقہ در غیر حال قدوم از سفر نیز آمدہ است واز برائے اظہار محبت وعنایت انتہی دوم آنکہ جم غفیر مسلمین وجمہور مؤمنین در اکثر بلاد این تخصیص را سلفًا بعد سلف مجموع علیہ ومعمول کردہ می آیند بموجب ما رآہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن این عمل مجوزہ بدعت مباحہ حسنہ خواہد شد یا منکر از بدعت مذمومہ سیئہ سوم آنکہ از مسلمین در این حدیث علی العموم جمیع عوام المسلمین از علمائے وقت ومشائخ واکابر وعام مؤمنین مراد اند یا فقط خاص خلفائے راشدین وائمہ مجتہدین مقصود است چہارم آنکہ تحقیق حکم مصافحہ بعد از نماز فجر یا عصر نزد حنفیان در جواز وعدم جواز چیست وتمسک بجوازش قول قوی کہ در حاشیہ طحطاوی متعلق کتاب الحظر والاباحۃ منقول است خواہد شد یا نہ بینوا مستندا بالکتاب وتوجروا من الوہاب فقط

الجواب اللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول ودوم

معانقہ عیدین کہ بنا بر زیادہ محبت وتودد مسلمانان آن را رواج دادہ اند جائز ومباح است وسند جوازش قول عامہ فقہا است قال فی التاتارخانیۃ ناقلا عن الملتقطۃ ولیس بالعناق والتقبیل باس وہذا من المخیل وفیہ ایضا وقال ابو یوسف لا باس بالتقبیل والمعانقۃ فی ازار واحد وان کان المعانقۃ فوق قمیص او جبۃ او کانت القبلۃ علی وجہ المبرۃ دون الشہوۃ جاز عند الکل انتہی وقال فی فتاوی الرحمانی ناقلا عن شرعۃ الاسلام وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی اللہ تعالی عنہم ورضوا عنہ اذا تلاقوا تعانقوا واذا تفرقوا تصافحوا انتہی وقال فی الکافی فی المعانقۃ علی وجہ الکراہۃ جائزۃ والخلاف فیما اذا لم یکن غیر ازار اما اذا کان قمیص او جبۃ فلا باس بہ بالاجماع وہو الصحیح وفی الزیلعی وکان اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلون ذلک انتہی وہکذا فی عامۃ کتب الفقہ وبالجملہ جواز معانقہ کہ از روایات فقہا ثابت است عام از آنکہ بہ تخصیص وقت باشد یا بے تخصیص وبرائے قادم از سفر باشد یا حاضر وطن خود وجا وقتیکہ مثمر باشد تالیف قلوب وزیادۃ تودد را وقول شیخ عبد الحق رحمۃ اللہ علیہ

نیز سندے واثق است برائے جواز آن واطباق صلحائے امت از عرب وعجم بفحوائے ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ
حسن مؤید دیگر است برین مدعا ومراد از مسلمین در حدیث مذکور مطلقا مسلمانان اند خلفائے راشدین باشند یا
ائمہ مجتہدین یا دیگر علماء وصلحاء دین چنانکہ از لام تعریف کہ بر صیغۂ جمع قلت داخل است بر اہل بصیرت مخفی نیست
آرے بقرائن اہل تخصیص علماء واہل تفقہ وتدین ضروری است چہ فعل فساق وسفہا حجت وحسن نتواند شد واکثری
از فقہاء مثلاً صاحب ہدایہ ودر مختار وتاتارخانیہ وغیرہ تعامل صلحاء امت را حجت گرفتہ اند باعث طوالت جواب
واعتماد بر انصاف وفہم ماہرین کتب مذکورہ نقل اقوال گذاشتم وحق آنکہ قول امام نووی در جواز مصافحہ بعد العصر
والفجر نزد حنفیہ مقبول ومستند صاحب در مختار واکثر اصحاب متون است کما فی رد المحتار وغیرہ من حواشیہ وانچہ
علامہ شامی محشی در المحتار درانیجا استدراکی باستناد قول ملتقط وابن حاج مالکی مے نمایند التفات را نشاید
زیرا کہ ہر دو قول منقولش محتمل بحلی است کہ بدان منافی قول نووی نمی اند معہذا قول صاحب ملتقط وابن حاج
مالکی مقابلۂ اینقدر اصحاب متون کہ بعضے از آنہا از بعضے طبقات مجتہدین اند وجلالت شان وامام نووی نمی
توان کرد وقطع نظر ازین ہمہ غایت اینقدر است کہ روایت در جواز وعدم مختلف است مفتی را باید کہ بقوۃ
دلیل وجلالت قائل ترجیح یکے بدہد نہ آنکہ مطلقا حکم حرمت وکراہت بکند وظاہر است کہ مجوز آن مطلقا تمام
متون ودر بعضی طبقات مجتہدین داخل وامام نووی شافعی بایشان ساعد وشریک است برین تقدیر ترجیح
جواز ثابت است وما بعد الحق الا الضلال واللہ سبحانہ اعلم بحقیقۃ الحال وعلمہ اتم علی وجہ الکمال۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کفاروں کے میلہ میں مثل دسہرہ ہولی دوالی ونہان
گنگا وہردوار وغیرہ کے مسلمانوں کو جانا اور شریک ہونا بغرض سیر وتماشا یا بغرض بیع وشرا کے جائز ہے
یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز کے گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ اور اصرار دونوں پر کیا ہے اور نیز مسلمانونکو ان
مجامع میں جن کو جاہلوں نے ہر شہر وقریہ میں بنام نہاد کربلا یا بیربہوڑا یا اور کسی کے نام سے مقرر کیا ہے اور
اُن میں باندی لوگ اور رنڈیاں اور تعزیہ ساز اور تعزیہ پرست اور پتنگ باز وغیرہ تماشبین از قسم فساق و
کفار جمع ہوتے ہیں جانا جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز گناہ صغیرہ یا کبیرہ ناپاک پانی کا سنگھاڑا
پیدا ہوا یا مچھلی کہانا حلال ہے یا نہیں سانڈ جس کو ہندو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں اس کو مسلمان بلا اجازت
مالک کے پکڑ کے یا حاکم وقت اسکو پکڑوا کر بھیڑ یا اسکو ذبح کرنا اور کہانا حلال ہے یا نہیں بینڈا جو ہندو بتوں
بت پر چڑہایا اور اس کا کان کاٹ دیا اسکو پجاری نے مسلمان کے ہاتھ بیچڈالا یہ بیع صحیح ہے یا نہیں اور
لڑکیوں کا سر منڈانا اور انکو ٹوپی اُڑہانا اور انگرکہ پہنانا تا عدم بلوغ جائز ہے یا غیر جائز اور در صورت غیر جائز

[illegible]

گناہ صغیرہ یا کبیرہ اور یہ عبارت من کثر سواد قوم فہو منہم کونسی کتاب میں ہے راوی کا نام مع تصدیق صحت یا عدم صحت تحریر فرمانا چاہیے ان سوالوں کے جوابات بروایت فقہ اور احادیث صحیحہ بدلائل واضحہ بیان فرماؤ ثواب پاؤ۔ جس کے ہاتھ منہ تک نہ جاتے ہوں بعلت سختی ہڈی کے یا مقطوع ہوں یا خارش کے آبلہ ہاتھوں میں بکثرت ہوں اور دوسرا مددگار نہو وہ شخص کس طرح استنجا وضو کرے اور نماز کیونکر پڑھے زید محتاج کو حاکم وقت نے کسی علت سے قید کیا اس کی زوجہ محتاج ہے اور کوئی قرض نہیں دیتا اور نہ حاکم اس کو اسکے زوج کے ساتھ قید خانہ میں رکھتا ہے اسکو نفقہ کھانے ملیگا اور تفریق نکاح اس صورت میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جانا کفار کے میلوں میں واسطے سیر و تماشے یا خرید و فروخت کے حرام ہے موجب کفر نہیں اگرچہ بعضی روایات سے بحسب ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ جانا مجامع کفار کو مطلقاً موجب کفر ہے مگر عند التامل ظاہر ہے کہ بقصد تعظیم رسم کفار اور موافقت مع الکفار فی رسومہم والتشبہ بہم موجب کفر ہے اور واسطے کسی غرض اپنی کے یا واسطے سیر و تماشے کے موجب کفر نہیں حرام ہے قال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر ناقلا عن التتمۃ ومن خرج الی السدۃ ای مجمع اہل الکفر فی یوم النیروز کفر لان فیہ اعلان الکفر وکانہ اعانہم علیہ یعنی جو شخص طرف مجمع اہل کفر کے اور نوروز کے نکلا کافر ہوگا اسواسطے کہ اس میں اعلان کفر کا ہے اور گویا اس نے اعانت کی کافروں کی اوپر کفر کے کذا فی التاتارخانیہ والعالمگیریہ والفتاوی رحمانی وغیرہ من کتب الفقہ وقال فی التاتارخانیہ ناقلا عن دستور القضاۃ وعلی ہذا الخروج الی اللعب الذی یدعی ہولی والموافقۃ معہم یلزم ان یکون کفرا وکذا الخروج الی اللعب کفرۃ الہنود فی الیوم الذی یدعوہ اہل الکفر بدوالی وتزیین البقور والافراس والذہاب بہا الی دور الاغنیاء یلزم ان یکون کفرا اور مقصود ان سب روایتوں سے یہ ہے کہ جانا مجامع میں بقصد موافقت کفار و اعلان کفر و تعظیم و اختیار رسومہم موجب کفر کا ہے اور یہ تاویل بھی جانبی ہے روایت عالمگیری سے ویکفر بخروجہ الی نیروز المجوس لموافقتہ معہم فیما یفعلون فی ذلک الیوم یعنی کافر ہوگا مسلمان بسبب نکلنے کے طرف نیروز مجوس کے نکلنا جو واسطے موافقت کافروں کے ہے بیچ افعال انکے کے اور بھی یہ حکم سمجھے جاتے ہیں روایت تاتارخانی اور زیلعی و درمختار وغیرہ سے ولو اشتری فیہ مالم یشترہ قبلہ ان اراد تعظیمہ کفر وان اراد الاکل والشرب والتنعم لا یکفر یعنی اگر خریدا کسی نے دن میلہ کافروں کے وہ چیز جو پہلے نہیں خریدتا تھا اگر واسطے تعظیم عید کفار خریدا تو کافر ہوگا اور اگر بارادہ کھانے پینے چین کرنے کے خریدا ہے تو نہیں کافر ہوگا اور ظاہر ہے کہ خریدنے میں کھانے کے واسطے بھی موافقت مع الکفار ہے مگر فقط اس موافقت سے کافر نہیں ہوتا جب تک قصد تعظیم اور موافقت نہو اور حاصل یہ ہے کہ جانا مجامع کفار میں بقصد تعظیم رسم کفر اور موافقت مع الکفار ہے تو موجب کفر کا اور واسطے سیر و تماشے کے حرام ہے اسواسطے کہ سیر و تماشا بغرض صحیح شرعی کے حرام ہے چہ جائیکہ متضمن ہو اعانت

زیادہ مجمع کفار اور تکثیر سواد پر اور اسیطرح بیع و شرا انکے میلوں سے اسلئے کہ مستلزم ہے ترویج رسم کفر کو قال اللہ تعالیٰ
وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان اور جانا مجامع اہل فسق کو کہ سراسر فسق وفجور پر ہوتے ہیں حرام
ہے جب تک کوئی بات شرک کی نہ کریگا کافر نہیں کہہ سکتے اور معنے صغیرہ و کبیرہ میں روایات مختلف ہیں بعضی روایات
میں جانا واسطے سیر و تماشے کے یا بیع و شرے کے گناہ صغیرہ ہے اور بعضی روایات پر گناہ کبیرہ ہے اور خفیف جانکر ایسا
کرنا صغیرہ کا ہو یا کبیرہ دونوں موجب کفر ہیں ہکذا فی حواشیہ عقائد النسفیۃ للعصمۃ وقال فی الخلاصۃ رجل یرتکب صغیرۃ
فقال لہ تب فقال المرتکب ای شئ فعلت حتی احتاج الی التوبۃ کفر انتہی اور اصرار کرنا اوپر صغیرہ کے مفضی الی الکفر ہے
قال زمخشری فی الکشاف ناقلا عن ابن عباسؓ لا صغیرۃ مع الاصرار ولا کبیرۃ مع الاستغفار انتہی ہکذا فی العقائد
النسفیۃ وقال العلی القاری فی شرحہ للفقہ الاکبر الاصرار علی الکبیرۃ کفر حقیقی انتہی اور سر منڈوانا لڑکیوں کا واسطے مصلحت
بال سیاہ نکلنے کے اور سخت ہونیکے اولیای نبات کو جائز ہے جب تک مصلحت متحقق ہو اسواسطے کہ وقت ضرورت
اور مصلحت کے بڑی عورت کو بال سر کے دور کرنا جائز ہے قال فی العالمگیریۃ ولو حلقت المرأۃ راسہا فعلت لوجع
اصابہا لا باس بہ وان فعلت ذلک تشبہا بالرجال فہو مکروہ وقال ایضا مجنونۃ اصابہا الاذی فی راسہا ولا ولی لہا
فمن حلق شعرہا فہو محسن جس شخص کے ہاتھ کسی عذر سے منہ تک نہیں جا سکتے یا کٹے ہوئے ہیں اور وضو کرانیوالا میسر
نہیں اسکو وقت وضو کے اعضاء وضو کو پانی میں ڈبو لینا کفایت کرتا ہے اسواسطے فرض وضو جو غسل تھا حاصل ہوا
اور دلک اعضای جو موقوف ہے اوپر ترقی اور درست ہونے ہاتھوں کے مستحب ہے نہ فرض اور استنجا اس سے ساقط ہے
قال فی العالمگیریۃ لو شلت یدہ الیسری ولا یقدر ان یستنجی بہا ان لم یجد من یستنجیہ سقط عنہ الاستنجاء وان قدر علی الماء الجاری
یستنجی بیدہ الیمنی انتہی اور اگر خارش کے آبلہ وغیرہ ہاتھوں میں بکثرت ہیں اور اس سبب پانی کا استعمال نہیں کرسکتا تیمم
کرے قال فی الدر المختار لو فی اعضاء وضوئہ شقاق غسلہ ان قدر والا مسحہ والا ترکہ ولو فی یدہ ولا یقدر علی الماء تیمم اور
ہاتھوں میں آبلہ ہونا یا سختی ہونا مانع نماز سے نہیں اگر رکوع و سجود کر سکتا ہے کرے اور اگر نہیں کر سکتا ہے باشارہ اسکے
رکوع و سجود ادا کرے ہکذا فی عامۃ کتب الفقہ اور زید محتاج کو جو حاکم وقت نے قید کیا ہے اس صورت میں نفقہ
زوجہ زید کا نہیں ساقط ہے علی اصح الروایات پس اگر اسکو قرض نہیں ملتا ہو کسب کرے اور اگر توانائی کسب نہیں رکھتی
تو ہر روز کے واسطے سوال کرے بامر قاضی اور بعد چھوٹنے زید کے جسقدر کسب کرکے یا بھیک مانگ کے کھایا ہے
زید سے طلب کرے اور بسبب نہ پہنچنے نفقہ کے تفریق نہیں ہو سکتی قال فی الدر المختار ولا یفرق بینہما بعجزہ عنہا ولا
بعدم ایفائہ حقہا ولو موسرا و بعد الفرض بامر القاضی بالاستدانۃ علیہ انتہی قال محشیہ العلامۃ الشامی فی قضاء الحاوی
الزاہدی فان المحبوس لیستدین عنہ علیہ انکسبت وانفقت وجعلتہ دینا علیہ بامر القاضی ان لم تقدر علی الاکتساب لہا السؤال
الیوم لیومہا وتجعل ما سئولہا دینا علیہ ایضا انتہی اور من کثر سواد قوم فہو منہم حدیث ہے امام جلال الدین سیوطی نے جمع الجوامع

میں نقل کی ہے اور درمختار میں بھی کتاب القصاص میں نقل ہے انتہی واللہ سبحانہ اعلم بالصواب فقط
العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

سوالات متعددہ یہ چند سوالات علماء دیندار کی خدمت میں مرسل ہیں انکا جواب ارشاد ہو کہ اجر پاؤ۔
سوال ۱ عقیقہ کب تک کرنا مستحب ہے **جواب** عقیقہ ساتویں دن بعضے فقہاء حنفیہ کے نزدیک مستحب ہے اور بعضوں کے نزدیک مباح ہے اور بعد سات دن کے کوئی روایت حنفیہ سے دیکھی نہیں **سوال ۲** اور یہ جو کتاب جامع المناقب میں لکھا ہے کہ عقیقہ بائیس روز کے بعد کرنا ناروا ہے اور ذابح عقیقہ کا کافر اور ذبیحہ مردار ہے یہ مسئلہ صحیح ہے یا غلط **جواب** ذبیحہ کا مردار ہونا اور ذابح کا کافر ہونا غلط ہے **سوال ۳** انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء کرام کو سوائے قبر کے حاضر و ناظر جانکر پکارنا بطور استمداد یا باین نظر کہ وہ سنتے ہیں جو جگہ انکو پکارے جائز ہے یا نہیں **جواب** حاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جانکر کسی کو سوا اللہ تعالےٰ کے پکارنا جائز نہیں۔ **سوال ۴** یا رسول اللہ یا علی یا غوث الاعظم دستگیر اٹھتے بیٹھتے بجائے یا اللہ کے کہنا بنظر استمداد یا بطور محاورہ عادت کے جائز ہے یا نہیں **جواب** نفس ندا میں ممانعت نہیں اگر بطور عادت یا تبرک ہو اور بطرز استعانت اگر مستقل اعانت میں نہیں سمجھتا اور احتمال کرتا ہے کہ عجب نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انکو استطاعت دی ہے اور میری مدد انکی بیڑی میں ہے تو یہ جائز ہے **سوال ۵** قبر پختہ بنانا انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی اور گنبد اٹھانا درست ہے یا نہیں **جواب** بعض روایت فقہا سے جواز سمجھا جاتا ہے واسطے امتیاز کے اور قبور سے **سوال ۶** شفاعت باذن یعنی جب جناب سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوگا تب شفیع ہونگے یا شب معراج اذن شفاعت کا ہوگیا **جواب** اذن شفاعت کا حضرت کو ہوگیا ہے اور پھر بھی قیامت کو ہوگا بہرحال شفاعت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قطعی ہے **سوال ۷** اغنیاء کو نذر اللہ کھانا درست ہے یا نہیں **جواب** گوشت ذبیحہ نذر اللہ کا کھانا اغنیاء کو درست ہے مثل اضحیہ کے اور سوا ذبیحہ اور نذر اللہ مصرف وہ لوگ ہیں جو مصرف زکوٰۃ کے ہیں **سوال ۸** نذر او رمنت اولیا اور انبیاء کی کرنا جائز ہے یا نہیں **جواب** نذر اور منت سوا اللہ تعالےٰ کے کسی کی ماننا جائز نہیں نذر اللہ کی مانیں ثواب کسی نبی یا ولی کو پہنچادیں تو جائز ہے **سوال ۹** تقبیل ابہامین اذان میں وقت سننے اشہد ان محمد رسول اللہ کے سنت ہے یا مستحب **جواب** تقبیل ابہامین کو بعضے فقہا نے مستحب لکھا ہے جامع الرموز میں اور کنز العباد میں روایت مذکور ہے **سوال ۱۰** فاتحہ قبل از طعام یعنی قبل کھانے کے جائز ہے یا نہیں **جواب** فاتحہ پڑھنی اور دعا مانگنی قبل کھانے کے مضائقہ نہیں مگر سنت اور مستحب نہ سمجھو **سوال ۱۱** حدیث جو باب فاتحہ مرسوم میں نقل کرتے ہیں صحیح ہے یا موضوع **جواب** کوئی حدیث فاتحہ مرسوم میں صحیح دیکھی نہیں **سوال ۱۲** دونوں خطبوں کے درمیان میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں **جواب** خطبتین میں ہاتھ اٹھانا اور

دعا مانگنا مذہب صاحبین میں درست ہے اور مذہب امام ابوحنیفہؒ پر درست نہیں **سوال ۱۳** اغثنی اور امددنی بقضاء
حاجتی یا احمد کا پڑھنا چاہیے یا نہیں **جواب** بطور عمل بدون لحاظ معنے کے جائز ہے اور بلحاظ معنے جب درست
ہے جو استقلال امانت نہیں سمجھتا **سوال ۱۴** پنجشنبہ کو روحیں گھر میں آتی ہیں یا نہیں **جواب** روحوں کا آنا
کبھی کبھی اور پنجشنبہ کو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں ایک روایت سے نقل کیا ہے **سوال ۱۵** ارواح گھر میں
کب تک آتی ہیں **جواب** کچھ ثابت نہیں کب تک آتی ہیں **سوال ۱۶** شیرینی اور کھانے وغیرہ پر جو فاتحہ مرسوم
کسی بزرگ کی ارواح کی جو کیا کرتے ہیں تو روح اس بزرگ کی اس شیرینی اور کھانے پر آتی ہے یا نہیں **جواب**
روح کا آنا شیرینی اور کھانے پر ثابت نہیں **سوال ۱۷** انعقاد مجلس حسنین رضی اللہ عنہما کا درست ہے یا نہیں
جواب مجلس میں ذکر سچا سچا حضرت حسنین رضی اللہ عنہما جائز ہے بشرطیکہ اس کے کبھی بدعت راگ وغیرہ کا ارتکاب نہو
سوال ۱۸ لفظ علیہ السلام سوائے انبیاء کے کسی کو چاہیے **جواب** لفظ سلام کا سوائے انبیاء کے اور ملائکہ
کے واسطے بولنا مکروہ ہے مگر بطور تابعیت نبی **سوال ۱۹** وقت پڑھنے اشہد ان محمدا رسول اللہ کے تصور جناب
مبارک سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا جائز ہے یا نہیں **جواب** اگر کوئی کرے تو خلاف شرع نہیں مگر سنت اور
مستحب نہیں **سوال ۲۰** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں **جواب** صلوۃ غوثیہ کا پڑھنا بطور عمل کے قباحت
نہیں مگر کوئی شرک عقائد مشرکیہ ملائے تو اسکو ناجائز ہے **سوال ۲۱** تیجہ اور دسویں اور چہلم کا اجتماع جائز ہے
یا نہیں **جواب** اجتماع بہ رسم چہلم وغیرہ جائز ہے **سوال ۲۲** یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کا پڑھنا درست ہے
یا نہیں **جواب** بطور عمل درست ہے **سوال ۲۳** قبر میں مٹی کی ڈلی تین مرتبہ قل ہو اللہ یا کلمہ پڑھ کے جو رکھتے
ہیں ثابت ہے یا نہیں **جواب** مٹی قبر پر پڑھکر رکھنا ثابت نہیں ہوا **سوال ۲۴** میت کے ساتھ قبر تک غلہ
یا کھانا بھجوانا درست ہے یا نہیں **جواب** خیرات کرنا جائز ہے خواہ ساتھ میت کے ہو یا علیحدہ ہو **سوال ۲۵**
بعد ختم کلام مجید کے تراویح سنت ہے یا نہیں **جواب** بعضوں کے نزدیک سنت رہتی ہے اور بعضوں کے
نزدیک سنت نہیں رہتی **سوال ۲۶** ڈھولک وغیرہ پر راگ سننا کیسا ہے آیا جائز ہے یا حرام **جواب** ڈھولک
وغیرہ کے ساتھ راگ سننا حرام ہے **سوال ۲۷** روزہ میں استنجا کرے اور گوز آجاوے تو روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں
جواب روزہ فاسد نہیں ہوتا واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں۔

سوال۔ اطفال مومنین معصوم ہستند یا نہ **الجواب** عصمت مصطلحہ اہل کلام کہ عبارت از عدم امکان
معصیت از متصف بدانست نزد اہل سنت والجماعت خاصہ انبیاء علیہم السلام است و عصمت لغوی یعنی محفوظ
بودن از خطا وغیرہ ومحفوظ بودن و بیان در اطفال مومنین موجود و بدین معنی اطلاق آن بر اطفال مومنین معیوب نیست فقط

سوال مچھلی اور سنگھاڑے بحس پانی کے کھانا حلال ہے یا نہیں **جواب** مچھلی بحس پانی کی کھانا حلال ہے قال فی الدر المختار ولا یحل حیوان مائی الا السمک الذی مات بآفۃ ولو متولدا فی ماء نجس اور اسی روایت سے ظاہر ہے کہ سنگھاڑا نجس پانی کا بھی جائز ہے اور بھی تاتارخانیہ اور عالمگیری وغیرہ میں مذکور ہے کہ مری ہوئی مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اور مری ہوئی بکری کے تھن سے جو دودھ نکلے اُسکا کھانا جائز ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نجاست پانی کی مانع حلت سنگھاڑے کی نہیں اور جزئیہ بھی حلت سنگھاڑیکا کہیں دیکھا تھا اسوقت نظر میں نہیں آتا فقط واللہ اعلم وعلمہ اتم

العبد النجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ سلطان روم خلد اللہ ملکہ خلیفہ اور امام المسلمین ہے یا نہیں اگر ہے تو زید معترض ہے کہ خلافت میں شرط قریشی ہونیکی ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے الائمۃ من قریش والناس تبع لقریش فی ہذا الشان ولا یزال ہذا الامر فی قریش ما بقی منہم اثنان وان ہذا الامر فی قریش لا یعادیہم احد الا اکبہ اللہ علی وجہہ ما اقاموا الدین حالانکہ سلطان روم قریشی نہیں پس کیونکر اُنکو خلیفہ کہتے ہیں ماورائے این اگر سلطان خلیفہ ہیں تو کیوں نام نامی اُنکا موافق شرع شریف کے بروز جمعہ وعیدین خطبہ میں ملک ہند اور دیگر الملک میں نہیں پڑھا جاتا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

سلطان روم ایدہ اللہ تعالٰی لنصرۃ الدین بلاشبہ خلیفہ ہیں اور امام مسلمین ہیں اور وہ جو معترض نے بعض احادیث سے یہ ثابت کیا ہے کہ امام و خلیفہ میں قریشی ہونا شرط ہے جواب اُسکا یہ ہے کہ فی الواقع یہ احادیث صحیح ہیں اور موافق اسکے قریشیت بلکہ بمقتضائے بعض احادیث اخر کے اجتہاد و عدالت و ذکورت اور شجاعت وغیرہ بھی شرط ہیں خلیفہ میں لیکن معنے اشتراط کے یہ ہیں کہ خلیفہ حقیقی اور مستحق امامت وہ ہے جو جامع اس شرائط کا ہو اور کبھی غیر مستحق بھی اس منصب کو لیلیتا ہے اور مؤمنین کو بضرورت دفع فتنہ کے تسلیم کرنیکا حکم کیا جاتا ہے اور باصطلاح شرع اُسکو خلیفہ اور امام کہا جاتا ہے تو ایسے خلیفہ میں تحقق شرط قریشیت وغیرہ ضروری نہیں ہے قال العلامۃ ابن الہمام فی مسایرۃ ثبت عقد الامامۃ اما باستخلاف خلیفۃ ایاہ کما فعل ابو بکر رضی اللہ تعالٰی عنہ واما ببیعۃ جماعۃ من العلماء او من اہل الرای والتدبیر انتہی ثم قال بعد ذلک لو تعذر وجود العلم والعدالۃ فیمن تصدی للامامۃ وکان فی صرفہ عنہا اثارۃ الفتن والاختلاف والنزاعات بین المسلمین ولہذا حکمنا بانعقاد امامۃ کیلا یکون کمن یبنی قصرا ویہدم مصرا اذا تغلب آخر علی المتغلب وقعد مکانہ انعزل الاول وصار الثانی اماما ویجب طاعۃ الامام عادلا کان او جائرا اذا لم یخالف الشرع فقد علم انہ یصیر اماما بثلاثۃ امور لکن الثالث فی امام المتغلب وان لم یکن فیہ شروط الامامۃ وقد یکون بالتغلب مع المبایعۃ وہو الواقع فی سلاطین الزمان نصرہم الرحمان انتہی نقلا عن الشامی وقال فی شرح العقائد النسفیۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ ثم یصیر ملکا عضوضا والمراد الخلافۃ الکاملۃ

وہی الخلافۃ الحقیقۃ فلا ینافی ذلک تسمیۃ الائمۃ من اہل الحل والعقد وبعض من بعدہم خلیفۃ ولا ما ذکرہ الفقہاء من انہ یجوز اطلاق خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی السلطان انتہی اور یہ جو کہا کہ اگر سلطان خلیفہ ہیں تو نام انکا خطبہ میں کیوں نہیں پڑھا جاتا تو جواب اسکا یہ ہے کہ خطبہ میں پڑھنا نام خلیفہ کا واسطے دعا کے فرض یا واجب یا سنت نہیں بلکہ مستحب بھی نہیں فقط ایک امر جائز ہے کما قال فی الدر المختار ویندب ذکر الخلفاء الراشدین بالتعیین لا الدعاء للسلطان وجوزہ القہستانی پس علماء ہند نے اس جائز امر کو نہیں اختیار کیا اس سے خلافت میں نقصان نہیں آتا اور ملک عرب میں اور مصر اور شام اور روم وغیرہ میں خطبوں میں انکا نام پڑھا جاتا ہے اور دعا واسطے انکے کیجاتی ہے فقط ہذا ما ظہر لی فی الجواب واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مرض چیچک کے واسطے ٹیکا لگانا قبل چیچک نکلنے کے کہ قبل مرض کے علاج کرنا ہے جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو ٹیکا لگانا بموجب رواج کے کہ ایک کا پانی یا پیپ لیکر دوسرے کے جسم میں لگانے میں جائز ہے یا نہیں

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ٹیکا لگانا واسطے دفع مرض چیچک کے جائز ہے اگرچہ یہ علاج قبل مرض کے ہے لیکن علاج میں واقع ہونا مرض کا ضروری نہیں بحفظ صحت اور دفع مرض آیندہ کا بھی علاج کیا جاتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہا استعمال ادویہ مسہلہ قبل وقوع مرض کے فرمایا ہے کما لا یخفی اور امر بھی فرمایا ہے کما روی ابن ماجۃ عن ابراہیم ابن ابی عبلۃ عن عبد اللہ ابن حرام یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بالسناء والسنوت فان فیہما شفاء من کل داء الا السام الحدیث وقال فی زاد المعاد قواعد طب الابدان ثلثۃ حفظ الصحۃ والحمیۃ عن المؤذی واستفراغ المواد الفاسدۃ انتہی باقی رہا یہ امر کہ لگانا پانی یا پیپ کا جو نجس ہے دوسرے کے بدن کو واسطے علاج کے جائز ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ جائز ہے قال فی رد المحتار اذا سال الدم من انف انسان ولا ینقطع حتی یخشی علیہ الموت انہ لو کتب فاتحۃ الکتاب او الاخلاص بذلک الدم علی جبہتہ ینقطع فلا یرخص لہ فیہ وقیل یرخص کما رخص فی شرب الخمر للعطشان واکل المیتۃ فی المخمصۃ وہو الفتوی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ حضرت خضر علی نبینا وعلیہ السلام کا ذکر جو قرآن مجید میں آیا ہے وہ زندہ ہیں یا نہیں اور بعض اولیاء اللہ تعالیٰ نے بعض مقام پر مثل حضرت غوث الثقلین وغیرہم کے ملاقات کی ہے بلکہ لڑی حقیقۃ و ریحان وہ ہے سے خاک پاچکد شتی کی پاک ہے یا نہیں بعض اہل علم کہتے ہیں کہ خاک پاچکد شتی سوختہ

کی خشک پاک ہے بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی ورنہ ہر نجاست سوختہ کی خاک پاک ہو جاوے جیسے انسان یا خنزیر کی
انکی نجاست بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی عورت اگر مرد کی طرح اور مرد عورت کیطرح اگر تشہد میں بیٹھے تو نماز درست
ہوگی یا نہیں بعض لوگ مراتب حدیث کے کوئی تفرقہ دونوں میں نہیں کرتے زکوٰۃ نوشیر واجب ہے یا نہیں کفلد
سے جو نیکیاں ہوتی ہیں انکا بدلہ دنیا میں حق تعالےٰ انکو دیگا یا آخرت میں بقدر اس کے تخفیف عذاب ہوجاویگی
نکاح میں یہ شرط کرنا کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر بجانے دونگا حتی کہ والدین کے گھر کی بھی شرط کرلی
اور اسپر والدین منکوحہ کے راضی بھی ہوگئے آیا نکاح صحیح ہو یا فاسد اور شرط عند القاضی معتبر ہوگی یا نہیں اور عند اللہ
کیا حکم ہے جو حوض دہ دردہ سے کم ہو اور پانی کل کا نیچے جنبہ کا جو دریا سے اُس میں آتا ہے اکثر اوقات باوجود
بھر جانے کے بھی جنبہ جاری رہتا ہو تو اُس کا کیا حکم ہے ہر وقت پانی پاک جاری کا حکم ہے یا وقت جاری ہونیکے
پانی پاک اور وقت رک جانیکے ناپاکی سے ناپاک ہو جاویگا فقط اور ایسی حوض میں جو کوئی غسل کرے تو وہ پانی
مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول

حضرت خضر علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام جنکا ذکر قرآن شریف میں ہے زندہ ہیں اور اکثر اولیاء اللہ تعالےٰ کی ملاقات
اُنسے منقول ہے اور فوائد کثیرہ وابرکات لعلم کو اُن سے حاصل ہوئے قال فی تفسیر روح البیان تحت قولہ تعالےٰ فوجدا
عبدا من عبادنا الآیۃ الجمہور علی ان الخضر وعلی انہ نبی غیر مرسل وفی تفسیر البغوی اربعۃ من الانبیاء احیاء الی یوم البعث
اثنان فی الارض الخضر والیاس واثنان فی السماء ادریس وعیسیٰ علیہ السلام وقال الہروی ان الخضر قد جاء النبی علیہ السلام
مرلرا وناقد علیہ السلام ولکان حیا لاتی فلا تبع وقرح الروایۃ بعدہ انتہی وقال ایضا اختلفوا فی حیاتہ والاکثر علی
انہ موجود بین اظہرنا وہذا متفق علیہ الصوفیۃ لان حکایاتہم انہم رآوہ فی المواضع الشریفۃ وکلموہ اکثر من ان یحصی نقلہ
الشیخ الاکبر فی الفتوحات المکیۃ وابو طالب المکی فی قوت والحکیم الترمذی فی نوادرہ وغیر ذلک من المحققین من سادات الامۃ
الذین لا یتصور اجتماعہم علی الکذب والافتراء انتہی مختصرا جواب سوال دوم خاک یا کوئی شی کی بلکہ جمیع نجاسات کی مختلف
فیہ ہے صحیح مفتی بہ یہ ہے کہ پاک ہے خواہ خشک ہو یا تر قال فی شرح المنیۃ ولو احرقت العذرۃ او الروث فصار کل منہما
رمادا او مات الحمار فی المملحۃ وکذا ان وقع بعد موتہ وکذا الکلب والخنزیر لو وقع فیہا فصار ملحا زالت نجاستہ
وطہر عند محمد خلافا لابی یوسف واکثر المشائخ اختاروا قول محمد وعلیہ الفتوی فعلم ان الحکم عند محمد عدم فساد البیر لو وقع
ذلک الرماد فیہا انتہی مختصرا اور ظاہر ہو گیا کہ یہ قول کسی شخص کا کہ خاک انسان یا خنزیر کی بعد تر ہونیکے طاہر نہیں رہتی خلاف
مفتی بہ اور غلط ہے۔ جواب سوال سوم اگر عورت مرد کیطرح اور مرد عورت کیطرح حلسہ تشہد میں بیٹھے تو نماز بکراہت
درست ہوگی اسواسطے کہ یہ حلیہ تشہد کا خاص واسطے ہر ایک کے مرد وعورت میں بخوف منع بعد شرع منقول ہے

نماز میں کراہت ہو گی قال فی شرح المنیۃ فاذا رفع المصلی راسہ من السجدۃ الثانیۃ فی الرکعۃ الثانیۃ افترش رجلہ الیسری وجلس علیہا ونصب رجلہ الیمنی نصبا ووجہ اصابعہ ای اصابع رجلہ الیمنی نحو القبلۃ ہذہ کیفیۃ القعود المسنون فی القعدتین عندنا وعند مالک التورک کما قلنا فی المرأۃ انتہی وقال ایضا ویقعد فی القعدۃ الاخیرۃ مثل ما قعد فی القعدۃ الاولی والمرأۃ تقعد علی الیتہا الیسری فی القعدتین الاولی والاخیرۃ وتخرج کلا رجلیہا من الجانب الایمن انتہی وقال فی التلویح ترک السنۃ المؤکدۃ قریب من الحرام انتہی جواب سوال چہارم زکوۃ نوٹ پر واجب ہے اس لئے کہ نوٹ منجملہ عروض تجارت ہیں اور عروض تجارت پر بشرائط زکوۃ زکوۃ واجب ہے قال فی الدر المختار وفی عروض التجارۃ قیمۃ نصاب [illegible] انتہی جواب سوال پنجم کفار جو اعمال خیر کرتے ہیں اوس کا بدلہ دنیا میں ہے نہ آخرۃ میں بلکہ اعمال اُنکے بالکل حبوط اور ضائع ہوتے ہیں قال اللہ سبحانہ تعالیٰ اولئک الذین حبطت اعمالہم فی الدنیا والآخرۃ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان حبطت اعمالہم التی کانوا یستحقون بہا الاجر ولو قارنت الایمان مثل الانفاق فی وجوہ الخیر وصلۃ الرحم وغیر ذلک ای ضاعت وبطلت بالکلیۃ ولم یترتب علیہا اثر فی الدنیا والآخرۃ انتہی جواب سوال ششم حسب نکاح میں مثلا یہ شرط کی کہ بعد عقد کے اپنی زوجہ کو اپنے گھر سے باہر نجانے دونگا یہ نکاح صحیح ہے اور شرط باطل ہے نزد القاضی اصلا معتبر نہو گی قال فی الدر المختار لا یبطل النکاح بالشرط الفاسد وانما یبطل الشرط دونہ یعنی لو عقد النکاح مع شرط فاسد لم یبطل النکاح بل الشرط انتہی جواب سوال ہفتم جو حوض وہ در دہ سے کم ہے اور اس میں جب سے پانی آتا ہے اور جاتا ہو تو وہ حوض وقت جاری ہونیکے پاک ہے اور حکم آب جاری کا رکھتا ہے اور جب آمد پانی کی موقوف ہو جاویگی تو حکم اس کا ماء راکد ہے نہ جاری کا اسوقت نجاست قلیل پڑنے سے نجس ہو جائے گا قال فی الدر المختار والحقوا بالجاری حوض الحمام لو الماء نازلا والغرف متدارک کحوض صغیر یدخلہ الماء من جانب ویخرج من آخر انتہی قال علیہ فی رد المحتار وکذا حوض غیر الحمام لان فی الظہیریۃ ذکر ہذا الحکم فی حوض اقل من عشر فی عشر انتہی اور اس حوض میں اگر کوئی غسل کرے تو بلاشبہ پانی اُس کا مستعمل طاہر غیر مطہر ہوگا واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال بسم اللہ العلی الاکبر ما قولکم ایہا العلماء الکرام رحمکم اللہ قرآن مقدس کا ترجمہ کرنا بدون نقل الفاظ نظم قرآن مقدس کے کسی زبان انگریزی ہو یا مرہٹی ہو یا سنسکرت بغرض اشاعت دین جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ترجمہ کرنا قرآن شریف کا کسی زبان میں بدون نقل نظم قرآن شریف کے نہیں جائز قال فی رد المحتار فی الفتح

عن الکافی ان اعتاد القرءة بالفارسیۃ اواراد ان یکتب مصحفا بہا یمنع وان فعل فی آیۃ وآیتین لا فان کتب القرآن وتفسیر کل حرف وترجمۃ جاز انتہی وقال ایضاً والظاہر ان الفارسیۃ غیر قید انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمار دین اور مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مثلاً کوئی شخص ظہر کی سنت کی دوسری رکعت پڑھتا ہوا ور فرض کیواسطے تکبیر کہے وہ شخص نماز توڑ کر شامل ہوجاوے اور دو رکعت پوری نکرے حکم از روے شرع کیا ہے مسئلہ ثانی بعد نماز فرض کوئی شخص یا چند اشخاص درود شریف پڑھتے ہوں اس طرح پر صلی اللہ وسلم علیک یارسول اللہ اس کے واسطے کیا حکم ہے درست ہے یا نادرست اور اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ کے سننے کے وقت انگوٹھوں کا چومنا اور آنکھ سے لگانا مستحب ہے یا نہیں حدیث اس کی ضعیف ہے یا موضوع چومنے والوں کو بدعتی کہنا درست ہے یا نہیں گنہگار اس کا کہنے والا ہوتا ہے یا نہیں اور درود شریف مذکور کے کہنے والیکو مشرک اگر کوئی کہے اس کا کیا حکم ہے اور کھڑا ہونا وقت ذکر ولادت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو شخص سنت ظہر پڑھتا ہو اور امام نماز ظہر بجماعت شروع کرے تو سنت ظہر پڑھنے والے کو چاہیے کہ چاروں رکعت سنت پوری کرے اور سنت کو نہ قطع کرے اور نہ دو رکعت پڑھکر سلام پھیرے اور اگر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے گا تو جب بھی مضائقہ نہیں قال فی الدر المختار والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتمہ رکعتین وکذا سنۃ الظہر وسنۃ الجمعۃ اذا اقیمت او خطب الامام یتمہا اربعا علی القول الراجح انتہی اور درود شریف صلی اللہ وسلم علیک یارسول اللہ پڑھنا درست ہے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا وقت کہنے موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ مستحب ہے قال فی رد المحتار یستحب ان یقال عند سماع الاولی من الشہادۃ صلی اللہ علیک یارسول اللہ وعند الثانیہ منہا قرۃ عینی بک یارسول اللہ ثم یقول اللہم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفر الابہامین علی العینین کذا فی کنز العباد وفی کتاب الفردوس من قبل ظفر ابہامیہ عند سماع اشہد ان محمد رسول اللہ فی الاذان انا قائدہ ومدخلہ فی صفوف الجنۃ وتمامہ فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنۃ للسخاوی انتہی مختصراً اور حدیث اس باب میں جو وارد ہے ضعیف ہے موضوع نہیں کما یظہر من تذکرۃ الموضوعات لمولانا محمد طاہر اور چومنے والیکو جو بدعتی کہتا ہے وہ شخص برا کرتا ہے اور اسی طرح درود شریف پڑھنے والیکو مشرک کہتا ہے بہت گنہگار ہوتا ہے اور کھڑا ہونا ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں واسطے تعظیم ذکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے درست ہے کما فی السیرۃ الحلبیۃ والسیرۃ الشامیۃ واللہ سبحانہ اعلم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمار دین اور مفتیان شرع متین اس صورت میں کہ ایک شخص کے یہاں مجلس میلاد ہی اوس نے اپنے احباب اہل اسلام کو بذریعہ فرد اسم الصلاح دی اور میثالی فرد پر یہ عبارت تھی (نمونہ نقل) الالتماس غریب خانہ پر بعد مغرب مجلس میلاد شریف ہے صاحبان ذیل حاضر مجلس شہنشاہ انبیا علیہ وعلی الالتحیۃ والثنا ہوکر سماعت ذکر مناقب و ولادت شریف وغیرہ سے فیض یاب ہوں ایک شخص نے اپنے نام پر یہ عبارت تحریر کی ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے آیا یہ شخص فاسق العقیدہ ہے یا نہیں اور فساد کس درجہ کا اور اس کے پیچھے اقتدا کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ یہ شخص فاسد العقیدہ ہے جو مجلس ذکر مناقب اور ذکر ولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتا ہے کہ ایسی مجلسوں میں اہل سنت نہیں آیا کرتے نعوذ باللہ سبحانہ منہا قال القاضی فی الشفار قال ابوابراہیم التجیبی واجب علی کل مسلم متی ذکرہ او ذکر عنوان یخضع ویخشع ویتوقر ویسکن من حرکتہ ویاخذنی ہیبتہ و اجلالہ بما کان یاخذ بنفسہ لوکان بین یدیہ ویتادب بما ادبنا اللہ بہ لیکن بحسب ظاہر حکم شرع کے یہ متعین نہیں کہ فساد کس درجہ کا ہے البتہ مبتدع ہونا اوس شخص کا متعین ہے اسیطرح مجرد اس کلام سے حکم عدم صحت اقتدا اس شخص کا نہیں کر سکتے نعم واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہٗ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمار دین ومفتیان شرع متین اندرین مسائل سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا بیٹی پر خواہ بیاہ ہو یا غیر شوہر دار دونوں پر برابر وبلافرق فرض ہے یا نہیں اور فرضیت اس کی کونسی دلیل شرعی سے ثابت ہے اس کو بتفصیل مع دلائل کے بیان فرمائے سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے یا نہیں اس کی فرضیت پر کیا دلیل ہے سوال سوم بیٹیوں پر بعد شوہر دار ہوجانے اون کے کے فرضیت اطاعت والدین کی اوپر سے بسبب فرضیت اطاعت شوہر انکے کے بالکل ساقط ہو جاتی ہے یا بعض باقی رہتی ہے اور بعض ساقط جوشق صحیح ہو اس کو توضیح تمام مع الدلیل ارقام فرمادیں سوال چہارم درصورت فرضیت اطاعت والدین وفرضیت اطاعت زوج عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے یا کم ومیں اور باپ وشوہر کے درجہ میں کیا تفاوت ہے اعلیٰ درجہ کس کا ہے سوال پنجم عاق کرنا والدین کا جو مشہور عوام جہلار میں ہو بیٹا وبیٹی دونوں پر موثر ہے یا صرف بیٹے ہی پر اور عاق کرنے کا اثر اس پر جو عاق کیا گیا ہے کیا مرتب ہوتا ہے سوال ششم فلاں زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو ایک امر جائز کی جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ اگر

تو میرے اس حکم کی تعمیل نکرے گی تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی میں تجھکو طلاق دیدونگا اور پدر سماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے اس طور پر روکتا ہو کہ منع کرتا ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی تو بسبب اس تیرے عقوق کے کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کا ہے تجھ سے نہایت ناراض ہونگا اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہونگا یا اس کا عکس یعنی باپ بطور مذکور حکم کرتا ہو اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا بہتر ہوگا یا طلاق شوہر سوال ہفتم بعد نکاح کر دینے دختر کے باپ چاہتا ہے کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر اور باپ کسیطرح محتاج اس سے خدمت لینے کا نہیں ہے اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کرالی تھی کہ دختر ہماری گھر میں رہے گی اور تمکو بھی یہیں رہنا پڑے گا تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین والدین کے گھر میں رہنا چاہئے یا باطاعت شوہر شوہر کے گھر اور یہ شرط مذکورہ باپ کا اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں فقط

سوال ہشتم عورت زیارت والدین و دیگر محارم میں محتاج اذن شوہر کی ہے یا نہیں سوال نہم عورت خلاف حکم مرضی اپنے زوج کے مکان شوہر سے بارادہ زیارت والدین کے مکان میں کہ مکان میں والدین کا اس کے محلہ مسکونہ میں ہو یا مثلاً دو کوس پر ہو یا اس سے بھی زیادہ دور ہو جا سکتی ہے یا نہیں اور اگر والدین عورت مذکورہ کے خواہش کریں کہ اپنی دختر سے اس کے شوہر کے مکان میں آکر ملاقات کریں تو شوہر کو حق منع کا ہے یا نہیں اور عورت خلاف حکم مرضی اپنے شوہر کے اپنے والدین کو مکان شوہر میں آنے دیسکتی ہے یا نہیں سوال دہم مثلاً پدر عورت خواہ ماں اس کی کوئی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہوئی اور ایسا ہی اس کا شوہر بھی مرض مہلک و قتال میں مبتلا ہو گئے اور سوائے عورت مذکورہ کے دونوں کا یعنی پدر و شوہر مذکورہ کا کوئی خبرگیراں اور خدمت کنندگان نہیں ہے اور اس وقت میں دونوں محتاج شدید خدمت کے ہیں اور ایسا بھی نہیں ہوسکتا ہے کہ دونوں کی خدمت اور خبرگیری اس سے انجام پاوے اگر باپ کی خدمت و خبرگیری کرتی ہے تو ترک خدمت و عدم خبرگیری شوہر کی لازم آتی ہے یا اس کا عکس تو اس صورت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے آیا ترک خدمت والدین خدمت شوہر کی کرنا چاہیے یا ترک خدمت شوہر خدمت والدین کی کرنا چاہیے بینوا بالقرآن واحادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم واستشہدوا باقوال العلماء الفحول فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول اطاعت والدین کی بیٹا اور بیٹی پر شوہردار ہو یا غیر شوہردار فرض ہے اور فرضیت اس کی

ثابت ہے نص قطعی سے قال اللہ سبحانہ تعالیٰ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا قال فی معالم التنزیل ای امر ربک واجب۔ قال فی روح البیان ای امر امرا مقطوعا بہ فاہم الواجبات بعد التوحید احسانہما انتہی وقال الخطیب فی السراج المنیر تحت قولہ تعالیٰ ووصینا الانسان بوالدیہ ای امرناہ ان یبرہما ویطیعہما ویقوم بہما انتہی اور احادیث کثیرہ بھی اس باب میں وارد ہیں فی المشکوٰۃ عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد رواہ الترمذی وعن ابی امامۃ ان رجلا قال یا رسول اللہ ما حق الوالدین علی ولدہما قال ہما جنتک ونارک رواہ ابن ماجہ انتہی لیکن اطاعت مخلوق میں خواہ والدین ہوں یا غیر ان کے یہ امر شرط ہے کہ معصیت الٰہی نہ ہو ورنہ معصیت الٰہی میں اطاعت کسی کی جائز نہیں فی المشکوٰۃ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السمع والطاعۃ علی المرء المسلم فیما احب وکرہ ما لم یؤمر بمعصیۃ فاذا امر بمعصیۃ فلا سمع ولا طاعۃ متفق علیہ وعن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا طاعۃ فی معصیۃ اللہ انما الطاعۃ فی المعروف متفق علیہ انتہی پس جب بیٹی شوہردار ہو جاتی ہے تو اطاعت شوہر اس پر فرض ہو جاتی ہے اس حالت میں اس پر اطاعت والدین کی ان امور میں جو مخالف اطاعت شوہر ہوں فرض کیا مباح بھی نہیں کما یجیئ مفصلا فی الاجوبۃ الآتیۃ فقط

جواب سوال دوم اطاعت شوہر کی زوجہ پر فرض ہے اور دلیل فرضیت اس کی اول آیات متعددہ منجملہ ان کے ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف وللرجال علیہن درجۃ قال الامام الرازی فی تفسیرہ فاعلم ان اللہ تعالیٰ لما بین انہ یجب ان یکون المقصود من المراجعۃ اصلاح حالہا لا ایصال الضرر الیہا بین ان لکل واحد من الزوجین حقا علی الآخر ان الزوج کالراعی والامیر والزوجۃ کالمامور والرعیۃ فیجب علی الزوج بسبب کونہ امیرا وراعیا ان یقوم بحقہا ومصالحہا ویجب علیہا فی مقابلۃ ذلک اظہار الانقیاد والطاعۃ للزوج انتہی مختصرا وفی التفسیرات الاحمدیۃ قولہ تعالیٰ ولہن مثل الذی علیہن بالمعروف ای ان لہ فی حقوق کل من الزوج والزوجۃ علی الآخر فحقوق الزوج علی الزوجۃ الخدمۃ والآداب وترک الاعراض علیہ والامتثال لاوامرہ بالکلیۃ والانقیاد لہ وترک المنع منہا من الوطی متی شاء وکیف شاء انتہی اور ثانیا احادیث کثیرہ صحیحہ منجملہ ان کے حدیث ترمذی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کنت آمرا احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا انتہی اور حدیث امام احمد جو مشکوٰۃ میں ہے لو کنت امرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجہا ... ان تنقل من جبل احمر الی جبل اسود ومن جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لہا ان تفعل ... حدیث بیہقی ... فی المشکوٰۃ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلثۃ لا یقبل اللہ لہم صلوٰۃ ولا یصعد لہم حسنۃ العبد الآبق حتی یرجع الی موالیہ فیضع یدہ فی ایدیہم والمرأۃ الساخط علیہا زوجہا والسکران حتی یصحو انتہی فقط

سوال سوم اولا عورت پر اطاعت والدین مطلقا فرض تھی اس کے بعد اطاعت شوہر بعد ...

فرض ہوئی والدلیل علیہما مر آنفا تو جن امروں میں اطاعت والدین منافی اطاعت شوہر ہوگی اُن امروں میں بمقتضائے
احادیث سابقہ وحدیث صحیح لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق کے اطاعت والدین ساقط ہوجائیگی اور باقی میں
باقی رہے گی قال الامام الغزالی فی الاحیاء النکاح نوع رق فہی رقیقۃ لہ فعلیہا طاعۃ الزوج مطلقا فی
کل ما طلب منہا فی نفسہا مما لا معصیۃ فیہ وقد ورد فی حق الزوج علیہا اخبار کثیرۃ قال صلی اللہ علیہ وسلم
ایما امرأۃ ماتت وزوجہا عنہا راض دخلت الجنۃ وکان رجل قد خرج الی سفر وعہد الی امرأتہ ان لا تنزل من
العلو الی السفل وکان ابوہا فی الاسفل فمرض فارسلت المرأۃ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تستاذن فی
النزول الی ابیہا فقال صلی اللہ علیہ وسلم اطیعی زوجک فمات فاستامرتہ فقال اطیعی زوجک فدفن ابوہا
فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخبرہا ان اللہ تعالی قد غفر لابیہا لطاعتہا لزوجہا انتہی وقال
امام الرازی فی التفسیر الکبیر واذا ثبت فضل الرجل علی المرأۃ ظہر ان المرأۃ کالاسیر العاجز فی ید الرجل
ولہذا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استوصوا بالنساء خیرا فانہن عندکم عوان انتہی جواب سوال چہارم
جن امروں میں اطاعت زوج کی اوپر زوجہ کے فرض ہے انمیں اطاعت شوہر مقدم ہے اوپر اطاعت
والدین کے نہ باقی امور میں کما ظہر من الاحادیث والروایات المذکورۃ السابقۃ فقط جواب سوال پنجم
عقوق اپسر اور دختر دونوں میں برابر ہوتا ہے اور معنی عقوق کے نافرمانی غیر معصیت میں اور ایذا
رسانی کے ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس
والیمین الغموس رواہ البخاری قال فی المرقاۃ عقوق الوالدین قطع صلتہما وقیل ہو ایذاء لا یتحمل مثلہ من
الولد عادۃ وقیل عقوقہما مخالفۃ امرہما فیما لم یکن معصیۃ انتہی اور اثر عقوق کا فاسق ہوجانا ہے عاق
کا جب تک کہ توبہ نکرے فقط جواب سوال ششم ایسی حالت میں عورت کو اطاعت اپنی شوہر کی لازم
ہے نہ اطاعت پدر کی کما ظہر من الاحادیث والروایات المنقولۃ آنفا اور اس حالت میں
نافرمانی پدر کی حق دختر میں عقوق شرعی نہیں ہے اسواسطیکہ نافرمانی شوہر کی معصیت ہے
اور حرام اور پدر اس کا امر کرتا ہے اس معصیت اور حرام کا پس معصیت میں اطاعت
والدین کی فرض کیا مباح بھی نہیں والدلیل علیہ قد مر اور ان جوابات سے جواب باقی چار سوالوں کا
بھی ظاہر ہو گیا یعنی جب اطاعت شوہر مقدم ہوگئی تو عورت کو باطاعت شوہر شوہر کے گھر رہنا چاہیئے
نہ والدین کے نہر اور نہ والدین کی اسنے گھر رکھنے کی نحو ہے عورت کو بلا اجازت شوہر کے
کسی محرم یا والدین کے زیارت نہیں جانیئے عورت بلا اجازت شوہر کے والدین کے مکان تک
بالاخانہ سے نیچے تک جاسہے والدین مریں کیوں نجائیں نہیں جاسکی اسیطرح والدین عورت کے

جواب سوال چہارم جواب سوال پنجم
جواب سوال ششم
جواب سوال ہفتم ہشتم نہم دہم

عورت سے بغیر مرضی شوہر کے ملاقات نہیں کرسکتی اور شوہر کو ملاقات والدین
سے مصلحت حق منع پہونچتا ہے اگر عورت باجازت شوہر والدین وشوہر دونوں کی خدمت کرسکتی ہے
تو فبہا ورنہ شوہر کی ہی خدمت کرے گی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ الجواب الجواب محمد عبد الغفار خان عفی عنہ

سوال۔ ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اندرینکہ خواندن انگریزی وآموختن آن وتعلیم کنانیدن اطفال خرد را
قواعد وضوابط زبان انگریزی بر اہل اسلام جائز است یا نہ بینوا بسند الکتاب توجروا عند اللہ تعالیٰ
یوم الجزاء والحساب فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خواندن انگریزی وآموختن آن مر مکلفین اہل اسلام را وہمچنین تعلیم کنانیدش اطفال مؤمنین را حرام است
زیراکہ خواندن وآموختن وممارست آں موجب مناسبت واختلاط ومورث مودت وارتباط است
با نصرانیان بلکہ مقصود اصلی خوانندگان وتعلیم کنانندگانش ہمیں است واختلاط با نصرانیان وارتباط با ایشان
وہمچنین موجبات واسباب آن حرام است واجتناب ودوری گزیدن تا بمقدور از آنان واجب است
بنصوص صریحہ واحادیث صحیحہ قال اللہ سبحانہ تعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون
من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال علیہ فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع
ولا یوجد علی مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والا
حتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم وزاد ذلک تشدیدا وتاکیدا بقولہ ولو کانوا آباءہم وبقولہ اولئک
کتب فی قلوبہم الایمان وبمقابلۃ قولہ اولئک حزب الشیطان بقولہ اولئک حزب اللہ فلا تجد شیئا ادخل
فی الاخلاص من موالاۃ اولیاء اللہ ومعاداۃ اعدائہ بل ہو الاخلاص بعینہ انتہی ودر محل دیگر حضرت حق سبحانہ
میفرماید یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم
فانہ منہم الآیۃ قال علیہ فی الکشاف لا تتخذوہم اولیاء تنصرونہم وتستنصرونہم وتؤاخونہم وتصافونہم
وتعاشرونہم معاشرۃ المؤمنین ثم علل النہی بقولہ بعضہم اولیاء بعض ای انما یوالی بعضہم بعضا لاتحاد ملتہم واجتما
عہم فی الکفر فما لمن دینہ خلاف دینہم ولموالاتہم ومن یتولہم منکم فانہ منہم من جملتہم وحکمہ حکمہم وہذا تغلیظ
من اللہ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ عنہ لابی موسیٰ الاشعری فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ
ولا تأمنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ وروی انہ قال لہ ابو موسیٰ لا قوام للبصرۃ الا بہ فقال

بات الغزالی والسلام یعنی ہب انہ تذہبات فالکنت تکون معاخذۃ فاصنع السابقۃ تفتن فیلیحو انتہی وہمچنین است
در تفسیر کبیر و نیشاپوری وغیرہ من کتب التفسیر قال بیضاوی لا تتخذ والیہود والنصاری اولیاء اے فلا تعتمدوا
علیہم ولا تعاشروہم معاشرۃ الاحباب بعضہم اولیاء بعض ایماء الی علۃ النہی فانہم متفقون علی خلافکم یوالی
بعضہم بعضا لاتحادہم فی الدین واجتماعہم علی مضادتکم ومن یتولہم منکم فانہ منہم ای من والاہم منکم فانہ
من جملتہم وہذا تشدید فی وجوب مجانبتہم کما قال علیہ السلام لا تترا اے ناراہما انتہی ودر مسلم الثبوت وغیرہ
من کتب الاصول مرقوم است کہ تحصیل اسباب واجب واجب است وتحصیل اسباب حرام حرام است کما قال او دری
تحصیل اسباب الواجب واجب وتحصیل اسباب الحرام حرام بالاجماع انتہی ودر احیاء العلوم میفرماید کہ انبساط ومعاشرت
ودستانہ از کافر حرام است ونصہ فالکافر ان کان محاربا فہو مستحق للقتل والاسر ولیس بعد ہذین الامرین اہانۃ
واما الذمی فانہ لا یجوز ایذاءہ الا بالاعراض عنہ والتحقیر لہ باضطرارہ الی اضیق الطریق وبترک المصافحۃ بالسلام
والکلام والکف عن مخالطتہ ومعاملتہ ومواکلتہ فاما الانبساط معہ والاسترسال الیہ کما یسترسل الی الاصدقاء فہو مکروہ
کراہۃ شدیدۃ یکاد ینتہی ما ینتہی منہ الی حد التحریم قال اللہ تعالے لا تجد قوما یؤمنون الخ وقال اللہ تعالے
لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء الخ وقال علیہ السلام المسلم والمشرک لا تتراءی ناراہما وانچہ بعض علماء
در فتوای خود منع لسید خواندن وآموختن زبان انگریزی کہ لسان سلطان وقت است بمقدار فہمیدن
گفتگوی انگریزان وقدرت فہمیدن نوشتۂ ایشان وبمقدار قوت کتابت قرطاس متعلقہ شان کہ امور
معاش تعلق قوی باں دارد بغیر آں نقصان مال وعزت است کہ اکثر کار وبار سر رشتۂ انگریزان بران
موقوف است کہ انگریزان باغیر انگریزی زبان بحقارت مخاطب می شوند ودر بارگاہ خود بار نمیدہند
یا بہ نیت مقابلہ قسیسین ودر بیانان او شان دربارہ اثبات حقیت دین اسلام جائز ومباح است
جواب بعض اینکہ اولا این امر اصلا صحیح نیست کہ بغیر دانستن انگریزی نقصان مال وعزت است ہزاران
کس درین بلاد نا آشناے محض اند از انگریزی وہیچ نقصان مال وعزت شان نیست واین امر ظاہر
وعیان است ومن ادعی فعلیہ البیان ثانیا علی التسلیم احتمال نقصان مال وعزت مجوز اختیار اسباب اختلاط
ومودت با کفار نمیتواند شد حاطب ابن بلتعہ رضی اللہ تعالے عنہ کہ از اصحاب جلیل القدر ومہاجر واز
اصحاب بدر بودند اہل وعیال شان در مکہ معظمہ کہ در آن وقت دار الحرب بود ولقبضۂ کفار گرفتار
بودند وصحابی موصوف بتوقع محافظت وعدم تعرض کفار باہل وعیال واموال خود شان رسم مراسلت
مکتوب باہل مکہ نمودہ بودند بحضرت حق در آیۃ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء الآیۃ نہی بلیغ از رسوم مودت وموجبات مودت کفار فرمود وپس نقصان مال وعزت بلکہ احتمال

ائتلاف جانها هم بجز اختیار اسباب مروت و ارتباط کما لا یخفی ارشد روی البخاری باسناده عن علی رضی الله
تعالی عنه یقول بعثنی رسول الله صلی الله علیه وسلم انا والزبیر والمقداد فقال انطلقوا حتی تاتوا روضة خاخ
فان بها ظعینة معها کتاب فخذوه منها فذهبنا تعادی بنا خیلنا حتی اتینا الروضة فاذا نحن بالظعینة فقلنا
اخرجی الکتاب او لتلقین الثیاب فاخرجته من عقاصها فاتینا به النبی صلی الله علیه وسلم فاذا فیه من
حاطب ابن ابی بلتعة الی ناس من المشرکین ممن بمکة یخبرهم ببعض امر النبی علیه السلام فقال النبی صلی الله علیه
وسلم ما هذا یا حاطب قال لا تعجل یا رسول الله انی کنت امرأ من قریش ولم اکن من انفسهم وکان من معک
من المهاجرین لهم قرابات یحمون بها اهلیهم واموالهم بمکة فاحببت اذ فاتنی من النسب فیهم ان اصطنع الیهم
یدا یحمون قرابتی وما فعلت ذلک کفرا ولا ارتدادا عن دینی فقال النبی صلی الله علیه وسلم انه قد صدقکم
فنزلت فیه یا ایها الذین آمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم الآیة انتهی مختصرا وقال فی المدارک تحت قوله
تعالی لا تجد قوما الآیة من الممتنع ان تجد قوما مؤمنین یوادون المشرکین والمراد انه لا ینبغی ان یکون
ذلک وحقه ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغة فی الزجر عن مجانبة اعداء الله ومباعدتهم والاحتراز عن مخالطتهم
ومعاشرتهم وزاد ذلک تاکیدا وتشدیدا بقوله ولو کانوا آباءهم او ابناءهم او اخوانهم او عشیرتهم انتهی وحال نیست
مقابله قسیسین در بیانات اینکه اولا تراجم همه کتب مذهبیه انگریزان بزبان اردو وغیره موجود است
رد کنندگان نصاری هیچ احتیاج در اثبات حقیت اسلام وادله موجبه الزام بآموختن زبان انگریزی
نمیدارند چنانچه رئیس المناظرین نصاری مولوی رحمة الله صاحب مهاجر مکه اکثر کتب در تردید این فرقه تصنیف
اند و مناظرها با این فرقه در بلاد هند و بلاد روم فرموده گوی سبقت در اثبات حقیت از میدان مناظره ربوده
اند و از انگریزی حرفی نیاموخته و نشنوده اند و علی التسلیم این نیست از اهل این کار که علماء و صلحاء و اخیار در
سلک مناظرین و دفع اشرار اند معتبر و مفید جواز میتواند شد بلکه از عوام الناس و اطفال که بذریعه خواندن
و آموختن انگریزی و مدارس عقائد و طرق ایمان دین و ملت خود در باخته ولکفر والحاد و اهانت اسلام
واهل اسلام شعار و دثار خود ساخته اند و هو مما لا یخفی علی ذوی الابصار و آنچه میگوید که حکم این حکم صنا
عات است مانند کتابت وغیره که کدامی نهی از جانب شارع در باب آموختن لسان اقوام وارد نیست
حاصلش اینکه مراد از علم صناعات که در کلام فقهاء وارد است صناعات محتاج الیها است که بدون آن
قوام معاش و تمدن صورت نه بندد کما قال فی تبیین المحارم واما فرض الکفایة من العلوم فهو کل علم
لا یستغنی عنه فی قوام امور الدنیا کالطب والحساب واصول الصناعات والفلاحة کالحیاکة والسیاسة
والحجامة انتهی مختصرا پس لسان انگریزی که محتاج الیها قوام امور دنیا اصلا نیست چگونه بحکم صناعات

مانع شود و علی التسلیم اگر از علوم صناعات علمی موجب مفاسد دینیه و منافی نصوص صریحه کتاب و سنت سبب
باشد و حرمت آن تا ملے نمیتوان کرد کما قال فی المنطق والنجوم وغیره قال الامام الغزالی فی الاحیاء
واعلم ان العلم لا یذم لعینه وانما یذم فی حق العباد لاحد اسباب ثلاثة احدها ان یکون مودیا الی ضرر اما
لصاحبه او لغیره کما یذم علم السحر والطلسمات الثانی ان یکون مضرا لصاحبه فی غالب الامر کعلم النجوم انتهی
مختصرا وقال ایضا اما القسم المذموم قلیلة وکثیرة وهو ما لا فائدة فیه فی دین ولا دنیا او فیه ضرر یغلب نفعه
کعلم السحر والطلسم والنجوم فبعضه لا فائدة فیه اصلا ومنه ما فیه ضرر یربی علی ما یظن انه یحصل به من قضاء
وطر فی الدنیا فان ذلک لا یعتد به بالاضافة الی الضرر الحاصل منه انتهی و آنچه میگوید که کدامی نهی در باب
آموختن لسان اقوام وارد نیست پس بقاعده کلیه الاصل فی الاشیاء الاباحة بر اباحة اصلیه خود باقی ماند
نه حرام نکرده که حجت آن دلیل قوی باید انتهی جوابش اینکه اگر مرادش از عدم ورود نهی در این باب
نهی لذاته است تسلیم نمودیم و لیکن لقائلش نیست چه حرمت را نهی لذاته در کار نیست لما است که تحریم شیئی
را باعتبار عوارض میباشد کما مر من الاحیاء مثلا زبان قومے از کفار واجب الاحتراز که لذاته آموختنش
ممنوع نباشد لیکن به سبب لزوم اختلاط با اهل آن زبان و مناسبت و مودت با آنان که از لوازم
ضروریه آموختن است حکم حرمت آن از کتاب و سنت میتوان کرد و اگر مرادش آنست که نهی مطلقا در این باب
وارد نیست پس این امر اصلا صحیح نیست چه نصوص صریحه قرآن شریف و احادیث صحیحه در این باب وارد است
قد مر شیء منه و آنچه میگوید که رسول الله صلی الله علیه وسلم از اصحاب خود دو کس را بحبت آموختن
لغات اهل کتاب از یهود و نصاری امر فرموده بودند انتهی جوابش اینکه اولا قائل این کلام از تصریح اهل
سیر این سخن نقل ننموده پس قابل اعتماد نیست مالم ینقل عن ثقة ثبت ثانیا اینکه علی التسلیم آموختن ایشان مذکور بجهت
مذکوره یک دو کس را مفید بود و قبح این فرقه باشد بجهت دفع شر و فساد این ذی شر و صیانت عقائد و اعمال
خود بمقتضای این نقل جائز خواهد بود نه مطلقا لا سیما در صورت برباد رفتن دین و ایمان انگریزی خوانان باقتراب
صحبت و تعلیم آنان چنانکه مشاهد و معلوم است و آنچه میگوید که قاعده فقه است الامور بمقاصدها و قال النبی صلی الله علیه
وسلم انما الاعمال بالنیات یعنی هر گاه نیت و قصد بخیر باشد در کارے آن درست و مشروع باشد و فاعل آن
مثاب گردد انتهی بلا شبه در کار مباح اگر نیت خیر باشد آن درست و مشروع است نه در ممنوع و حرام و هر گاه
که حرمت خواندن انگریزی بسبب لزوم اختلاط و مناسبت کفار معلوم شد پس خیر در آن اصلا معتبر نیست و نه مجیح
الاهل آن که در آن وقت در حق او ممنوع نیست اهل اسلام را حق سبحانه توفیق دهاد که پرستش انگریزان و حیاد بت
شیاطین متنفر کنند حاصل نفعنا الله سبحانه الموفق وفی هذا القدر کفایة لاهل الدیانة والله ولی التوفیق

واللہ سبحانہٗ اعلم وعلمہ بالصواب ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص نے اچھے فعلوں پر قسمیں کھائیں اور توڑیں اور اُن قسموں کی تعداد یعنی شمار یاد نہیں تو پس ان قسموں کا بسبب نیاس اپنے کے جدا جدا کفارہ دے یا ان کل قسموں کا ایک کفارہ دے گا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ایک کفارہ دینے سے سب قسموں کا کفارہ ادا ہو جائے گا۔ قال فی رد المحتار و فی البغیۃ کفارات الایمان اذا کثرت تداخلت و یخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عہدۃ الجمیع وقال شہاب الائمۃ ہذا قول محمد قال صاحب الاصل ہو المختار عندی مقدسی ومثلہ فی القہستانی عن المنیۃ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ
الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چون احتساب عبارت از امر معروف و نہی منکر فرض کفایہ است و علم از اعرف معروفات و جہل از انکر منکرات کما ذا است فقہای ملت بیضای اسلام احکام احتساب بر علماء و مستعدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند و کدام تعزیر معین و مقرر فرمودہ و تبیین و تفصیل این مطالب کجا نمودہ اند و مفصل و مکمل بمراعات قواعد احتساب بہ نگارند و سائل این مسائل را ممنون و شاکر خود انگارند و اگر بتوانند شرح دہند کہ آیا در عہدی از عوام و ایام سلاطین و حکام اسلام بریں ہنجار و گفتار خواص عوام بودہ و کدامی خلیفہ و امام التزام و اہتمام و انتظام آن نمودہ یا خبر ہیں مصداق مسلمانی در کتاب و مسلمانان در گور بودہ است و لبس باد دعای ہمی و زیادہ فقط خاکپائے ارباب علوم اصحاب فہوم ملا عبد القیوم ڈپٹی کمشنر انعام صوبہ جنوبی حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشر والفتن و حوادث الزمن ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

الحجہ سائل منولیہ کہ فقہاے ملت بیضائی اسلام احکام احتساب بر علماء و مستعدین درس متعلمین در صورت ارتکاب این منکر و اجتناب ازین امر چہ نوشتہ اند و کدام تعزیر معین فرمودہ اند بالش اینکہ اگر مراد سائل ازین کلام آنست کہ فرقہ علماء و متعلمین اگر ترک احتساب معروف کنند و این ترک امر معروض کہ منکر است ارتکاب نمایند تعزیر ہست یا نہ اگر ہست پس چیست جوابش اینکہ بلاشبہ احتساب منجملہ فروض کفایہ است و از احکام فرض کفایہ آنست کہ اگر بعض مکلفین ادا نمایند

از دیگراں ساقط شود و اگر ہمہ ترک کنند ہمہ آثم شوند و مراتب احتساب بیکیں احادیث صحیحہ وارد و مروی چند است
و منزاعط شرائط و موانع کثیرہ است۔ روی مسلم فی صحیحہ عن ابی سعید الخدری عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من رای
منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذلک اضعف الایمان انتہی پس صورتیکہ ہمہ مسلمانان باوجود اجتماع شرائط
و رفع موانع مرتبہ از مراتب احتساب کہ بر ایشاں فرض بودہ ترک نمایند آثم خواہند شد و علم این ترک بخصوص از قبیل محالات
عادیہ است چہ اولا احوال ہمہ مسلمانان معلوم نمی تواند شد ثانیا حکم بتحقق ہمہ شرائط آن وارتفاع موانع ہم دشوار ثالثا حکم کہ
آن مرتبہ ضعیف اش کہ بقلب است چگونہ کردہ شود بالجملہ بر تقدیر ارتکاب این منکر بودنش معصیت بتحقق شرائط وجود
اش فقط حکم تعزیر کہ آن مفوض برائے حاکم است و ضمن کلیہ تعزیر فرمودہ اند قال فی الدر المختار یعزر مرتکب کل منکر او
موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل انتہی و اگر مراد سائل آنست کہ علم کہ از اعرف معروفات است و جہل کہ از انکر منکرات است اگر
علما و متعلمین ارتکاب این منکر نمایند یعنی جہل اختیار کنند پس در حق ایشاں احکام احتسابیہ چیست پس جوابش اینکہ از کلیہ کہ
نقلا و یعزر مرتکب منکر الخ نسبت بودنش منکر ظاہر است و در زمانہ سلاطین سلف ضبط احکام احتساب شدہ است چنانچہ
ملا ضیاء الدین سنامی در زمانہ سلاطین تغلقیہ محتسب بودند کتابی در غایت متانت و خوبی مسمی بہ نصاب الاحتساب
تصنیف نمودہ اند و ہمچنین در زمانہ سلطان عالمگیر وغیرہ محتسبین بودہ اند و تفصیل این از کتب تواریخ سلاطین معلوم میتواند
شد و توضیح این مرام در کتب امام غزالی مثل احیاء العلوم و کیمیاء سعادت و شرح عین العلم للملا علی القاری وغیرہ
ان موجود است فقط واللہ سبحانہ اعلم و علمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ چہ میفرمایند آن حضرت اندرین مسئلہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند یا نہ و در محاربہ
از وشان با حضرت علی کرم اللہ وجہہ واقع شد خطائے اجتہادی بود یا چہ و درین باب عقیدہ آنجناب و دیگر بزرگان
آنحضرت و محققین حضرت ایشاں چیست فقط بینوا توجروا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ بمحب و مخلصی مولوی [illegible] اللہ خاں دفعہم اللہ بمحاب
الرضا ئہ پس از دعا و سلام مسنون مطالعہ نمایند رقیمہ شما رسیدہ کاشف شد چنانچہ اختلاف اقوال مردم بجانب
حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ و تنقید حالش اینکہ موافق مذہب جمہور اہل سنت و جماعت ہمین است کہ حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالی عنہ مجتہد بودند و در منازعات و محاربات شان با حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالی
عنہ از وشان خطائے اجتہادی واقع شد موافق ہمین است عقیدہ فقیر و دیگر بزرگان فقیر و برائے تحقیق
آن مطلب در کلام است مختصر اینکہ شیخ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ میفرمایند اعلم ان الذی اجمع علیہ اہل السنۃ

والجماعة انه يجب على كل احد تزكية جميع الصحابة باثبات العدالة والكف عن الطعن فيهم والثناء عليهم انتهى مختصرا وقال ايضا ان الصحابة افضل من جميع الخلائق بعدهم وهذا مذهب كافة العلماء ممن يعتمد على قوله ولم يخالف فيه الا شذوذ من المبتدعة وقد قال امام عصره ابو زرعة الرازي وهو من اجل شيوخ مسلم اذا رايت الرجل ينتقص احدا من اصحاب الرسول صلى الله عليه وسلم فاعلم انه زنديق وسئل عبد الله ابن المبارك وناهيك به جلالة وعلما ايما افضل معاوية او عمر ابن العزيز فقال الغبار الذي دخل انف فرس معاوية مع رسول الله صلى الله عليه وسلم خير من عمر ابن عبد العزيز كذا كذا مرة ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ايضا ان معاوية رضي الله تعالى عنه لم يكن في ايام علي خليفة وانما كان من الملوك وغاية اجتهاده انه كان له اجر واحد على اجتهاده اما علي فكان له اجران اجر على اجتهاده واجر على اصابته بل عشرة اجور انتهى مختصرا وقال ايضا فالحق ثبوت الخلافة وانه بعد ذلك لمعاوية حينئذ يعني بعد تسليم الامام الحسن رضي الله تعالى عنه له الخلافة وانه بعد تلك خلافة حق وهو امام صدق كيف وقد اخرج الترمذي وحسنه عن عبد الرحمن ابن عميرة الصحابي عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واخرج احمد في مسنده عن العرباض ابن سارية سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اللهم علم معاوية الكتاب والحساب وقه العذاب واخرج ابن ابي شيبة في المصنف والطبراني عن عبد الملك ابن عمير قال معاوية ما زلت اطمع في الخلافة منذ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا معاوية اذا ملكت فاحسن فتامل في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم في حديث الاول بان الله يجعله هاديا مهديا والحديث كما علمت فهو مما يحتج به على فضل معاوية وانه لا ذم يلحقه بتلك الحروب لما علمت انها كانت مبنية على اجتهاده وان لم يكن له الا اجر واحد لان المجتهد اذا اخطا لا يلام عليه ولا ذم يلحقه بسبب ذلك لانه معذور انتهى مختصرا فقط والله سبحانه الموفق۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب الصحیح محمد عبد الغفار خان

مخدومی مطاع الموالی دامت فیضانہم۔ پس از ادائے مراسم تحیت و تسلیم گزارش ہے کہ ان عالی کو معلوم ہوگا کہ بہت جد وجہد سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی سوانح عمری لکھ رہا ہوں جس کیلئے میں نے بہت سے مواد تاریخی فراہم کئے اسوقت جو حصہ زیر تحریر ہے وہ اُن کے فتاوے ہیں عقود الجمان میں اُن کے چند فتاوے مذکور ہیں لیکن کہیں مجھکو شک پیدا ہوا اس لئے ان کو عرض کرتا ہوں کہ تشفی فرمائی جاوے اصل عبارت لکھکر شبہ لکھتا ہوں قال ابو حنیفہ یا ابا الخطاب ما تقول في رجل غاب عن اهله اعواما ونعي اليها فتزوجت امراته ثم قدم زوجها الاول وقد ولدت ولدا فنفاه الاول وادعاه الثاني افكل واحد منهما قذفها ام الذي انكره فالجواب فیہا اس میں شبہ یہ ہے کہ دونوں زوجوں میں کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنے باقی یہ امر کہ ولد میت کے ادعا و انکار سے ضمنا قذفہم لازم آتا ہے۔ اس پر دو سوال ہیں (۱) کیا ایسی دلالت التزامی سے قذف کا جرم قائم ہو سکتا ہے (۲) وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں۔ اگر ہوئی تو کیا واقعیت کا اظہار قذف میں

داخل ہے ایسا تفصیلی جواب عنایت ہو جو اصل مسئلہ کو حل کر دے اور امام صاحب کے اس سوال کی حقیقت کھولدی دوسرا فتوی یہ لکھا ہو کہ چند آدمی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص پر سانپ آگرا اُس نے دوسرے پر پھینک یا اسیطرح تین چار آدمی تک نوبت پہنچی آخیر میں اس نے ایک شخص کو کاٹ لیا اور وہ مرگیا۔ امام صاحب نے فتوی دیا کہ اگر گرنے کے ساتھ سانپ نے کاٹا تو اخیر پھینکنے والے پر دیت لازم آئے گی اور اگر وقفہ ہوا تو کسی پر نہیں۔ اسپر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جس شخص نے پھینکا یہ اس کا اضطراری فعل تھا اس اضطراری فعل پر وہ کیوں ماخوذ ہو فقہ میں اس کے متعلق کیا امر قرار دیا ہے جواب جلد تر مرحمت ہو ورنہ میرا حرج ہوگا فقط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی از محمد ارشاد حسین عفی عنہ۔ مولوی صاحب محبی و مخلصی مولوی محمد شبلی صاحب وفقہم اللہ سبحانہ الرضائہ پس از سلام مسنون مطالعہ نامہ قیمہ کریمہ بورود مسعود باعث مسرت و کاشف مندرجہ شد حال الم زمینہا ئے فقیر آن مخلص را معلوم است پس بقدر ضرورت جواب و رفع اشتباہ کلمہ چند نوشتم و تفصیل آں بوقت ملاقات وحصول فرصت موقوف است. یہ شبہ جو کیا کہ صورت مذکورہ میں دونوں زوجوں میں سے کسی نے اس کو زانیہ نہیں کہا پھر قذف کے کیا معنی اس کا جواب یہ ہے کہ تحقق قذف میں صراحۃً لفظ زانیہ کہنا نہیں لازم ہے بلکہ جو لفظ ایسا ہو کہ اوس سے مقذوف پر تہمت زنا وارد ہو وہ شرعاً قذف مصطلح ہے قال فی تفسیر روح البیان والقذف بالزنا ان یقول العاقل المحصنۃ یا زانیۃ یا ابن الزانی یا ابن الزانیۃ یا ولد الزنا اولست لابیک یا ابن فلان انتہی وقال فی الدر المختار ویحد قاذف المسلم البالغ العاقل العفیف بصریح الزنا ولقولہ زنات فی الجبل اولست لابیک اولست یا ابن فلان لابیہ المعروف بہ انتہی اور جب یہ واضح ہوا کہ انکار ولدیت والد معروف سے قذف متحقق ہوجاتا ہے کما قال لست یا ابن فلان پس یہ کہنا کہ ولدیت کے انکار سے ضمناً قذف ہوتا ہے صحیح نہوا بلکہ انکار ولدیت صراحۃً بلحاظ النا ظ قذف ہے پس سوال اول مندفع ہوا اس لئے کہ یہ دلالت التزامی نہیں ہے بلکہ موافق وضع شرعی کے دلالت مطابقی ہے اور حکم قذف اُس سے ثابت اور وہ جو سوال ثانی میں کہا وہ عورت درحقیقت زانیہ ہوئی یا نہیں جواب اس کا یہ ہے کہ وہ عورت زانیہ نہیں ہوئی بلکہ موطوءہ بالشبہ ہوئی اور موطوءہ بالشبہ شرعاً زانیہ نہیں ہوتی قال فی رد المحتار ان الزنی فی اللغۃ والشرع واحد وہو وطء الرجل المرأۃ فی القبل فی غیر الملک وشبہتہ انتہی اور تحقق شبہۂ ملک کا اس محل میں بسبب تحقق نکاح ثانی کے بعد سننے خبر انتقال شوہر اول کے ظاہر ہے وقال فی الہدایۃ من تزوج امراۃ لا یحل لہ نکاحہا فوطئہا لا یجب علیہ الحد عند ابی حنیفۃ لکن یوجع عقوبۃ اذا کان علم بذلک انتہی اور جب وہ عورت زانیہ نہ ہوئی تو محصنہ عفیفہ ہوئی پس نفی ولدیت سے

نادر و نایاب کتب شائع کرنے کا شرف حاصل کرنے والا

ادارہ دارالعلوم عباسیہ بارویہ طاہر آباد ضلع لیہ

پر ایک نظر دارالعلوم عباسیہ بارویہ کا سنگ بنیاد 20 جون 1996 کو پیر طریقت پیر احمد حسن صاحب حسنی مجددی سواگ شریف نے رکھا اس دارلعلوم کی سرپرستی پیر طریقت ولی کامل خواجہ الحاج فقیر محمد الباروی نقشبندی مجددی بارو شریف فرما رہے ہیں۔ اس کی نگرانی میرے والد محترم صوفی فتح شیر قادری فرما رہے ہیں۔

دارالعلوم ریگستان کے پسماندہ علاقہ طاہر آباد واقع جہاں بنیادی سہولتیں موجود نہیں ہے اس کے باوجود ادارہ میں کافی تعداد میں طلباء دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اب ادارے فیصلہ کیا ہے جو نادر و نایاب کتابیں ہیں ان کو شائع کیا جائے تو سب سے پہلے کتاب عمدۃ المحققین سراج الفقہا، حضرت علامہ مولانا ارشاد حسین احمدی مجددی نقشبندی رام پوری کا۔

فتاویٰ ارشادیہ حصہ اول

شائع کیا ہے اور فتاویٰ ارشادیہ حصہ دوئم عنقریب شائع کر دیا جائے گا۔

دعا کریں اللہ تعالیٰ ہمیں دین و دنیا میں کامیاب فرمائے۔

الحمد للہ کافی نایاب کتابیں مل چکی ہیں

جو کہ وسائل کی کمی کے پیش نظر شائع نہیں ہوئیں

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے نایاب تحفے شائع کرنے کی توفیق عطا فرمائے

آمین

غلام عباس باروی نقشبندی مجددی

خادم دارالعلوم ھذا

تہمت زنا اُس پر قائم ہوئی اور قذف اُس کے حق میں متحقق اور نسب اس ولد کا شوہر اول سے ثابت ہے قال فی العالمگیری غاب عن زوجتہ ونعی الیہا زوجہا فاعتدت وتزوجت باٰخر فولدت عند الامام للاول لفاہ الاول او ادعاہ او ادعاہ الثانی او نفاہ لاقل من ستۃ اشہر او اکثر من سنتین وللزوج الثانی ان یدفع الزکوۃ الیہم وتقبل شہادتہم لہ کذا فی الوجیز للکردری انتہی اس سبب سے توہم اس کا پیدا ہوا کہ زوج ثانی نے دعوت ولد کر کے اُس پر تہمت زنا لگائی اس لئے کہ فی الواقع وہ عورت بحکم شرع زوجہ ہے شوہر اول کی اور نسب ولد کا بھی اس سے ثابت ہے پس دعوت زوج ثانی کا یہ مفاد ہے کہ میں نے اُس سے زنا کیا اب واضح ہوا کہ احتمال قذف محصنہ کا دونوں شوہروں کی جانب سے ساتھ نفی ولد کے اول سے اور ساتھ دعوت ولد کے ثانی سے قائم ہے پس امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے امتحان قتادہ کے دعوی فقاہت میں یہ سوال کیا یعنی قتادہ اگر احدہما کو قاذف قرار دینگے تو وجہ تحقق قذف کی جانب ثانی سے پیش کی جائے گی اور اگر دونوں کو قاذف ٹھہرائینگے تو دلیل صوری نفی قذف کی کہ وہ صورت تحقق زنا سے ظاہر کیجائے گی اور اگر کسیکو قاذف نہ کہیں گے تو دلیل تحقق قذف ہر ایک کی گزاری جائے گی اس صورت میں دعوے فقہ شناسی کا صدق یا کذب واضح ہو جائے گا اور جواب سوال ثانی کا یہ ہے کہ اول تو پھینکنے والا سانپ کا پھینکنے میں اور جلیس کے مضطر نہیں ہے ممکن تھا کہ علیحدہ جلیس سے پھینکتا پس پھینکنا جلیس پر باختیار ہوا اور علی التسلیم لزوم دیت میں فعل اختیاری شرط نہیں ہے البتہ قصاص میں اختیار اور عمد شرط ہے اسیواسطے قتل شبہ اور خطا میں مثلاً سوتے میں کسی نے کروٹ لی یا گر گیا اور اُس سے کوئی شخص دبکر مر گیا تو دیت دینا لازم آئے گا یہاں فعل اختیاری کہاں ہے بالجملہ دیت کہ ضمان بالمال ہے اسمیں اختیار شرط نہیں ہے وہو مالا یخفی علی الماہرین فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہ۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ کھانا نیاز حاضری حضرت عباس جو کہ اکثر محرم میں ہوتا ہے جائز ہے یا نہیں جو کہ ہر چند شربت وغیرہ نیاز ہوتا ہے اس کا کھانا کیسا ہے فقط یہ جو دستور ہے کہ شب ہفتم ماہ محرم کو جبکہ تعزیہ چوک پر رکھا جاتا ہے تو اس کے سامنے ایک برتن میں حلوا نیاز کرا کے تمام شب تعزیہ کے نیچے رکھا رہتا ہے اور دہم محرم کو جب تعزیہ مدفون ہونے کو جانے لگتا ہے تو وہ حلوا جو تھا کہ معتقدین اُس کے تبرکا تقسیم کرتے ہیں اور کسی بچہ کو نہ کھانے دیتے ہیں اور نہ جیو نے پس کھانا اس حلوے کا شرعاً کیسا ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

کھانا فاتحہ کا جس کو حاضری حضرت عباس کی کہتے ہیں اور محرم میں ہوتی ہے شرعاً اس میں کچھ قباحت نہیں ہے

اس لئے کہ مقصود اس سے یہ ہو کہ کھانا لوجہ اللہ تعالے محتاجین کو دے کر ثواب اس کا روح پر فتوح حضرت عباسؓ کو پہونچا دیں پس اس قدر میں کچھ ممانعت شرعی نہیں یہ فعل بھی جائز اور وہ کھانا بھی حلال ہے اسیطرحہ حال ہے شربت وغیرہ کا یعنی اگر خالصا لوجہ اللہ تعالے تقسیم کرکے ثواب اُس کا روح پر فتوح حضرت سید الشہداؓ کو پہونچا دیں تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن اگر اس میں تقریب طرف تعزیہ کے کریں گے تو حرام ہوگا اور وہ حلوا شب دہم محرم کو بھی تعزیہ کے نام شب رکھکر فجر کو اس کو تبرک کرکے کھاتے ہیں یہ فعل بھی حرام اور کھانا بھی حرام اس لئے کہ ظاہر اس میں تقرب ہے طرف تعزیہ کے اور اس کو موجب تبرک سمجھنا دونوں امر حرام ہیں اور وہ کھانا یا حلوا بھی حرام ہے قال فی الدر المختار وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفہا لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولاسیما فی ہذہ الاعصار وقد بسطہ العلامۃ قاسم فی شرح درر البحار انتہی وکذا فی رد المحتار مع زیادۃ بسط۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ مے فرمایند علماء دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلۂ ذیل مسئلہ اول یعنی درکتابی نوشتہ است کہ در حدیث شریف آمدہ کہ انچہ زیور ہا کہ بوقت جنبش زنان یا جانوران خرد باشند یا کلان آواز میدہند اگر بخانہ پوشیدہ باشند یا فقط نہادہ فرشتہائے رحمت بخانۂ مذکور نمی آیند تا وقتیکہ بہیئت دیگر نکنند کہ بوقت رفتن آواز ندہند یا بیرون خانہ نبرند بلکہ بمقامہا ئیکہ مع زیور ہائے میروند در آن مقام ہم ہمین امر بلا پیدا میکنند ہمچنین بوقت درآمدن سگ یا سوئے آن بخانہ نیز تا وقتیکہ بیرون نروند فرشتہائے رحمت نیز نیایند ونیز مسطور است کہ تصویر ہائے جاندار برائے زینت یا غیر آن اگر در خانہ باشند کہ بنظر غائب باشند تا وقتیکہ شکستہ یا دریدہ شوند یا بیرون خانہ برند فرشتہائی رحمت ہرگز نیایند آیا این اقوال مذکورۂ بالا صحیح ہستند یا غلط شرح بیان فرمایند کہ اجر خواہد شد فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ درباب اشیاء مذکورہ یعنی جرس وسگ وتصویر جاندار در احادیث وارد است کہ فرشتہائے آلہی درجائیکہ این چیزہا مے باشد داخل نمے شوند چنانچہ بروایت صحیح ابوداؤد وارد است سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ جرس انتہی وبروایت بخاری ومسلم وارد است قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لاتدخل الملائکۃ بیتا فیہ کلب ولا تصاویر انتہے وشارحین بخاری وغیرہ مے نویسند کہ مراد از ملائکہ سوائے حافظین ہستند یعنی ملائکہ حافظین بشہادت احادیث دیگر بلا تامل داخل میشوند البتہ سوائے ملائکہ حافظین بحکم این احادیث درخانہائے مذکورہ داخل نمیشوند واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

گھنگھرو وغیرہ سے حرمت ان زیورات کی اس حدیث مذکور سے ثابت نہیں نص قطعی قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ علامت ثابت ہو اسی وجہ سے جواب میں ذکر زیورات کا نہیں کیا فقط عبد الغفار

سوال ما قولکم رحمکم اللہ تعالیٰ اس مسئلہ میں کہ ایک طبیب خاندانی سالہا سال سے ایک شہر میں علاج بیماران شہر اور اُس کے متعلقات کا کرتا ہے اور قدیم الایام سے یہ رسم جاری ہے کہ جو کوئی بیمار اپنے مکان پر واسطے معائنہ مریض کے بلاتا ہے یا بعض وقت میں خود آکر اُس طبیب کو بطیب خاطر اپنے نقد یا جنس حسب حیثیت اپنی نذر کرتا ہے وہ طبیب اسکو قبول کر لیتا ہے فی الحال یہ طبیب اُسی شہر میں سرکار انگریزی کی جانب سے واسطے علاج بیماران شہر و دیہات کے مقرر ہوا اور تنخواہ اُسکی متعین ہوئی اور حاکم کی طرف سے یہ امر ہوا کہ فیس کسی قسم کی نہ لیجائے اور حال یہ ہے کہ فیس ایک تعداد مقررہ کا نام ہے کہ جو بالجبر لیجا دے اگر کوئی شخص اُسکے دینے سے انکار کرے تو لینے والا فیس کا حاکم وقت کے یہاں نالش کر کے لے سکتا ہے پس اس صورت میں طبیب حسب عادت قدیم اپنی اہل شہر والوں کے نقد یا جنس بیماران سے بغیر اپنی استدعا کے لیوے تو شرعاً درست ہے یا نہیں یا یہ لینا اُس کا داخل رشوت ہے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں طبیب مذکور کو لینا اُس شئے کا جو مریض اپنی طیب خاطر سے بغیر استدعاء اور تعیین اور شرط کے دیتا ہے جائز ہے اور وہ شئی مصداق فیس کا جو سوال میں کیفیت اُس کی مرقوم ہے نہیں ہے اسواسطے کہ فیس موافق تفسیر مذکور کے بمعنے اجرت کے ہے وھو ما یستحق علی عمل الخیر کذا فی الدر المختار وغیرہ من کتب الفقہ اور چونکہ اجرت شئی مستحق کو کہتے ہیں پس مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکتا ہے اور فیس کا بھی یہی حال ہے اور وہ شئے جو مریض بطیب خاطر اپنی طرف سے بغیر استدعاء اور تعیین اور شرط کرنے طبیب کے دیتا ہے نہ وہ مشروط ہے نہ متعین نہ معروف نہ مطالبہ اُس کا عند الحاکم ہو سکے پس وہ داخل فیس اور اجرت میں نہیں ہے اور ممانعت حاکم اخذ فیس سے اُسکو شامل نہیں ہے اس سبب سے لینا اُس شئے کا جو کسی کو بعد کرانے امور ممنوع شرعیہ مثل گانے یا ناچنے یا نوحہ وغیرہ کے بلا شرط اور بلا عرف دیجائے جائز ہے قال فی الدر المختار لا تصح الاجارۃ لعسب التیس وھو نزوہ علی الاناث ولا لاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاہی ولو اخذ بلا شرط یباح انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ گروہ روافض آذان میں اور خارج آذان حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں خلیفۃ بلا فصل کہتے ہیں نعوذ باللہ من قولہم) اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ کلمہ تبرا ہے یا نہیں اور اس کا سننا انکو مثل تبرے سننے کے ہے یا نہیں اور جو اہل سنت اس کلمہ کو سنے اور اپنے مقصد بغیر اُس کے روکنے میں کوشش نکرے تو وہ گنہگار

ہوگا یا نہیں اور جو اس کے رد کرنے میں کوشش بلیغ و مدد کرے اس کیلئے ثواب عظیم ہوگا یا نہیں بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بلاشبہ لفظ مذکور تبرا ہے اور مشعر ہے نفی استحقاق خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کو اور ہمیں کما سنا اہل سنت والجماعۃ نصرہم اللہ سبحانہ وکثرہم کو مثل سننے تبرائی کے ہے اور اگر سننے والے اہل سنت والجماعۃ اس کلمہ سے انقبض کر کے رد کریں تو گنہگار ہونگے اور در صورت رد کرنے کے ماجور فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین درباب پڑھنے والے ختم غوثیہ کے جس میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ پڑھا جاتا ہے ایسا پڑھنے والا اس کا کافر و مرتد ہے یا مسلم بینوا توجروا فقط؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

ختم غوثیہ کی ماہیت نہیں معلوم کہ اس میں کیا پڑھا جاتا ہے بعد معلوم ہونے کے اس میں کلام کیا جائے گا البتہ جملہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کے پڑھنے والے کو مطلقا کافر نہیں کہہ سکتے اگرچہ بانضمام نیت فاسدہ خوانندہ کے احتمال کفر کا بھی ہو سکتا ہے لیکن وہ احتمال کفر راجع طرف نیت فاسدہ کے ہے نہ طرف جملہ مذکورہ کے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر اس ندا کرنے میں نیت قائل یہ ہے کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالے عنہ حاضر اور ناظر ہیں اور میرے پکارنے کو حتماً سنتے ہیں ہر حال اور ہر محل میں استقلالاً بغیر سنا دینے حق تعالے کے تو بلاشبہ یہ عقیدہ شرک ہے اور موجب کفر لیکن اہل اسلام سے ایسا عقیدہ نہایت مستبعد ہے اور اگر استقلال نیت میں نہیں ہے بلکہ یہ سمجھتا ہے کہ جب حق تعالے ان کو سنا دیتا ہے تو سنتے ہیں یا کچھ نیت میں نہیں ہے فقط الفاظ مذکورہ بطور عمل کے یا بقصد تبرک کے پڑھتا ہے تو اس میں کچھ قباحت نہیں لیکن ترک اس کا اولے ہے اسیطرح حال ہے شیئاً للہ کا اگر اس بایں معنے پڑھتا ہے کہ اللہ تعالے کیلئے کوئی چیز عطا کرو تو یہ معنے فاسد ہیں کہ اس میں توہم حق تعالے کے محتاج ہونیکا پیدا ہوتا ہے اور اگر مقصود یہ نہیں ہے کہ بحبت اکرام الٰہی کے کچھ دو تو یہ معنے صحیح ہیں اور اس میں کسیطرح کی ممانعت نہیں اور بلا قصد ولحاظ معنے فاسد و صحیح بطور عمل و تبرک کے بھی جائز ہے لیکن ترک اولی ہی ہر حال حکم کفر کا بمجرد پڑھنے ان کلمات کے خلاف حق ہے قال العلامۃ المختار ناقلا عن شرح الوہبانیۃ کذا شیئاً للہ قیل یکفر انتہی قال علیہ فی رد المختار لعل وجہہ انہ طلب شیئا للہ تعالے واللہ تعالے غنی عن کل شیء والکل مفتقر ومحتاج الیہ وینبغی ان یرجح عدم التکفیر فانہ یمکنہ ان یقول اردت اطلب

شیئاً اکرامالله تعالے انتہی شرح الوہبانیہ قلت فینبغی ان یجب التباعد عن ہذہ العبارات وقد مران مافیہ خلاف یومر بالتوبۃ والاستغفار وتجدید النکاح لکن ہذا اذا کان لا یدری ما یقول اما ان قصد فالظاہر انہ لا باس بہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔ العبد المجیب ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی ۔

سوال حامداً ومصلیاً بسمہ تعالے التجا آنجناب درباب گز شرعی ارقام فرمودہ بودند کہ دہ معتبر در عمارت شریف گز شرعی کہ دو شبر بباشد مقبول است معلوم نیست کہ شبر از خنصر تا ابہام معتبر است یا با نگشت دیگر و نیز بہ پیمایش شبر کدام معتبر است چراکہ کسی شبر دراز ے باشد وکسی خورد بہ تصریح مرقوم فرمایند کہ ماجور خواہد شد فقط

الجواب

شبر از خنصر تا الہام است و شبر ہر یک بانہ متوسط گرفتہ خواہد شد یعنی شبر شخص متوسط القامت متوسط الید معتبر خواہد شد قال فی مجمع البحرین الشبر بالکسر ہو مساحۃ ما بین الخنصر والابہام بالتفریج المیعاد انتہی وقال فی الدر المختار ذراع الکرباس سبع قبضات فقط وقال الشامی والمراد بالقبضۃ اربع اصابع مضمومۃ فہو ذراع بمن ذراع الید انہ ست قبضات بشبی ذلک شبران انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہٗ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ التجا آنجناب قبل ازیں یک استفتائی بوقت ملاقات برادری وغیرہ بتجمل وبہ ہیئت وقار شریک بودن وملاقات کردن مسنون نیست قلمی فرمودہ ازیں عبارت بہ مردان اختلاف ہمین گردید بعضی بعضی میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہ ہیئت وقار ازان خواہد بود کہ لباسے کہ بوقت خواندن نمازمی پوشند ہمان ہیئت شریک بودن بامر مذکور نہ اینکہ لباس دیگر از نماز بہتر باعتبار قیمت یا وضع سفیدی یا درخت وغیرہ اگرچہ مسنون مثل عقد وغیرہ باشد و بعضے میگویند کہ مراد بہ تجمل وبہ ہیئت وقار ہمین است کہ بوقت شرکت امر مذکور لباس دیگر بہتر باعتبار مذکورہ پوشیدن آیا ازیں ہر دو اقوال مذکورہ کدام صحیح است وکدام غیر صحیح قلمی فرمایند فقط بینوا تو جروا ۔

الجواب

لباس تجمل کہ مفید ہیئت وقار است مقید بآن نیست کہ در نماز ہمچنین باشد بلکہ عام است ازینکہ در حین نماز ہم این چنین باشد یا نباشد قال فی الکشف اعلم ان الکسوۃ منہا فرض وہو ما یستر العورۃ ویدفع الحر والبرد والاولی کونہ من القطن او الکتان او الصوف علی وفاق السنۃ ومستحب وہو الزائد لاخذ الزینۃ واظہار النعمۃ اللہ تعالے لما قال علیہ الصلوۃ والسلام ان اللہ یحب ان یری اثر نعمتہ علی عبدہ انتہی فقط ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس امر میں کہ ابن ہمام صاحب فتح القدیر پر بموجب کتب اصول مجتہد مقید کی تعریف صادق آتی ہے یا نہیں بینوا توجروا ؟

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

حضرت امام ابن الہمام رضی اللہ تعالے عنہ مرتبہ مجتہد مقید کا رکھتے ہیں اور تعریف مجتہد مقید کی اُن پر صادق آتی ہے قال المحقق الشامی وقدمنا غیر مرۃ ان الکمال من اہل الترجیح کما افادہ فی قضاء البحر بل صرح بعض معاصریہ بانہ من اہل الاجتہاد ولاسیما وقد اقرہ علی ذلک فی البحر والنہر والمنح والرمز المقدسی وامثالہم وہم اعیان المتاخرین انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم ۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسائل مفصلہ ذیل میں بینوا بسند الکتاب مسئلہ اول زید نے بکر کو حالت تکرار اور غصہ میں کافر کہا اور بکر نے جو ذی علم اور واقف مسائل ضروریہ فقہ متعلقہ ارتداد واسلام سے ہے اس کو اس قول مذکور پر جنگ وجدال نہیں کیا بلکہ بنظر دفع فساد خصومت وعناد کے یہ جواب دیا کہ اگر ہم کافر ہیں تو تمہاری بلا سے کافر ہیں تم اپنا کام دیکھو جوامر ہمیں ہے اُس کو طے کر دیا یہ کہ بکر نے زید کے قول پر صرف سکوت کیا کوئی جھگڑا اور لڑائی نہیں کی یا یہ کہا ہم کافر ہی سہی تم زیادہ قصہ نکرو اور جس کام کو آئے ہو اس کام کو انجام دیو خواہ کوئی دوسرا قول ایسا بکر نے کہا جس کے سبب سے رفع خصومت ہووے اور کافر کہنے کے قصے سے لڑائی ٹر ہنے نپاوے ایسی حالتوں میں بکر کا یہ اعراض عن الخصومۃ موجب تسلیم کفر کا اوس کے سمجھا جاوے گا اور بکر کا یہ سلوک خواہ قول مذکور موجبات کفر سے ہو گا اور اس پر فتوے کفر کا ہو گا یا ایسی صورت اصلا ارتداد بکر نہیں ہو سکتی اور اگر یہ سکوت بکر کا اور مفہوم ہونا رضا بکر کا اس تکفیر پر موجبات ارتداد سے ہی سمجھا جاوے تب ہی باوصف اس کے بمقتضائے عبارات مفصلہ ذیل تاویل احسن اوس کی کر کے تکفیر کرنا لازم نہیں یا کیا قال فی الاشباہ الکفر شیء عظیم فلا اجعل المومن کافرا متی وجدت روایۃ انہ لایکفر انتہی وقال الحموی وقولہ متی وجدت روایۃ انہ لایکفر اینبغی ان یتنبہ ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اہل مذہبنا کما فی شرح المصنف علی الکنز اقول ولو کانت تلک الروایۃ لغیر اہل مذہبنا وتدل علی اشتراط کون ما یوجب الکفر مجمعا علیہ الی قولہ وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیء منہا وقال الحموی والعینا فی مقام آخر فقالت کنت ظننت ان اللہ تعالے فی السماء کفرت یعنی انہا کانت تتکلم اللفظ قولا بدا الکفر والا فا یصح انا لانکفر لانہ الجہل عندی فی باب المکفرات وان کانت العامۃ علی التکفیر انتہی وقال

الطحطاوی فی کتاب الطہارۃ قالوا لو وجد سبعون روایۃ متفقۃ علی تکفیر المومن وروایۃ ولو ضعیفۃ لعدمہ یاخذ المفتی والقاضی بہا دون غیرہا قال فی شرح العقائد النسفی ومن قواعد اہل السنۃ والجماعۃ ان لا یکفر احد من اہل القبلۃ بہمہ کیف مسئلہ میں دو سوال ہیں اول یہ صورت مذکورہ بالا موجبات ارتداد وکفر سے ہے یا نہیں دوم فتوےٰ تکفیر دینا چاہئے یا نہیں مسئلہ دوم جس حالت میں بکر مذکور الصدر سے کوئی فعل اور قول دوسرا موجب ارتداد صادر نہیں ہوا ہے اور بکر ضروریات دین پر قائم ہے اور حسب روایات بالا اسلام اس کا ثابت اور متحقق متصور ہے تب صرف بوجہ قصہ مذکورہ کے بکر کی تکفیر اور دیانت وحقیقت کی موجب کفر تکفیر کرنیوالا ہوگا یا نہیں اور جس شخص نے بکر کی خصومت کی بر بنیاد نقشہ مندرجہ مسئلہ اولیٰ کے کافر کہتا ہے اور تکفیر مسلم کا طرف تکفیر کے عود کرے گا یا نہیں مسئلہ سوم اکثر جہال جو بوجہ لاعلمی کے رسومات ممنوعہ میں مبتلا ہو کر شادی اور اکثر معمولات میں ایسا فعل کرتے ہیں کہ جنکی نسبت مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھا ہے اون جہال کی تکفیر کا فتویٰ لکھنا اور ان کی اولاد کو ولد الحرام اور ان کے ازواج کو باین ہونا چاہئے یا فقط ارتکاب حرام اور ممنوع اور قبیح ٹھہرانا اور منع اور تہدید کرنا واسطے ترک ایسے رسومات کے کافی ہے مسئلہ چہارم جو عالم بالخصوص کسی مسلم کی تکفیر میں اہتمام کرے جس مسلم کا حال مثل بکر مذکور الصدر کے ہو اس عالم کی نسبت بنظر سوا عید علم وعمل کے جو کتاب سے معلوم ہو بعینہ سے ثابت ہو کیا کرنا چاہئے بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول کا یہ ہے کہ قول مذکور بکر کا موجبات کفر ارتداد سے نہیں اور قطعاً رضا بالکفر اس سے مفہوم نہیں ہوتی پس بمجرد قول مذکور فتویٰ تکفیر بکر نہ دینا چاہئے جواب سوال دوم کا یہ ہے کہ اگر زید نے فقط غصہ سے بطور رسم کے بکر کو کافر کہا تھا اور واقع میں بکر کافر نہ تھا تو فی الواقع زید گنہگار ہے اور وبال تکفیر مسلم کا اس پر وارد ہے لیکن حکم کفر زید کا نہ کیا جائیگا اور یہ حدیث بخاری ومسلم الحاصل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما انتہی معروف اور اگر بحکم مسئلہ کے اگر حسب الواقع وتحمل نہیں اپنے زعم میں قول بکر کو رضا بالکفر وغیرہ موجبات ارتداد سے جانکر زید نے حکم کفر کا کیا ہے تو زید اس میں عاصی اور مجرم نہیں البتہ زید نے غلطی کی جواب سوال سوم کا یہ ہے کہ رسومات ممنوعہ اگر موجبات ارتداد سے ہیں تو مرتکبین پر حکم کفر کا کیا جاوے گا اور موجب ارتداد سے نہیں ہیں تو حکم کفر کا نہ کیا جاوے گا الغرض جب تک تفصیل رسومات معلوم نہو حکم حتمی کفر یا فسق وغیرہ ہم کر نہیں سکتے اور مسائل اربعین وغیرہ میں حکم کفر کا لکھنا لیاقت حجت وصلاحیت تعویل اور اعتماد نہیں رکھتا اور جواب مسئلہ رابعہ کا یہ ہے کہ جو عالم بالخصوص کسی مسلم کو بلا وجہ کافر قرار دے وہ سخت گنہگار ہے اور خدشہ اہل دیانت وعلم سے خارج ہے

ایسی حرکات سے اس کو توبہ کرنا چاہئے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال شخصے برائے کار خیر مثل بنائے مسجد یا مدرسہ یا آشخانہ مساکین وایتام یا پاسبانی کتب خانہ عمومی یا کتب خانہ عمومی وغیرہم من امور المصالح العامۃ میخواہد سرمایہ معتد بہ جمع سازد وبرائے اجتماع آں ایں حیلہ می تراشد کہ از ہر کسے کہ اعانت شود بنام آنہا از جملہ راس المال بر نسخے یا ثلثے کہ منقسم بحصص مساوے یا غیر مساوی باشد قرعہ اندازد وبخشے بنام ہر کس از معاونین کار خیر بر آید بدو بخشد وباقی را بآن کار خیر صرف میکند آیا از روئے شرع جمع کردن مال بدیں وجہ درست خواہد بود یا نہ وصرف آن مال مجتمعہ بدیں حیلہ دراں کار خیر وہم اعانت معاونین خیر نمودہ است ومال مجتمعہ بالسیت کہ برضائے کل متقید نزد بعض آنہا است وچوں ہر یکے از معاونین در نفس اعانت مساوے اندلابد برائے ترجیح قرعہ انداختہ وحق بعض را بر بعض راجح ساختہ کہ در تساوی حقوق برائے ترجیح ایں عمل مسنون ومشروع است دیگر آنکہ بخش القرعہ بر آمدہ چوں راجع بصدقہ خودش نیست کہ مالیکہ بدو رسید ظاہر است کہ از دیگران است نہ از وے وہم نیت وقصد او را دراں دخلی نیست تا رجوع لازم آید وہم از تبدیل قبضہ صدقہ نماندہ بلکہ بدیہ لہٰذا ممنوع نخواہد بود ونیز ربا نمی تواند شد زیرا کہ دراں علیٰ مقدار تزاید گرفتن آن ہر دو عین ربوی نمی باشد بر وجہ دین ومعاہدہ و دریں جا ہر دو نیست بلکہ محض اتفاق است کہ گر بیاید یا نہ اگر بیاید ہم معلوم وتعیین نیست کہ چہ بیاید بہیچ نہی وشرط مفضی الی النزاع وفاسد نیست تا ابطال عمل لازم آید ویا محذور شرعی داشتہ باشد وہم ایں صورت میسر وقمار وازلام نیست کہ بر آں حکمش مترتب گردد چنانکہ ظاہر است بلکہ ازیں عمل تحریص معاونین خیر است وتوفیق اعمال خیر بسہل تر وجہے صورت بندد یا الجملہ اعمال ممنوعہ شرعیہ ہماں تواند بود کہ مفضی الی النزاع شوند یا ضرر ہی اہم از ینکہ نفسی باشد یا مالی یا عرضی بنفس خود یا بدیگرے رساند ویا مخالف اخلاق بودہ باشد یا مبائن معانی نص صریح ونظائر ہر دریں امر ہیچ چیز ازیں یافتہ نمی شود پس جوابیکہ حاوی ایں جملہ مراتب باشد تحریر گردد بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

در صورت مسئول عنہا جمع نمودن مال بحیلہ مذکورہ امر جائز نیست زیرا کہ ایں صورت داخل میسر وقمار است کہ در زمان جاہلیت مروج بودہ حق تعالیٰ در نص صریح منع بلیغ ازان فرمودہ است قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون وانچہ در سوال نوشتہ اند کہ ایں صورت میسر وقمار وازلام نیست تفہیم وتمرین صواب نیست چہ در اصطلاح شرع میسر میگویند بازی را کہ دراں خطر

تلف مال وحصول آن بلا عقد شرعی باشد واین معنی در اکثر نیز بخوبی متحقق است قال فی الکشاف المیسر القمار مصدر من یسر کالموعد والمرجع من فعلهما یقال یسرته اذا قمرته واشتقاقه من الیسر لانه اخذ مال الرجل بیسر وسهولة من غیر کد ولا تعب او من الیسار لانه سبب یساره وعن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما کان الرجل فی الجاهلیة یخاطر علی اہلہ وماله فان قلت کیف صفة المیسر قلت کانت لهم عشرة اقدح وهی الازلام والاقلام الفذ والتوام والرقیب والحلس والنافس والمسبل والمعلی والمنیح والسفیح والوغد لکل واحد منها نصیب معلوم من جزور ینحرونها ویجزؤنها عشرة اجزاء لا الثلثة وهی المنیح والسفیح والوغد للفذ سهم وللتوام سهمان وللرقیب ثلاثة وللحلس اربعة وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلی سبعة یجعلونها فی الربابة وهی خریطة ویضعونها علی یدی عدل ثم یجلجلها ویدخل یده فیخرج باسم رجل رجل قدحا منها فمن خرج له قدح ذوات الانصباء اخذ النصیب الموسوم بذلک القدح ومن خرج له ما لا نصیب له لا یاخذ شیئا وغرم ثمن الجزور وکلٌ فی حکم المیسر انواع القمار من النرد والشطرنج وغیرهما عن ابن سیرین کل شیء فیه خطر فهو من المیسر انتهی مختصرا فقط والله سبحانه اعلم وعلمه اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ غلام غوث وغلام پیر وغلام نبی وعبد وعبدالرسول وغیرہ نام رکھنا شرعاً جائز ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مخفی نیست نزد راقم آنست کہ تسمیہ باین اسماء ادنیٰ وافضل نیست جائز است خلاف اولیٰ زیرا کہ اضافت عبد طرف غیر حق تعالیٰ در اسمائے صحابۂ کرام موجود است وآں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آنرا تغیر نفرمودہ نہ نہی از تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جواز آن ثابت است بلکہ آں صحابی برادر زادہ در عم زادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند وحدیث از وشان در صحیح مسلم مرویست ودر مشکوۃ از مسلم می آرد عن عبد المطلب ابن ربیعۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہذہ الصدقات انما ہی اوساخ الناس الخ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک مقدمہ میں قاضی کے روبرو عدالت کے اندر شہادت بحلف شرعی جھوٹی ادا کی اور جب گواہی اس کی جھوٹی ثابت ہوئی تو زید نے شہادت کاذبہ سے روبرو قاضی کے توبہ کرلی پس شرعاً مواخذہ جرم ادائے شہادت کاذبہ کا بعد تائب ہونے کے زید پر ہو سکتا ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مرا خذہ جرم شہادت کاذبہ کا ایک اثم ہے اللہ تعالیٰ لے کا تو وہ بلا تامل توبہ سے جاتا رہیگا قال اللہ تعالیٰ سبحانہ ان اللہ یقبل التوبۃ عن عبادہ و یاخذ الصدقات وان اللہ ہو التواب الرحیم اور ایک تعزیر و تشہیر ہے عند القاضی سو وہ بھی توبہ سے ساقط ہے قال فی الفتاوی عالمگیری قال الحاکم الامام ابو محمد الکاذب ان رجع الی سبیل التوبۃ والانابۃ والندامۃ لا یعزر من غیر خلاف انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین اس باب میں کہ جسطرح ادائی شرط جمعہ کے لئے فرقہ اتفاق مسلمین کا قائم مقام سلطان کے ہوتا ہے اسیطرح فیصلہ قضایا میں باوجود ہونے حاکم وقت کے اور رجوع لانے مقدمات مذہبی وغیر مذہبی سائر قوم شرفا امرا کے اتفاق ایک قوم خاص کا عوام جہال میں سے کہ محض نا واقف احکام شرعیہ اور ضوابط قانونیہ سے ہیں بلا ضرورۃ قائم مقام سلطان کے ہو سکتا ہے اور امور اہم منصبی سلطان کا جیسے اپنی دار القضا ظلمی میں کسیکو بالجبر طلب کرکے اپنی رائے سے عداوۃ مجرم قرار دیکر اوس سے بجاس روپیہ جرمانہ لینا یا تعذیر دینا انکا درست ہوگا یا نہ بر تقدیر ثانی اس قوم کے حق میں اور مال جرمانہ کی حلت و حرمت میں حکم شرعی کیا ہوگا بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں اگر حاکم وقت کافر ہے اور اجرائے احکام من المتخاصمین خلاف شرع کرتا ہے اور مصداق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا تو مسلمان کو اس کی طرف نسبت خصومات میں رجوع کرنا بالطوع و اختیار اپنے ہرگز نہ چاہئے اس تقدیر پر اگر اہل اسلام باہم اتفاق کریں اوپر اجراء احکام شرع کے بتدبیر ورائے ایک جماعت کے بیچ حوادث اپنی کہ تو یہ اتفاق بطرز تحکیم شرعی ہوگا اور جس طرح احکام محکم کے اوپر متخاصمین متفقین علی التحکیم کے بشرط موافقت شرع کے نافذ ہوتے ہیں اسیطرح احکام اوس جماعت کے بشرط مذکور نافذ ہونگے خواہ وہ جماعت جہال ہو یا اہل علم اور در صورت مخالفت شرع کے قابل نفاذ شرعی نہیں ہیں اگرچہ متخاصمین کو بشرط عدم تعلق حق غیر کے اختیار ہے کہ اپنے اوپر اس احکام غیر شرعیہ کو ترا ضی نافذ مان لیں پس جرمانہ کہ عبارت ہے تعزیر بالمال سے شرعاً اصلا جائز نہیں اور وہ مال جرمانہ حرام ہے کما قال فی رد المحتار ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال ومثلہ کرا شارح فی الکفالۃ انتہی اور وہ لوگ جو اپنی رائے سے خلاف شرع کے احکام نافذ کرتے ہیں آثم و گنہگار ہیں سخت اور اگر نہ باز آئیں تو عجب نہیں کہ مصداق بنجائیں آیۃ کریمہ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الکافرون کے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

الفقیر المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان مسائل میں اول فی زماننا تجارت سرتی یعنی تماکو خوردنی کی اس طرح ہوتی ہے کہ جب سوکھ کر طیار ہو گئی تو اس پر پانی ایسے خم یا سبو سے جس کی نجاست میں کوئی شبہہ نہیں ہوتا لیکر چھڑکا جاتا ہے اور جب پانی پڑنے سے ملائم ہو جاتی ہے تو گٹھر باندھ کر آڑھت میں بھیجی جاتی ہے پس ایسی سرتی کو خرید کر چونا اس میں ملا کر کھانا درست ہے یا نہیں اور تماکو پینا اور کھانا درست ہے یا نہیں شرعاً سادی یا کیا ۲ درود تاج کا وظیفہ کرنا جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دافع البلاء والوباء والمرض والموت والقحط والالم وغیرہ لکھا ہے جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے کسی دوسری درود کا جو احادیث سے ثابت ہوں اور ان میں اس قسم کے لفظیں نہوں پڑھنا افضل یا اسی کا ۳ اگر کوئی ایسے سخت عارضہ میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج حکما نے یہہ تجویز کیا کہ ہمیشہ علی الصباح تھوڑی شراب انگوری پی لیا کرے ورنہ مرجائے گا تو پینا شراب کا جائز ہو گا یا نہیں ۴ اگر کوئی شخص ایسا کشتہ کھا گیا ہی جس کے سبب سے شہوت اس کی اس قدر زیادہ ہو گئی کہ روزانہ کم سے کم ایک بار جماع کئے بغیر نہیں رہ سکتا ورنہ اس کی کھوپری شق ہو جا دے اس خیال سے اسنے چار بیبیاں کیں مگر اتفاق سے ایسا ہوا کہ اُن چاروں کو ایک ہی دن حیض شروع ہو گیا اس سبب سے اس شخص نے چاہا کہ ایک کو طلاق دیکر اس کے عوض میں دوسری عورت سے نکاح کر لیوے مگر بروقت کوئی عورت دوسری ملتی نہیں ہے پس ایسی حالت میں وہ شخص کیا کرے اور کس طرح اپنی جان بچا دے آیا حالت حیض میں جماع کرے یا جلق لگا دے یا کیا کرے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول جب تماکو میں حسب بیان سائل کے نجس پانی مخلط کیا جاتا ہی تو وہ تماکو نجس ہی کھانا اس کا جائز نہیں اور پینا اس تماکو کا یا اور پاک تماکو کا اگر نشہ نکرے اور دہن میں تعفن نہ پیدا کرے تو بلا کراہت جائز ہے اور بر تقدیر نشہ کرنے کے مثل اشیائے منشیہ کے حرام ہے اور در صورت پیدا کرنے تعفن کے مکروہ ہی قال فی رد المحتار فالذی ینبغی للانسان اذا سئل عنہ ان یقول ہو مباح لکن رائحتہ تستکرہہا الطباع فہو مکروہ طبعا لا شرعا انتہی وفی الحدیث حرمت الخمر بعینہا والسکر من کل شی انتہی جواب سوال ثانی پڑھنا درود تاج کا جائز ہے اور وہ درود حدیث صحیح سے ثابت ہے پڑھنا اس کا افضل ہے درود تاج سے بجہت تبرک الفاظ حدیث کے قال فی شرح المنیۃ والاتیان بما فی الاحادیث الصحیحۃ اولی انتہی جواب سوال ثالث پینا شراب کا واسطے مرض کے بقول اطباء جائز نہیں ہے۔

قال فی رد المحتار ولا یجوز بها التداوی علی المعتمد انتہی قال فی رد المحتار وقدمنا فی الحظر والاباحۃ ان المذہب انہ لا یجوز التداوی بالمحرم انتہی جواب سوال رابع شخص مذکور کو ایسی حالت میں جلق بھی جائز ہے اور اگر اپنی زوجہ کے ہاتھ سے انزال کرالے تو یہ بھی جائز ہے اسیطرح اگر اپنی زوجہ کے پیٹ وغیرہ میں سرخ کرکر کے انزال کرلے تو یہ بھی درست ہے قال فی الدر المختار وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون ولو خاف الزنا یرجی ان لا وبال علیہ انتہی قال فی رد المحتار الاستمنا حرام اے بالکف اذا کان لاستجلاب الشہوۃ اما اذا غلبتہ الشہوۃ ولیس لہ زوجۃ ولا امۃ ففعل ذلک لیسکنہا فالرجاء ان لا وبال علیہ انتہی وقال فی الجوہرۃ النیرۃ الاستمناء حرام وفیہ التعزیر ولو مکن امراتہ او امتہ من العبث بذکرہ فانزل کرہ ولا شیء علیہ انتہی وفی رد المحتار ویجوز ان یستمنی بید زوجتہ وخادمتہ انتہی فقط۔

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال چہ می فرمایند علمائے دین ومفتیان شرع متین اندرین مسئلہ کہ سرکہ یعنی انچہ مردمان گلچگان یا مالیدہ عرق برآوردہ بناجوش یا بجوش نیز نقل ادرت گل وغیرہ برائے ساختن سرکہ می نہاوند تا وقتیکہ سرکہ تیار نمی شود بہ نہائے گوناگوں دہ عرق مذکور بید می شود الا از بو او کے بوئے مثل شراب ہم پیدا می گردد لیس دریں صورت مذکور بخوردن عرق مذکور بوقت بودن کہ شراب یا بوقت بودن سرکہ نیز چہ حکم میدارد بینوا توجروا۔ فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

خوردن عرق مذکور اگر مسکر نباشد جائز است خصوصًا ہنگامیکہ سرکہ گردد لیکن خوردنوش وقت تعفن کردہ است مثل پیاز ولہسن خام قال فی فتاوی عالمگیری وما لا شربۃ بالتغیر فالمحرم کذا فی خزانۃ الفتاوی انتہی۔ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی شخص یہ لفظیں کہکر مرغی ذبح کرے کہ کرکرات ہے کاہے مرمرات ہے کاہے برا یا دانہ کہاست ہے کاہے تجے آئی قیامت مجھے آئی نعمت بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر بسم اللہ اللہ اکبر تو کہانا اس مرغی کے گوشت کا جائز ہے یا نہیں اور وہ گوشت حرام ہوگا یا مکروہ تحریمی یا حلال یا کیا فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مسئول عنہا میں کھانا مرغی مذکور کا جائز ہے اسواسطے کہ تسمیہ جو شرط تذکیہ ہے ذابح سے متحقق ہوگیا۔ قال فی الدر المختار وتشترط التسمیۃ من الذابح انتہی۔ اور یہ الفاظ مہمل ولغو جو پہلے تسمیہ سے واقع ہوئے اس سے خلل ذبح میں نہیں ہوتا لیکن ایسے الفاظ لغو کو ترک کرنا چاہئے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال۔ چہ میفرمایند علمائے متجرین دین متین دریں مسئلہ کہ ترجمہ کنز، احسن المسائل اور مفتاح الجنۃ وغیرہ میں قربانی کے بارہ میں بدھیا کو درست کہا ہے اور لنگڑہ لولا کانا وغیرہ قربانی میں نہیں لیتے ہیں کیں بدھیا بیل کے درست ہونیکا کیا سبب ہے دوسرے یہہ کہ میت کے دفن کو قبرستان میں جاتے ہیں اور بعد دفن میت کے قبر پر فاتحہ پڑھکر چالیس قدم چلتے ہیں اس کے بعد فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس طرف کا یہہ رسم ہے کہ اول فاتحہ میت کو دفن کر کے قبر پر پڑھتے ہیں اور دوسرا فاتحہ چالیس قدم چلکر قبرستان کی حد سے باہر نکل کر پڑھتے ہیں اور تیسرا فاتحہ خیر میت کے مکان پر جاکر پڑھتے ہیں پس اس طریقہ کی فاتحہ میں کچھہ قباحت ہے تیسرا یہہ کہ نماز میں التحیات کے اندر اشہد ان لا الہ الا اللہ پر انگشت شہادت اٹھانا جائز ہے یا نہیں اگر اٹھانا جائز ہے تو کہاں تک اٹھانا سلام تک کھڑے رکھنا یا الا اللہ پر اٹھانا پر اپنی جگہ پر رکھدینا فقط چوتھا یہہ کہ جسوقت کہ پروردگار نے کل ارواحیں پیدا کیں تو ارواحوں اور اللہ کے درمیان کیا کیا عہد و پیمان ہوئے ہیں ہر ایک کی شرح سے مطلع فرمادیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب پہلے سوال کا یہہ ہے کہ بدھیا ہونا بیل کا عیب نہیں ہے بلکہ بدھیا ہونے سے قیمت بیل کی زیادہ ہوتی ہے اور گوشت بھی عمدہ ہوجاتا ہے اور لنگڑا لولا کانا ہونا عیب ہے قربانیکا اور اس عیب سے قیمت بھی اس کی کم ہوجاتی ہے لہذا قربانی اس کی ناجائز ہے جواب دوسرے سوال کا یہہ ہے کہ فاتحہ قبر میت پر اور پھر قبرستان سے چالیس قدم نکل کر اور پھر اقرباؤں میت کے مکان پر پڑھنا شرع میں ممنوع نہیں البتہ اس خصوصیات کو سنت یا کتب نہ سمجھنا چاہئے جواب سوال سوم کا یہہ ہے کہ التحیات میں انگشت شہادت اٹھانا مستحب ہے اور کلمہ لا الہ پر اٹھانا اور الا اللہ پر انگشت کو گرادیا جائے اور بعد اس کے ہاتھ کو کھولدیا جائے اخیر تک فقط جواب سوال چہارم یہہ ہے کہ اللہ تعالے نے ارواح سے عہد وحدانیت کا اور اپنی ربوبیت کا لیا تھا چنانچہ قرآن شریف میں صراحۃ مذکور ہے فقط

واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبدالغفار خان۔

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اندریں مسائل مفصلہ ذیل بینوا بالنص علی مذہب الحنفیہ من کتبہم المعتبرۃ توجروا الثواب بغیر حساب فقط المسئلۃ الاولیٰ مثلاً کسی کافر کا دین بحیثیت مالگذاری مقرری ودوامی کسی موضع کی ذمہ زید وعمرو وغیرہما مومنین کے واجب الادا ہے ہو اور بعد گذرنے چند سال بحیث تمادی قانونی کے وہ کافر مجبور ومایوس ہو کر وصول مبالغ سے اپنی سرکار کمپنی کے محکمہ میں مقدمہ بدعویٰ اصل مال وسود وتاوان سالانہ واخراجات کے مصالحہ کریں یا بحکم وفیصلہ حاکم مرجوعہ الیہ اصل مال وغیرہ مذکورہ بالا کو ادا کریں یہ سود اور تاوان واخراجات جو فاضل از اصل زر باقی ہے ہر دو صورت یا کے غیر معین ادا کرنا حرام وناجائز شرعاً ہوگا یا نہیں و دہندہ اس فاضل کا مرتکب گناہ کبیرہ کا ہوگا۔ یا نہیں المسئلۃ الثانیۃ مثلاً زید نے ایک موضع مملوکہ اپنے کو بدست عمرو بمعاہدہ بجمع مقرری ودوامی بعوض مالگذاری صدر روپیہ سالانہ کے مقرری تمیں یا رجسٹری کر دیا من بعد زید نے بعلت ضرورت اخراجات اپنے کے اوسے عمرو دیگر شخص سے ہزار روپیہ مثلاً قرض بنام نہاد بخشش کی اس معاہدہ پر لیا کہ دس برس تک دس دس روپیہ سالانہ بذیل اس صدر روپیہ مالگذاری سے وصول ہوا کریگا باقی نوسو روپیہ تم لوگوں کا بعد دس برس کے ہم وصول کر دینگے پس باقی نوسو روپیہ ہر سال دس برس تک عمرو وغیرہ کو جو نفع بلا عوض کسی شئے کے ہوا کیا یہ سود ہوا شرعاً حرام ہوگا یا نہیں اور اجارہ باطل واجب الفسخ ہے یا نہیں المسئلۃ الثالثۃ مونچھ ریش کس قدر رکھنا فرض وواجب وسنت ومستحب وناجائز ومکروہ ہے المسئلۃ الرابعۃ قبل تحصیل مسائل دینیہ ضروریہ کے علم انگریزی پڑھنا یا کسی عزیز کو پڑھوانا حرام ہے یا حلال ہدایت ہے یا ضلال المسئلۃ الخامسۃ حقوق الناس محل خوف زیادہ ہے یا حقوق رب الناس برتقدیر اول حقوق مومن اخوف ہیں یا حقوق کافر المسئلۃ السادسۃ کل یوم لیلۃ ولجمعۃ لیلتان صحیح ومستند ہے یا غلط وموضوع وبرتقدیر صحت میت مومن ہر دو لیل کو درجہ شہادت ودخول جنت بغیر حساب نصیب ہے یا صرف میت لیل قبل الجمعۃ کو المسئلۃ السابعۃ روز جمعہ بعد نماز عصر سے اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم سے تا غروب محفوظ رہے شرعاً ثواب صوم حاصل ہوگا یا نہیں بلکہ بدعت ہے یا کیا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول بلاشبہ مدیونین جو بخوف ڈگری مدعی سے ادائے اصل مال پر مع سود وغیرہ کے صلح کریں جیسے بلع اور ادا سود کا حرام ہے اسواسطے کہ اس صورت میں برضا واختیار یا کھلانا ہوا اور وہ

حرام ہے غیر جائز قال لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا وموکلہ وکاتبہ وشاہدیہ رواہ مسلم البتہ اگر حاکم جبراً سود دلوا دے تو وہ لوگ گناہگار نہونگے فقط جواب سوال ثانی وہ نوے روپیہ جو عمرو وغیرہ کو نو برس تک ملے ہر چند احتیاطاً اس کا نہ لینا بہتر ہے لیکن بحکم فتویٰ اس کو ربا نہیں کہہ سکتے اسواسطے کہ یہ صحیح اجارہ موضع مذکورہ کا بعوض دس روپیہ سالانہ کے جو منجملہ ہزار روپیہ قرض کے سال بسال مجرا ہوگا ممکن ہے جواب سوال ثالث موئے ریش بقدر یک قبضہ یعنی ایک مٹھی کے رکھنا واجب ہے ہر طرف سے پس اس مقدار سے کم کرانا مکروہ تحریمی ہے روی الشیخان باسنادہما عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب انتہی وروی محمد ابن الحسن فی کتاب الآثار اخبرنا ابو حنیفۃ عن الہیثم ابن ابی الہیثم عن ابن عمر انہ کان یقبض علی لحیتہ ثم یقص ما تحت القبضۃ انتہی وقال فی الدر المختار واما الاخذ منہا وہی دون ذلک کما یفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد انتہی جواب سوال رابع قبل سیکھنے مسائل ضروریہ دین کے پڑہنا انگریزی کا حرام ہے اور بعد بلکہ سیکھنے یعنی مسائل ضروریہ کے بعد بھی بغیر کسی غرض صحیح شرعی کے وبال ہے اور نکال اس لئے کہ اس کے پڑہنے میں مناسبت اور مخالطت ہے کفار سے اور بمقتضائے احادیث صحیحہ اور نصوص قطعیہ کے مجانبت اور احتراز ان سے واجب ہے پس اختلاط اور مخالطت ان سے حرام ہے قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءہم او ابناءہم او عشیرتہم الآیۃ قال فی الکشاف والغرض بہ انہ لا ینبغی ان یکون ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال مبالغۃ فی النہی عنہ والزجر عن ملابستہ والتوصیۃ بالتصلب فی مجانبۃ اعداء اللہ ومباعدتہم والاحتراس عن مخالطتہم ومعاشرتہم انتہی وقال ایضا تحت قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا تتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء الآیۃ وہذا تغلیظ وتشدید فی وجوب مجانبۃ المخالف فی الدین واعتزالہ کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تتراءی ناراہما ومنہ قول عمر رضی اللہ لابی موسیٰ فی کاتبہ النصرانی لا تکرموہم اذ اہانہم اللہ ولا تأمنوہم اذ خونہم اللہ ولا تدنوہم اذ اقصاہم اللہ انتہی جواب سوال خامس حقوق ناس اخوف ہیں حقوق اللہ سے روی البیہقی فی شعب الایمان عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الدواوین ثلاثۃ دیوان لا یغفر اللہ الاشراک باللہ ودیوان لا یترک اللہ ظلم العباد فیما بینہم حتی یقتص بعضہم من بعض ودیوان لا یعبأ اللہ بظلم العباد فیما بینہم وبین اللہ فذاک الی اللہ ان شاء عذبہ وان شاء تجاوز عنہ انتہی نقلا عن المشکوۃ اور اس تقدیر پر حقوق کافر بہت سخت ہیں اسواسطے کہ اگر ذمہ مومن پر حقوق مومن ہوگا تو حسنات اس ظالم کے مظلوم کو دیئے جاوینگے اور جب حسنات نہ رہینگے تو سیئات مظلوم کے ظالم پر ڈالے جائینگے روی مسلم عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما المفلس قالوا المفلس فینا من لا درہم لہ ولا متاع فقال ان المفلس من

امتی من یاتی یوم القیامۃ بصلوۃ وصیام وزکوۃ ویاتی قد شتم ہذا وقذف ہذا واکل مال ہذا وسفک دم ہذا وضرب ہذا
فیعطی ہذا من حسناتہ وہذا من حسناتہ فان فنیت حسناتہ قبل ان یقضی ما علیہ اخذ من خطایاہم فطرحت علیہ ثم طرح
فی النار انتہی اور حسب کا فر قابل لینے حسنات کے بروز قیامت نہیں ہے تو لامحالہ سئیات اوس کی
ظالم پر پڑیں گی اور کوئی احتمال بچنے کا نہوگا جواب سوال سادس لکل یوم لیلۃ والجمعۃ لیلتان حدیث نہیں ہے
غلط ہے اور مومن فقط ایک شب جمعہ کو جو قبل از جمعہ ہے عذاب قبر سے محفوظ رہیگا اور اسیطرح تمام روز
جمعہ میں نہ اس شب میں جو بعد الجمعہ ہے قال فی رد المحتار وہو خیر ایام الاسبوع ومن مات فیہ او فی لیلۃ
امن من فتنۃ القبر وعذابہ انتہی مختصراً۔ جواب سوال سابع بروز جمعہ بعد نماز عصر اگر بہ نیت صوم مفطرات صوم
سے تا غروب محفوظ رہے تو یہ فعل اس کا موجب ثواب نہیں بلکہ اگر اس کو ثواب سمجھکر عمل میں لاوے
تو بدعت سئیہ ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال ۔ واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل کیا فرماتے علمائے دین ومفتیان شرع متین اس
صورت میں کہ ایک شخص مسمی زید جس کی خلقت میں گانے بجانے کا گویا خمیر ملا ہے اپنے تمام اعمال بد سے
نادم ہو کر بعض علماء گرامی کے روبرو تائب ہوا چندروز کے بعد پہلی توبہ سے منحرف ہو کر ہر قسم کے کار
بد کو علانیہ رائج کیا اور بعض عورات کو ورغلا کر بھگا لے گیا اس میں اہل اسلام کو غیرت آئی اسکو برادری
سے نکال کر حقہ پانی بند کر دیا اور اپنے پاس تک بیٹھنے کو بھی منع کیا اس معاملہ میں بعض اہل اسلام
ذی علم وذی وقار بھی شریک تھے ان کی شان میں اُسنے کلمات ناشائستہ کہے لیکن بعد چندروز
کے پھر تائب ہوا مسلمان اس کے ساتھ مثل سابق کے برتاؤ کرنے لگے ابھی توبہ کئے ہوئے
کچھ دن نہ گذرے تھے جو مسلمانوں نے اسکو ایک کافر عیاش کے پاس رنگی رچولہ گاتے دیکھا اور طرہ یہ ہے
کہ جب اُن اہل اسلام نے اپنی برادری میں آکر اس کا تذکرہ کیا تو اور چند مسلمانوں نے اس قول
کی تائید کی یعنی یہ بیان کیا کہ تم نے اس کو آج دیکھا ہے ہم اس کو متواتر مدت سے ایسے ہی دیکھتے
ہیں اور ہر قسم کے ناچنے گانے والوں کی تعریف خواہ عورت ہو یا مرد یا لڑکا حد سے زیادہ کرتا ہے
اور ان کی تعریف کو اپنا فخر سمجھتا ہے داڑھی منڈاتا ہے نماز بھی کم پڑھتا ہے اور وہ شخص جواب میلاد
شریف پڑھا کرتا ہے اس وجہ سے عوام کے عقیدے بدل گئے اور اغلب کہ اور زیادہ بدل جاویں
اب اس صورت میں یہ شخص زید اپنے ساتھ میلاد شریف پڑھوانیکے قابل ہے یا نہیں اور اہل اسلام
اس کی توبہ کا کس طرح یقین کریں چونکہ بارہا توبہ سے منحرف ہو گیا ہے پھر کیا صورت ہے جاسکی

توبہ کا یقین کامل ہو اور ایسی توبہ کا کیا نام ہے درصورت توبہ کرنے یا نہ کرنے کے اس کو اپنی ساتھ مسلمانوں کے شریک کر لیا جاوے یا نہیں اور ایسے شخص کا سلام لینا یا اس پر السلام علیک کرنا چاہیے یا نہیں اور جو شخص نامحرموں کے ساتھ خواہ عورت ہو یا مرد تخلیہ میں ہنسی مذاق کرتا ہو اس کا کیا حکم ہے لہذا کل امورات کا جواب مفصلا موافق شرع شریف کے ارشاد فرمائیے بینوا توجروا وما علینا الا البلاغ فقط۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

شخص مذکور فی السوال فاسق معلن ہے اور اس کی توبہ کا کچھ اعتبار نہیں جب تک علامات صالحین اس میں ظاہر نہوں پس ایسے شخص سے سلام علیک کرنا اور مولد شریف پڑھنے میں اس کو شریک کرنا اور اس سے اختلاط اور محبت کرنا ممنوع ہے قال اللہ سبحانہ وتعالے لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ قال فی تفسیر روح البیان المراد بمن حاد اللہ ورسولہ المنافقون والیہود والفساق والظلمۃ والمبتدعۃ والمراد بنفی الوجدان نفی الموادۃ علی معنے انہ لا ینبغی ان یتحقق ذلک وحقہ ان یمتنع ولا یوجد بحال وقال فی کشف الاسرار اخبر ان الایمان یفسد بموادۃ الکفار وکذا بموادۃ من فی حکمہم وعن سہل ابن عبد اللہ التستری قدس سرہ من صحح ایمانہ واخلص توحیدہ فانہ لا یانس الی مبتدع ولا یجالسہ ولا یواکلہ ولا یشاربہ ولا یصاحبہ ویظہر من نفسہ العداوۃ والبغضاء انتہی بقدر الحاجۃ واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان۔

سوال کیا فرماتے ہیں علماے دین اس صورت میں کہ سود لینا کافروں سے دار الحرب میں جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

دار الحرب میں کافروں سے سود لینا جائز ہے اور حقیقت میں وہ سود ہی نہیں ہے بلکہ مال کافروں کا واسطے اہل اسلام کے مباح ہے سوائے غدر کے جس طرح سے لیا جاوے جائز ہے قال فی الدر المختار لا ربا بین حربی ومسلم مستامن ولو بعقد فاسد او قمار ثمہ لان مالہ ثمہ مباح فیحل برضاہ مطلقا بلا غدر انتہی وفی السیر الکبیر وشرحہ اذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا باس بان یاخذ اموالہم بطیب انفسہم بای وجہ کان لانہ انما اخذ المباح علی وجہ عری عن الغدر فیکون ذلک طیبا لہ انتہی واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ — الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

الجواب صحیح محمد عبد القادر — الجواب صحیح محی الدین عبد القادر — قد صح الجواب محمد امداد حسین مجددی — الجواب صحیح حید یار خان عفی عنہ

سوال چہ میفرمایند علماے دین اندرین کہ بلاد ہندوستان مثل مرادآباد و بریلی و فرخ آباد و میرٹھ
وغیرہ دار الحرب است یا دار الاسلام موافق قول مفتی بہ و روایت قویہ مذہب حنفی بیان نمایند فقط بینوا توجروا

الجواب والله سبحانہ الموفق للصواب

بلاد مذکورہ ہندوستان وغیرہ آن ہمہ از بلاد اسلام است دار الحرب نیست چہ دار حرب اصلی است یا غیر اصلی
اصلی آنکہ گاہے حکومت اسلام در آنجا نشدہ و ہندوستان بدین معنی اصلا دار حرب نیست و غیر اصلی آنکہ در آنجا
حکومت اسلام گردید پس ازاں کفار بر آن غالب شدند پس نزد امام ابی حنیفہ مجرد غلبہ کفار برائے دار حرب بودنش
کفایت نمیکند سہ شرط در کار باید اول اینکہ اجرائے احکام شرک علی الاشتہار در آنجا باشد و حکمی از احکام اسلام جاری
نماند ثانیا اینکہ متصل شدہ باشد بدار حرب اصلی ثالثا اینکہ باشندگان آنجا از مسلمین و کافرین کہ بامان سابق بودند
بدان عہد امان نمانند بلکہ عہد جدید از کافران نمودہ سکونت ورزند قال فی الدر المختار لا تصیر دار الاسلام دار حرب
الا بشروط ثلثۃ باجراء احکام اہل الشرک قال فی الہندیۃ ای علی الاشتہار وان لا یحکم فیہا بحکم اہل الاسلام
ظاہرہ انہ لو اجریت احکام اہل الشرک لا یکون دار حرب انتہی و باتصالہا بدار الحرب
وبان لا یبقی فیہا مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول انتہی در مختار و فی جامع الرموز دار الاسلام تصیر دار الحرب نعوذ باللہ
منہا بشروط احدہا اجراء احکام الکفر اشتہارا بان یحکم الحاکم بحکمہم ولا یرجعون الی قضاۃ المسلمین کما فی الحرۃ
والثانی الاتصال بدار الحرب بحیث لا یکون بینہما بلدۃ من بلاد الاسلام یلحق الخ و منہا الثالث زوال الامان ای
لم یبق مسلم او ذمی فیہا آمنا بامان الکفار ولم یبق الامان الذی للمسلم بالاسلام وللذمی بعقد الذمۃ قبل استیلاء
الکفار وعندہما لا یشترط الا الشرط الاول قال شیخ الاسلام والامام الاسبیجابی ان الدار محکومۃ بدار الاسلام
ببقاء حکم واحد فیہا کما فی العمادیۃ وغیرہ فالاغنیاء ما ان یجعل ہذہ البلاد دار الاسلام والمسلمین والخانت للملاعین
فی الظاہر لغلو الشیاطین کما فی المستصفی وغیرہ و مراد از احکام اسلام مثل جمعہ و اعیاد است کما فی الدر المختار
پس ظاہر است کہ بلاد ہندوستان بر مذہب امام بدین معنی ہم دار حرب نخواہد شد زیرا کہ شرط ثانی و ثالث در بلاد ہندوستان
اصلا موجود نیست و لشرط ما تحقق و گر شرائط جمعہ و اعیاد وغیرہ در آن صحیح خواہد شد و کسانیکہ خلاف این
فتوی دادہ اند از راہ حق دور افتادہ اند و الحق احق بالاتباع فقط واللہ سبحانہ تعالی اعلم بحقیقۃ الحال
و علمہ اتم بوجہ الکمال ۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ   الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان ۔

سوال ۔ ما قول العلماء الحنفیۃ فی ان مسلما ارسل وکیلہ الی دار الحرب لیقرض الحربی من جانب موکلہ و یحصل
فیہ الربا برضا الحربی ہل یجوز التوکیل و یطیب للموکل ہذا الربا ام لا بینوا توجروا فقط ۔

الجواب والله سبحانه الموفق للصواب

يجوز التوكيل ويطيب للموكل ما حصل من الربا اما جواز التوكيل فلما في الكنز وغيره من معتبرات الفقه انه اقامة الغير مقام نفسه في التصرف الجائز ممن يملكه والاقراض للحربي تصرف يملكه الموكل فيصح به التوكيل قال في البحر ناقلا عن البزازية صح التوكيل بالاقراض لا بالاستقراض انتهى واما اخذ الربا من الحربي في دار الحرب فلانه يجوز اخذ اموالهم في دار الحرب بأي طريق كان سوى الغدر لعدم لكون برضاهم قال في الدر المختار ولا ربا بين مسلم وحربي مستأمن ولو بعقد فاسد وقمار ثمة لان ماله ثمة مباح فيحل برضاه مطلقا بلا غدر انتهى وقال في فتح القدير ان مالهم مباح وانما يحرم على المسلم اذا كان بطريق الغدر فاذا لم يأخذ غدرا فبأي طريق يأخذه حل بعد كونه برضا انتهى واما انه يطيب للموكل فلان الوكيل لما اضاف العقد الى الموكل وقبض الربا نيابة عنه دخل الربا في ملكه ابتداء والقبض نائبه وهو الوكيل فلما وصل الى الموكل وصل ماله الذي ملكه بيد نائبه فلا يكون الموكل حينئذ آخذ الربا في دار السلام بل في دار الحرب بيد نائبه ومما دل عليه دلالة واضحة ما قال العلامة محمد عابدين في حاشيته على الدر المختار في جواز اخذ مال السوكرة نعم قد يكون للتاجر شريك حربي في بلاد الحرب فيعقد شريكه هذا العقد مع صاحب سوكرة في بلادهم ويأخذ منه بدل الهالك ويرسله الى التاجر فالظاهر ان هذا يحل للتاجر اخذه لان العقد الفاسد جرى بين حربيين في بلاد الحرب وقد وصل اليه مالهم برضاهم فلا مانع من اخذه انتهى ووجه الدلالة ان الشريك الحربي نائب ووكيل للتاجر بحكم الشركة فاذا قبض مال السوكرة الذي هو ربا وارسل الى التاجر وصل اليه ما ملكه بيد نائبه فان قلت اطبق الحنفية على ان كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ويلزم من مفهوم المخالف ان ما لم يجز للانسان ان يعقده لم يجز ان يوكل به غيره والمسلم الذي في دار الاسلام لم يجز له ان يعقد عقد الربا مع الحربي فلم يجز له ان يوكل به غيره قلت اولا ان المراد من جواز العقد المذكور في كلام الفقهاء الجواز في الجملة لا ما يصح من الانسان ان يفعله بأي وجه كان لانه لا يجوز منه بكل وجه كما سيظهر من كلام المحقق ابن الهمام وغيره واخذ الربا من الحربي في دار الحرب جائز للمسلم فعلى هذا يصح به التوكيل وثانيا ان هذا ضابطة لا حد ولا يصح ابطال الضوابط بابطال العكس بل انما يكون ابطاله بابطال الطرد قال العلامة ابن الهمام في فتح القدير على قول الهداية كل عقد جاز ان يعقده الانسان بنفسه جاز ان يوكل بغيره هذا ضابط لا حد فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي به لان ابطال القواعد بابطال الطرد لا العكس ولا يرد على طرده عدم توكيل الذمي مسلما ببيع خمره هو يملكه لانه يملك التوصل به الذمي فصدق الضابط لانه لم يقل كل عقد يملكه يملك توكيل احد به بل التوصل به في الجملة انتهى وفي البحر كل ما يعقده بنفسه بيان الضابط للموكل فيه وليس حدا فلا يرد عليه ان المسلم لا يملك بيع الخمر ويملك توكيل الذمي انتهى وفي الزيلعي لا يرد جواز توكيل المسلم الذمي ببيع الخمر ونحوه لانه عكس والنقض لا يكون الا في الطرد انتهى وما قيل ان من شرط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف واذا كان الموكل في دار الاسلام لايملك اخذ الربا فلايصح توكيله فجوابه اولاً بان المراد بملك التصرف ان يملكه في جملة المالك بكل وجه وفي كل مكان ومدعي العموم مطالب بالبيان ولما كان المسلم يملك اخذ الربا في بلاد الحرب صدق عليه انه يملك التصرف فصح منه التوكيل وثانياً انه اراد بالتصرف اصل التصرف لا التصرف فيما وكل به قال في جوهرة النيرة وليس المعتبر ان يكون الموكل مالكاً للتصرف فيما وكل به انما المعتبر ان يكون ممن يصح منه التصرف في الجملة لانهم قالوا لايجوز بيع الآبق ويجوز ان يوكل ببيعه انتهى وقال في الدر المختار ممن يملكه اي التصرف نظراً الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء بعارض النهي انتهى فان قيل سلمنا صحة التوكيل لكن لايصح اخذ الربا بالموكل اذ الاقراض من العقود التي ترجع حقوقها الى الموكل ابتداء والوكيل فيها سفير محض واذا كان كذلك فكان الموكل باشر بنفسه اخذ الربا في دار الاسلام قلنا ولو اذا كان الحقوق في الاقراض ترجع الى الموكل والوكيل سفير محض فالعقد الذي جرى بين الوكيل والحربي كانما جرى بين مسلم وحربي في دار الحرب ودخل الربا في ملكه هناك فلا مانع من صحة اخذه وثانياً ان عدم جواز اخذ الربا للمباشر في دار الاسلام حقيقة مسلم ومصرح في كلام الفقهاء واما عدم جوازه للمباشر حكما ومشابهة فغير مسلم ولا مصرح بل نقول لما ارسل الموكل وكيله الى دار الحرب واخذ الربا هناك فالموكل ملك الربا هناك على يد نائبه ووصل اليه بما ملكه بيد نائبه فيجوز اخذه ومن الله سبحانه التوفيق ومنه الوصول الى التحقيق وهو سبحانه اعلم وعلمه اتم كتبه العبد المجيب محمد ارشاد حسين احمدي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الهادي الى سواء السبيل وهو حسبي ونعم الوكيل والصلوة والسلام على سيدنا محمد المبعوث رحمة للعالمين وعلى آله وصحبه والمقتفين آثارهم من العلماء العاملين اما بعد فان هذا الجواب مشحون بتحقيق وتدقيق سلم المضمون وهو بالقبول حقيق لما ثبت في كتب المذهب النعماني صحة ما ذكر من العقود وحل الانتفاع بالارباح الحاصلة بها وكلام العلماء وان كان ناظراً الى الصحة اولاً وبالذات يفيد الحل ثانياً وبالتبع كما لا يخفى على الفقيه النبيه قال صاحب الدر المختار والحاصل ان الربا حرام الا في مسائل منها ان يكون بين مسلم مستأمن وبين حربي في دار الحرب ونص السير الكبير واذا دخل المسلم دار الحرب بامان فلا بأس بان يأخذ منهم اموالهم بطيب انفسهم باي وجه كان لانه انما اخذ المباح على وجه عري عن الغدر فيكون ذلك طيبا له والاسير والمستأمن في ذلك سواء حتى لو باعهم درهما بدرهمين او باعهم ميتة بدراهم او اخذ مالا منهم بطريق القمار فذلك كله طيب له انتهى كلام السير الكبير للامام محمد بن الحسن الشيباني ترجمان المذهب النعماني وذلك لان مالهم مباح ثمه خلافاً لابي يوسف رح في المسلم المستأمن دون الاسير فبهذا علم ان هذا الجواز عند الامام الاعظم والامام محمد رح ومسئلة القرض من المسائل التي لابد فيها من الاضافة الى الموكل ولو معنى كما في الدر المختار وحواشيه فالوكيل فيها سفير محض فلا يتعلق به شيء من حقوق العقد كما هو مصرح به في كتب المذهب وقال ابن كمال باشا اعلم ان من شروط الوكالة ان يكون الموكل ممن يملك

التصرف لان الوكيل يستفيد ولاية التصرف منه وقيل هذا على قولهما فاما على قوله يعني الامام فالشرط ان يكون
التوكيل حاصلا بما يملكه الوكيل لا ما يكون الموكل مالكا للتصرف فليس بشرط حتى يجوز عنده توكيل المسلم الذمي ببيع
الخمر وقيل المراد به ان يكون مالكا للتصرف نظرا الى اصل التصرف وان امتنع في بعض الاشياء لعارض النهي انتهى
وهذا جواب اهل القول الاول فقد افاد مفتي الثقلين ان الكلام في هذا التصرف لا في كل تصرف ما وكلام العلماء يشهد
بهذا وقال السيد الطحطاوي اي من حيث انه لا يعارضه غيره فيه من غير نظر الى حكم شرعي فدخل فيه توكيل
المسلم ذميا ببيع خمر وخنزير والمحرم حلالا ببيع صيد انتهى والاحسن ان يقال ان الاصل في كلام العلماء يطلق على
ما هو الغالب وعلى ما كان سابقا لكن هذا يبتني على القول بان الاصل في الاشياء الاباحة وبه صرح المحقق
الكمال في التحرير الاصولي حيث قال ان المختار ان الاصل الاباحة عند الجمهور من الحنفية والشافعية انتهى
وتبعه تلميذه العلامة قاسم وجرى عليه في الهداية من فصل الحداد وفي الخانية نسبه الى اكثر الحنفية لاسيما
العراقيين قالوا واليه اشار محمد فيمن هدد بالقتل على اكل الميتة او شرب الخمر فلم يفعل حتى قتل بقوله خفت
ان يكون آثما لان اكل الميتة وشرب الخمر لم يحرما الا بالنهي عنهما فجعل الاباحة اصلا والحرمة لعارض النهي
انتهى ومن نقل انه قول اكثر اصحابنا واصحاب الشافعي الشيخ اكمل الدين في شرح اصول البزدوي فمن قال هو رأي
المعتزلة فقد سهى وهنا نافع فيما سكت عنه الشارع فانه يبقى على اباحته الاصلية وقد نص في التحرير على ان المباح
يطلق على متعلق الاباحة الاصلية كما يطلق على متعلق الاباحة الشرعية وما ذكرناه هو المتعين في الجواب ولا يصح
ما قاله الكمال والشيخ زين والزيلعي في عبارة تنوير الابصار ونحوها وهي التوكيل صحيح وهو اقامة غيره مقامه في تصرف جائز
ممن يملكه فان فقد الشروط لا سبيل اليها والشرط ما يلزم من عدمه العدم ولا يلزم من وجوده وجود ولا عدم لذاته
وايضا مفهوم المخالفة معتبر عندنا فيما عدى النصوص سواء كان مفهوم صفة او غيرها كما هو مصرح به في كتب
الاصول وكتب الفروع نعم ما اشاروا اليه من ان شرط التعريف ان يكون مطردا ومنعكسا بخلاف الضابطة والقاعدة نحو كل فاعل
مرفوع فلا يقال المبتدأ مرفوع ايضا لكن هذا الكلام في هذا المقام مما تنفر عنه الطباع وتمجه الاسماع فلهذا لم يعرج عليه العلماء
ولا محشو كتابه وايضاح قضية السؤال ان التوكيل صادر في دار الاسلام لشخص بعقد الربا في دار الحرب فظرف التوكيل دار الاسلام
واما دار الحرب فهو ظرف عقد الربا واخذه وهو يجوز للموكل اذا كان في دار الحرب ولا وجه لاعتبار كون هذا العقد في
دار الاسلام باعتبار الموكل وهو لا يقول به عاقل فضلا عن عالم لان صدوره حقيقة في دار الحرب وهذا هو ما يسره الله تعالى
على عجلة مع شغل البال وتكدر الفهم السقيم ومن الله صلاح الحال وفوق كل ذي علم عليم وهو الاقرب الى
الصواب لا يعتريه شائبة الارتياب امر برقمه شيخ العلماء والمدرسين بمدينة سيد المرسلين الشيخ يوسف الغزي الحنفي عفي عنه

بسم الله الرحمن الرحيم

لك الحمد يا من نحت العلماء كرائم عرائس المعاني على منصة البيان وسخت بها على الفقهاء لتشييد اساس الدين فكانت
ذللت في ميادين البيان ولك الشكر ان ميزت اهل العلم بمرتبة انما يخشى الله من عباده العلماء وطلعت في عزهم
شموس العلماء بورثة الانبياء ومن جودك اتم الصلوة وازكى السلام على من خص بحقائق المثاني وسواطع البرهان
فاعجز الفصاحة كل منطيق لم في حلبة الفضل ميدان ورهان وعلى آله الذين هم خلاصة الوجود وانسان عين كل انسان
وعلى اصحابه الذين هم كالنجوم فمن اقتدى بهم اهتدى وفاز بالامن والرضوان وعلى الائمة المجتهدين وسائر ائمة الدين
خصوصا الامام الاعظم ابا حنيفة النعمان وانظمنا اللهم في سلكهم تفضلا منك يا جواد يا كريم يا رحمن اما بعد فقد اطلعنا
على ما حرر من الجوابين السادرين عن الحبرين اللوذعيين فوجدنا كل واحد منهما بعد التامل ثابت المضمون لا يعتري شمس
صحته افول ولا تخالطه الظنون بيد انه بحر تقاذفت موجه بالدرر او نهر فائق يستخرج منه كنز دقائق الغرر مشتمل
على ما عليه الاعتماد من المعول معززة لكل طرد اشم من الائمة الفحول موشحة بما عليه الفتوى من المذهب جديرة
بان تنتظم زواهر جواهرها في سلك من ذهب وبويده ما في المجتبى من العبارة التي لا غبار عليها في هذا المقام مستامن
من اهل دارنا مسلما كان او ذميا في دارهم او من اسلم هناك باشر معهم من العقود التي لا تجوز فيما بيننا كالربويات
وبيع الميتة جاز عندهما خلافا لابي يوسف وهذا هو الصحيح اه ومنه ما اذا باع منهم خمرا او خنزيرا او قامرهم واخذ المال
كما في منح الغفار واما وقع من سهو لصاحب البحر في نقله عن المجتبى فقد نبه عليه صاحب رد المحتار واما كون المال
ليطيب للموكل كما ذكر في معتبرات الفقه قاطبة تشير اليه فلا حاجة الى الاطالة بذكره لعدما سطر في الجوابين من البسط
مع التطويل ناهيك ذلك كثيرة النقل وجمع الاقاويل واما قول المتون التوكيل صحيح لنفسه كل ما يباشره الموكل بنفسه
بمجرد ضابط وليس في عبارته ما يفيد الحصر كما نبه عليه غير واحد وبالجملة فما حرره هو الصواب الجدير بالاتباع وعليه
التعويل بلا شبهة ولا نزاع هذا ونسئل الله تعالى ان يسلك بنا سواء السبيل ويوفقنا بحسن الحال كيف لا وان الفقه امانة
معلقة في اعناق الرجال ولنتبرك بذكر حديث ورد عن صاحب الشريعة مما يناسب ذلك فنقول اخرج الامام البخاري
في صحيحه والامام النووي في رياض الصالحين عن ابي موسى رضي الله عنه قال قال النبي صلى الله عليه وسلم ان
مثل ما بعثني الله به من الهدى والعلم كمثل غيث اصاب ارضا فكانت منها طائفة طيبة قبلت الماء فانبتت
الكلاء والعشب وكان منها اجادب امسكت الماء فنفع الله بها الناس فشربوا وسقوا وزرعوا واصاب طائفة
منها اخرى انما هي قيعان لا تمسك الماء ولا تنبت الكلاء فذلك مثل من فقه في دين الله تعالى ونفعه
بما بعثني الله به فعلم وعلم ومثل من لم يرفع بذلك رأسا ولم يقبل هدى الله الذي ارسلت به انتهى وفي هذا القدر
الكفاية من التصديق مقنع لمن كان يرى من الحق ومسمع والله سبحانه وتعالى هو الهادي وعليه معولي

واعتمادی فقط امر برسمہ الفقیر الیہ عز شانہ محمد امین مالی مفتی الاحناف بالمدینۃ المنورۃ عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خص من شاء بما ء والعلمیۃ والسلام علی سید الانبیاء و ہو خیر من اوتی الحکمۃ وفصل الخطاب وعلی جمیع اخوانہ وآلہ والاصحاب اما بعد فما حررہ مولینا المجیب قدوۃ اہل التحقیق والتدقیق فصحیح مقبول و بالاعتماد علیہ حقیق والاجمال مغن عن التفصیل واللہ یقول الحق وہو یہدی السبیل رقمہ خادم الطلبا بالمدینۃ المنورۃ محمد مظہر

احقر البریہ کان اللہ لہ

محمد مظہر احمدی

الجواب صحیح علی مذہب الامام رضی اللہ عنہ الملک العلام

واللہ النبی واتم ؛ نعقرار

سوال اول کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جاوے بقصد تعظیم وخوشنودی غیر اللہ تعالیٰ اگرچہ ذابح نے وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا گوشت اسکا حلال ہے یا حرام سوال دوم کسی شخص نے ایک جانور ماکول اللحم بقصد تعظیم وتقرب غیر اللہ پرورش کیا جیسا کہ مروجہ جہلائے ہند ہے یعنی ایک بکرا کسی نے پرورش کیا بہ نیت تقرب کسی ولی یا غیر ولی کے جیسا شیخ سدو کا بکرا یا گائے میاں کبیر کی یا مرغا شیخ مدار کا بخوف ضرر یا باعتقاد نفع بدیں عقیدہ کہ اگر کوئی شخص عوض اس بکرے کے دوسرا ایک بکرا یا دو بکری اس سے بہتر یا بعوض اس کے گوشت سبد لادیا جاوے تو بکر یکا پالنے والا بخوف شیخ سدو وغیرہ کی راضی نہیں ہوتا ہے یہ سمجھکر کہ سوائے بکرہ مذکورہ کے دوسرا قبول ہوگا اور وہ شخص اسی عقیدہ پر قائم رہا یہانتک کہ بسم اللہ کہکر وہ بکرا ذبح ہوا اس گوشت اسکا حرام ہے یا حلال سوال سوم شیخ سدو کا بکرا ہو یا کسی ولی کا بکرا ہو بعقیدہ مذکورہ سوال دوم حکم دونوں کا واحد ہے یا نہیں یعنی دونوں حلال ہیں یا حرام یا دونوں میں کچھ فرق ہے پس نزدی مقلدان طریقہ حنفیہ کے موافق طریقہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جواب باصواب عنایت فرمایا جاوے بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جواب سوال اول یہ ہے کہ جو جانور ماکول اللحم ذبح کیا جاتے واسطے تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ کے اسکے دو حال ہیں ایک یہ کہ تعظیم اور خوشنودی غیر اللہ تعالیٰ ساتھ نفس فعل ذبح کے یعنی اراقۃ دم کے منظور ہو دوسرے یہ کہ ساتھ گوشت ذبیحہ کے مقصود ہو نہ ساتھ اراقۃ دم کے یعنی یوں قصد کیا کہ یہ جانور واسطے نذر غیر اللہ تعالیٰ کے معین کیا بایں طور کہ گوشت اسکا بعد ذبح کے کسی کو دیں گے یا کھلاویں گے بنام اس غیر اللہ تعالیٰ کے تاکہ وہ ہم سے راضی ہو اور عظمت اس کی ظاہر ہو پھر اس کے دو حال ہیں ایک یہ کہ کھانا

یا دیا گوشت ذبیحہ کا فقط واسطے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہو بدون قصد تقرب حق تعالیٰ کے دوسرے یہ کہ اسمیں تقرب حق تعالیٰ مقصود ہو اور بعد اسکے خوشنودی اور تقرب غیر اللہ تعالیٰ بھی ہو خواہ بایصال ثواب یا بدون اسکی شق اول میں ذبیحہ مردار اور حرام ہے کما قال فی الدر المختار وغیرہ ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ انتہی اور صورت ثانیہ میں اگر وقت ذبح کی نام اللہ تعالیٰ کا بطور معہود آیا تو ذبیحہ مذکا اور طاہر ہے لیکن کھانا اسکا حرام ہے اسواسطے کہ اس گوشت میں تقرب غیر اللہ مقصود ہے اور جس چیز میں تقرب غیر اللہ تعالیٰ کا منظور ہو وہ حرام کما قال فی العالمگیری مایوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد بصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وکذا فی الدر المختار وقال علیہ فی رد المحتار قولہ مالم یقصد الخ ای بان تکون صفۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ وذکر الشیخ مرادا بہ فقرائہ کمامر انتہی اور صورت ثالثہ میں ذبیحہ بھی مذکا ہے اور گوشت بھی حلال ہے کما قال فی الدر المختار ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی وقال فی رد المحتار واعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح فلا یلزم انہ لو قدم للضیف غیرہا ان لاتحل لانہ حین الذبح لم یقصد تعظیمہ بل اکرامہ بالاکل منہا وان قدم الیہ غیرہا ویظہر ذلک الیضا فیما لو ضافہ امیر فذبح عند قدومہ فان قصد التعظیم لاتحل وان اضافہ بہا وان قصد الاکرام تحل وان اطعمہ غیرہا انتہی جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو بکرا وغیرہ واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے پرورش کیا اسمیں بھی تین احتمال بمع جواب سوال اول میں مذکور ہوئے بر تقدیر احتمال اول اور ثانی کی حرمت میں کچھ تامل نہیں اور بر تقدیر احتمال ثالث کی حلت ذبیحہ کی ظاہر ہے اور جب مفاد اس احتمال ثالث کا یہ ہوا کہ اراقت دم اور گوشت ذبیحہ میں تقرب للہ تعالیٰ کا مقصود ہے اگرچہ بعد اسکے تقرب یا تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے بایصال وغیرہ بھی ملحوظ ہو پس امید دفع مضرت یا جلب منفعت مانع حلت نہیں ہو سکتی اسیطرح نہ بدلنا پالنے والے کا اس جانور کو بخوف اس بات کے کہ سوا اس جانور منذ ورد کے اور مقبول نہ ہوگا منافی حلت نہیں اس واسطے کہ شرائط حلت ذبیحہ سب متحقق ہوئے اس خیال سے گو یہ فاسد ہے حرمت ذبیحہ لازم نہیں آتی کما لایخفی علی الماہر اور جواب سوال سوم یہ ہے کہ شیخ سدو یا بھوانی وغیرہ کی بکری میں اور اولیاء اللہ تعالیٰ کی بکری میں فرق ہے وہ یہ کہ شیخ سدو وغیرہ تمہارے معروضہ مشرکین ہیں ان کا قصد تعظیم و اکرام ساتھ تقرب الٰہی جل شانہ کے نہیں جمع ہوتا اسلئے ان کی تعظیم کرنے والا مشرک ہے پس نیت تقرب اللہ تعالیٰ کے ان کے نام کی بکری میں معتبر نہیں ہو سکتی پس ذبیحہ ان کے نام کا حرام ہے اور بکرا بنام اولیا کے موافق احتمال ثالث جواب اول کے ساتھ

تقرب الٰہی کے جمع ہو سکتا ہے اسواسطے کہ اکرام اولیا داخل اکرام الٰہی جلشانہ ہے پس ذبیحہ
مس الورکا بنام اولیار کرام کے حلال ہے کما قال فی التفسیرات الاحمدیہ من ہہنا علم ان البقرۃ
المنذورۃ للاولیار کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ علیہا وقت الذبح وانکانوا
ینذرونہا لہ انتہی وقال فی المنیۃ واما یجب النذر فقد تقرران النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذر
الاولیار ما دلہ بان النذر للہ وثوابہا لہم انتہیٰ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علماء دین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کچھ کہ از قسم طعام پختہ و خام و میوہ وغیرہ بتوں کی یا مندر کے
نام ہنود مقرر کرکے ہیں یعنی مندر میں چڑھاتے ہیں یا بتو نکو بھوگ لگاتے ہیں مسلمان کو انکا کھانا جائز ہے
یا نہیں اور چڑھاوہ مندر اور بتوں کا کسی کے ملک شرع میں ہوتا ہے یا نہیں اور خرید کر کھانا بھی اس چڑھاوہ
کا درست ہے یا نہیں اور بیع اسکی قیم مندر کر سکتا ہے یا مثل چڑھاوہ مسجد ہی کہ بوریا وغیرہ مسجد کا قیم مجاز
بیع نہیں کتب معتبرہ فقہ سے جواب ارقام فرماویں فقط اور اکثر ہنود سے پوچھا تو وہ یہ کہتے ہیں کہ مطعومات
تے مندر میں ہم واسطے محتاجین سکنہ مندر و آیندگان مندر کے لیے چڑھاتے ہیں اور سونے چاندی
کی چیزیں زینت مندر کے لیے کسی کو مالک نہیں کرتے ہیں ہاں پوجاری کسی محتاج کو مطعومات سے کچھ
دیدے تو اجازت ہے اقدمیں سے دینے کا مجاز نہیں فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو کچھ طعام وغیرہ ہنود مندر میں چڑھاتے ہیں وہ بلا تامل بہ نیت تقرب بتوں کے چڑھاتے ہیں اور جس چیز
میں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کی کیجائے وہ حرام ہے قال فی الدر المختار ما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت
ونحوہا الی ضرائح الاولیار الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام انتہی مختصرا قال علیہ فی رد المحتار باطل
وحرام بوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت
والمیت لایملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک
کفر انتہی اور چڑھاوہ مندر وغیرہ کا ظاہر ملک مالک چڑھاوہ ہے اسواسطیکہ جبتک کوئی تصرف شرعی مزیل
ملک جانب مالک سے واقع ہوگا تو مال مالک اسکی ملک سے خارج ہوگا اور مندر پر چڑھانا کوئی تصرف شرعی مزیل ورمفید ملک
نہیں ہے اور جب وہ چیز حرام قرار پائیں تو خرید کر کھانا اسکا بھی جائز ہوگا قال فی الدر المختار وحظر الاشباہ الحرمۃ تتعدی مع العلم
بہا الا فی حق الوارث وقیدہ فی الظہیریۃ بان لایعلم ارباب الاموال انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین احمدی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس باب میں کہ زید نے ایک شے حلال ماکول اللحم ایک بت کے نام سے تشہیر کی اور پھر اس کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو اس چیز کو کھانا حرام ہے یا حلال دوم نفس نیت یا نفس شے حرام ہے فقط بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ شے ماکول اللحم جو زید نے بت کے نام سے تشہیر کی یعنی مثلاً یہ مشہور کیا کہ یہ بکرا بھوانی کا ہے تو متبادر اس تشہیر سے یہی ہے کہ اسکو تقرب طرف اس بت کے ساتھ معین کرنے بکرے کے بنام اسکے منظور ہے ورنہ بت کے نام پر کیوں مشہور کرتا پھر اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا تو ظاہر یہ ہے کہ فعل ذبح اور اراقت دم میں تقرب اللہ تعالیٰ کا مقصود ہے پس یہاں دو امر جمع ہوئے تقرب طرف بت کے ساتھ نفس بکرے کے اسوجہ سے کھانا اسکا اور یہ نیت دونوں حرام ہیں نا کہتا ہے یہ بندہ حقیر مؤلف کہ معنی روایت کے یہ ہیں کہ تقرب ڈھونڈھنا اور طلب کرنا رضا اولیاء کرام سے دو طرح ہوتا ہے ایک یہ کہ کھانا یا نقد مزارات پر لیجاتے ہیں اس نیت سے کہ مزارات پر محتاجین مساکین مجاورین ہوتے ہیں انکو خیرات کرنا مقصود ہے خالصاً لوجہ اللہ اور ثواب پہونچانا اولیاء کرام کو تاکہ ان اولیاء کرام سے تقرب حاصل ہو اور ان کی رضامندی اس صورت کی طرف اشارہ کیا ہے اس قول مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء دوسری صورت یہ ہے کہ تقرب مطلوب ہو ساتھ عین ان اشیاء کے بغیر خیرات کرنا اسکا لوجہ اللہ اس صورت کو بیان کیا ہے اس قول میں ما ینقل الی الضرائح الاولیاء تقربا الیہم انتہی قول المؤلف قال فی العالمگیری ما یوخذ من الدراہم ونحوہ وینقل الی ضرائح الاولیاء تقربا الیہم فحرام بالاجماع مالم یقصد لصرفہا الفقراء الاحیاء انتہی وقال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اہل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لا یحرم لانہ سنۃ الخلیل علیہ السلام واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ والفارق انہ ان قدمہا لیاکل منہا کان الذبح للہ والمنفعۃ للضیف او للولیمۃ او للربح وان لم یقدمہا لیاکل منہا بل یدفعہا لغیرہ کان لتعظیم غیر اللہ فتحرم وہل یکفر قولان بزازیہ وشرح وہبانیہ قلت وفی المنیۃ انہ یکرہ ولا یکفر لانا لا نسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی لہذا النحر ونحوہ فی شرح الوہبانیہ عن الذخیرۃ انتہی قال فی رد المحتار علی قولہ انہ یتقرب الی الآدمی ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وہذا بعید من حال المسلم فالظاہر انہ قصد الدنیا والقبول عندہ باظہار المحبۃ بذلک الذبح لکن لما کان فی ذلک تعظیم لہ لم یکن التسمیۃ مجردۃ للہ تعالیٰ کما لو قال بسم اللہ واسم فلان حرمت ولا ملازمۃ بین الحرمۃ والکفر کما قدمنا انتہی اور امر ثانی یہ کہ یہاں پر ذبح واقع ہوا ساتھ نام مبارک اللہ تعالیٰ کے اور اراقت دم اور فعل ذبح میں تقرب طرف بت کے مقصود نہ تھا بلکہ اس میں فقط الی اللہ تعالیٰ تقرب منظور ہے بخلاف ذبح لقدوم الامیر کے کہ اس نفس ذبح میں تقرب الی الامیر منظور ہوتا ہے اور اسی وجہ سے گویا التسمیہ الی اللہ تعالیٰ کا مجرد نہ تھا

کما مر عن رد المحتار پس اسوجہ سے وہ ذبیحہ مرتی ہے میتہ نہیں لیکن بوجہ سابق کھانا اُس کا بچا ہے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے ایک بکری کو بنام شیخ سدو پرورش کیا اور بعد چندے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر ذبح کیا اور گوشت اُس کا پکاکر لوگوں کو کھلادیا وہ گوشت اسکا حرام ہے یا حلال اور اُس کا کھانا کیسا صورت دیگر یوں ہے کہ اگر اُس بکرے کو بنام اللہ پرورش کیا اور بعد چندے اُسکو وقت ذبح شیخ سدو کہکر چھری پھیری اور ذبح کیا پس یہ صورت موافق صورت اولی ہے یا نہیں اور یہ ذبیحہ کیسا آیت ما اہل بہ لغیر اللہ ان دونوں صورتوں پر حکم کرتی ہے یا نہیں بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو بکرا بنام شیخ سدو پرورش کیا اُس میں قصد تقرب کا الی غیر اللہ تعالی ہوا پس کھانا اُس کا حرام ہے قال فی الدر المختار واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراہم والشمع والزیت ونحوہا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فہو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد وا صرفہا لفقراء الانام انتہی قال فی رد المحتار قولہ مالم یقصدوا الخ ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالی للتقرب الیہ وذکر الشیخ مرادا بہ فقرائہ کما مر انتہی اور جب اسکو بنام اللہ تعالے کے ذبح کیا تو فعل ذبح اور اراقت دم بنام اللہ تعالے کے ہوا پس وہ بکرا نذر کی اور پاک ہوگیا ہر چند کھانا اُس کا حرام ہے بسبب قصد تقرب کے بجہت تحقق شرط ذکوۃ کے جو وہ تسمیہ اللہ تعالیٰ کا ہے عند الذبح قال فی العالمگیری واما شرائط الذکات فانواع منہا التسمیۃ حالۃ الذکاۃ عندنا انتہی آہ اگر اُس بکرے کو بنام شیخ سدو کے ذبح کیا تو مرتی ہوا بجہت نہ ذکر کرنے نام اللہ تعالے کے عند الذبح کہ وہ شرط ذکاۃ تہا۔ پس وہ نجس بھی ہے اور حرام بھی ہے تو یہ صورت موافق صورت اولی کے نہیں اور حکم اس کا آیۃ کریمہ ما اہل بہ لغیر اللہ لاے سے ظاہر مستفاد ہے اسواسطے کہ معنے آیۃ کریمہ کے یہ ہیں کہ حرام کیا گیا تم پر میتہ اور دم مسفوح اور لحم خنزیر اور وہ چیز پکاری جائے بنام غیر اللہ تعالی کے وقت ذبح کے پس جس پر وقت ذبح کے نام شیخ سدو کا لیا وہ اس میں داخل ہے فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبدالغفار خاں

سوال چہ میفرمایند علمائے دین و مفتیان شرع متین دریں معنی کہ سانڈہ در ملک ہندوستان قوم ہنود بنام آباؤ اجداد و بنام بتاں میگذارند و انتفاع از وی نمی گیرند پس دریں صورت خوردن گوشت او مسلمانان را جائزست یا نہ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

گاؤ سانڈ کہ مروج کفار ہندوست در حکم بحیرہ و وصیلہ است کہ کفار عرب در زعم فاسد خود آنرا حرام میساختند

وحکم تحریمش بجناب باری منسوب میکردند پس حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ برکنان فرمود لقولہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ ولا وصیلۃ ولا حام ولکن الذین کفروا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون ومقصود آیۃ علے ما فسرہ صاحب احمدی والکشاف وغیرہ آنست کہ مشروع نساخت حضرت حق سبحانہ تعالیٰ این اشیاء را ونہ امر کرد باینہا ولکن کافرین افترا کردند بر حضرت حق سبحانہ پس نہ تصدیق آنان کنید ونہ عمل بمفتریات آنان یعنی این چیزہا حرام نیست قال صاحب الکشاف فی تفسیرہ ما شرع اللہ ذلک ولا امر بالتبحیر والتسییب وغیر ذلک ولکن ہم بتحریمہم ما حرموا یفترون علی اللہ الکذب واکثرہم لا یعقلون پس ازیں تقریر واضح شد کہ سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اما چونکہ مالکش مباح الاکل والبیع برائے کسی نہ نمود ملکش در آن مانع انتفاع ازان است ہچو مال غصب وگذاشتن مالک آنرا وعدم تعرض بدان دلیل اباحۃ نیست زیرا کہ از سانڈہ کردن ملک مالک زائل نمیشود وقال فی الدر المختار ولا یخرج باعتاقہ یعنی جانور را آزاد کردن از ملک مالک نیز ودر قال محشیہ العلامۃ الشامی فاذا وجد بعضہ فی ید غیرہ لہ اخذہ الا اذا کان قال من اخذہا فہی لہ انتہی الحاصل سانڈہ فی نفسہ حرام نہ چنانچہ بر متاقفین تفسیر وناظرین آیۃ کریمہ مذکورہ بالا ظاہر است البتہ بجہت ملک غیر درین حرمت پیدا گردد ہچو مال غصب واگر مالک اجازت دہد خوردن او جائز است واگر محرمین آن دعوی حرمت با دخال آن تحت ما اہل بہ لغیر اللہ نمایند پس این معنی از واقفین بس مستبعد است چہ جمہور مفسرین را اجماع است بر آن کہ مراد ازان رفع صوت بنام غیر اللہ وقت ذبح است واگر گویند کہ حرمتش بجہت تقرب بدان الی غیر اللہ است چنانچہ در ذبیحہ کہ برای قدوم امیر وغیرہ میکنند گوئیم کہ مراد از تقرب الی غیر اللہ تقرب بفعل ذبح است کما صرح بہ الفقہاء والمفسرون ودر گاؤ سانڈہ وغیرہ ہرگز مالکش بر ذبح راضی نیست بنا بر آن حرام می انگارد پس بقاعدہ تقرب الی غیر اللہ چگونہ حرام گردد بالجملہ گوشت سانڈہ فی نفسہ حرام نیست اگر حرمت است بجہت ملک غیر وعوارض دیگر است واگر عوارض دیگر نباشد در حلت گوشت آن تاملی نیست واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم فقط

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ جو جانور بنابر تقرب ماسوی اللہ ذبح کیے جاتے ہیں یا جن زندہ جانور پر بنام غیر خدا پکار دیا جاتا ہے مثلا یہ بکرا بھوانی کا یا شیخ سدو کا یا اور کسی بت کا ہے یا جو جانور کسی جن یا ستارہ کے نام پر آزاد بطور وقف چھوڑ دیئے جاتے ہیں اگر یہ سب وقت ذبح کے اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ذبح کئے جائیں تو ان کا گوشت حلال ہے یا حرام بینوا توجروا۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

جو جانور بنابر تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ذبح کیا جائے کھانا اُس کا حرام ہے اگرچہ وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیا جاوے قال فی الدر المختار ذبح لقدوم الامیر ونحوہ یحرم لانہ اہل لغیر اللہ تعالیٰ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ ولو ذبح للضیف لایحرم لانہ سنۃ الخلیل واکرام الضیف اکرام اللہ تعالیٰ انتہی اور جس جانور پر نام غیر اللہ تعالیٰ کا پکارا جاتا ہے مثلاً بھوانی یا شیخ سدو وغیرہ کا اس کا بھی یہی حال ہے یعنی بہ نیت تقرب ماسوا اللہ تعالیٰ کے کھانا اُس کا حرام ہے گو وقت ذبح کے نام اللہ تعالیٰ کا لیں اگر زندہ جانور پر کسی ولی یا نبی کا نام پکارا جیسے یہ مرغ مثلاً حضرت غوث الثقلین کا تو وہ حرام نہ ہوگا اسواسطے کہ اس صورت میں ذبح اُس جانور کا واسطے تقرب حق تعالیٰ کے ہی اور مقصود نام لینے اُن بزرگ سے ایصال ثواب ہے روح اُن بزرگ کو قال فی التفسیر الاحمدی ومن ہہنا علم ان البقرۃ المنذورۃ للاولیاء کما ہو الرسم فی زماننا حلال طیب لانہ لم یذکر اسم غیر اللہ تعالیٰ علیہا وقت الذبح انتہی وقال فی المنیۃ واما یجب النذار فقد تقرر ان النذر لغیر اللہ تعالیٰ حرام ونذرا للاولیاء ماؤل بان النذر للہ تعالیٰ والثواب لہم لنفسہ اور یہی حال اُن جانوروں کا جنکو بنام جن یا کسی ستارہ وغیرہ کے بطور وقف چھوڑتے ہیں کہ اسمیں نیت تقرب غیر اللہ تعالیٰ کے ہوتی ہے پس کھانا اُس کا حرام ہوگا۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں

سوال ما قولکم ایہا العلماء الحنفیۃ الکرام فی ہذہ المسئلۃ۔ شہر کلکتہ و دیگر بعض بلاد بنگال میں کھانا نان پاؤ و بسکٹ خمیر تاڑی کا جو منجملہ اشربہ مسکرہ ہے بوجہ فتوے حلت دینے بعضے اعیان کے شائع ہے اور اُسکی حلت پر اسقدر اعتماد ہے کہ مانع نہیں کھانیوالا مطعون رہتا ہے اور متعصب سمجھا جاتا ہے مگر مستفتی کو کہ مقلد حنفی المذہب ہے حلت میں اُس کی کلام ہے بدیں وجہ کہ ہرگاہ تاڑی بوجہ مسکر ہونے کے بقول امام محمد کہ مفتی بہ عند الحنفیہ ہے تحت کلیہ کل مسکر خمر وکل مسکر حرام داخل ہو کر مصداق خمر و حرام و نجس ہوئی پھر جو آٹا اُس میں خمیر ہو کر پکایا جاویگا اُس روٹی کا کھانا عند الحنفیہ کیونکر جائز و حلال ہوگا حسب تصریح معتبرات حنفیہ کھانا اُس روٹی کا جو آٹا و خمیر خمر سے پکائی جاوے حرام و ممنوع ہے مثل اُس روٹی کے جو آٹا و خمیر شراب سے پکی ہو کہ تصریح اس امر کی کتاب الاشربہ ہدایہ و کفایہ و غایۃ البیان و فتاوی عالمگیری میں موجود ہے کما لا یخفی علی ناظرہا لہذا بحضور علماء دین عرض ہے کہ یہ تقریر مستفتی کی حسب قواعد حنفیہ کرام اقوال راجح و مفتی بہ صحیح اور واجب القبول ہے یا برعکس اور کھانا نان پاؤ و بسکٹ مذکور کا حلال ہے یا حرام اور بتقدیر ثانی مفتیان حلت خاطی اور آثم ہوے یا نہیں بہ تفصیل شافی و بسط کافی مدلل ارقام فرمایئے

تا باعث رفع خلاف والزام وہدایت کافۂ انام ہووے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

یہ تقریر مستفتی کی درباب حرمت نان پاؤ وبسکٹ کی جس میں تاڑی مسکر پڑتی ہے صحیح اور مقبول ہے
اور موافق مذہب حنفیہ مذہب مفتی بہ کے اس کی حرمت میں تامل نہیں ویؤیدہ ما فی الدر المختار وقال محمد
ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وہو نجس ایضا وبہ یفتی انتہی قال فی رد المحتار اقول الظاہر ان ہذا خاص بالاشربۃ
المائعۃ دون الجامدۃ کالبنج والافیون فلا یحرم قلیلہا بل کثیرہا المسکر وبہ صرح ابن حجر فی التحفۃ وغیرہ و
مفہوم من کلام المتن لانہم عدوہا من الادویۃ المباحۃ وان حرم السکر منہا ویدل علیہ ایضا قولہ فی غرر الافکار
وہذہ الاشربۃ عند محمد وموافقۃ کخمر بلا تفاوت فی الاحکام ولہذا یفتی فی زماننا وظاہر قولہ بلا تفاوت ال
نجاستہا غلیظۃ انتہی پس مفتیان حلت مذہب حنفی میں خاطی ہیں کہ خلاف مفتی بہ فتوی دیا ہے لیکن علی
الاطلاق آثم نہیں ہیں۔ فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں عفی عنہ

سوال ایک شخص روزگار ولایتی پانی کا کرتا ہے یعنی سوڈہ واٹر بناتا ہے اور ایک من پانی میں دو
شراب اسپرٹ وین ڈالی جاتی ہے تو یہ بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں اور تیل لیمو کا جو ولایت سے
آتا ہے اس میں بھی شراب کی لاگ ہوتی ہے اس کا استعمال درست ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

بنانا پانی مذکور کا جس میں شراب پڑتی ہے جائز نہیں اور بیچنا اس پانی کا جائز ہے اور اسیطرح استعمال
تیل لیمو کا درست نہیں قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او فی حکمہ نجسۃ وان استہلک
فیہ وصار ماء واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔ العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ ۔ الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں ۔

گذارش ہے مؤلف اور جمع کرنے والا ان فتووں کا کہ یہ حکم مختص ہے ساتھ ان نان پاؤں اور بسکٹوں کے کہ جہاں تاڑی
ہوتی ہے اور تاڑی مسکر پڑتی ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ یہ بسکٹ وہی ہیں جنمیں تاڑی مسکر پڑی ہے ورنہ خمیر
خمیر کا تاڑی مسکر ہی میں نہیں ہے سوڈا ایک اور ان چیز ہے اس سے بھی خمیر ہو جاتا ہے، تو مطلقا جو نان پاؤ
اور بسکٹ بازاروں میں فروخت ہوتی ہیں ان کی حرمت کا حکم نہیں دے سکتے۔ اور یہ قول امام
محمد کا بھی اور بہ [illegible] بیاطا اور فتوی سکے ہے ، نہ قول امام اعظم تو یہی ہے کہ غیر خمر میں بقدر
اسکار حرام ہے کا مصرح ہے کتب الفقہ قولہ علی الاطلاق آثم نہیں اسی کی طرف
اشارہ ہے، علاوہ برین روایت صاحبین کو بیل ہے بنا ہو تا ہے یہ وہی تقریر اور بعد احقیقت اور بلاعام دلیل حاجت کی ہے ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس باب میں جو انگریزی پانی انگریزی کل سے انگریزوں کے واسطے بنتا ہے اُس میں یعنی چالیس سیر میں دو پیسہ بھر شراب پڑتا ہے مسلمانوں کو اُس پانی کا بنانا اور بنوانا اور فروخت کرنا کیسا خریدنا مسلمانوں کو اور پینا اُس پانی کا مسلمانوں کو درست ہے یا نہیں اور جملہ ادویہ جو انگریزوں کی ولایت سے آتی ہیں معتمد آدمی کہتے ہیں کہ اُس میں شراب ملی ہے اُس ادویہ کی خرید وفروخت روا ہے یا نہیں اور مسلمان جو شراب بناتے ہیں یا بنواتے ہیں و بیع وشرا اُس کی کرتے ہیں اور اُس شراب خانہ کے کاروبار میں کسی قسم کی نوکری کرتے ہیں جائز ہے یا نہیں اور شراب بجمیع اقسام حرام یا کچھ فرق مفتی بہ مسئلہ دمحتاط کونسا ہے فقط بینوا توجروا رحمکم اللہ۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

وہ پانی جس میں شراب بحساب فی من دو پیسہ بھر ڈالی جاتی ہے نجس اور حرام ہے قال فی الدر المختار لو وقعت قطرۃ منہا فی الماء الغیر الجاری او مائع حکمہ نجستہ وان استہلک فیہ وصار ماء انتہی وقال فی الدر المختار وحرم الانتفاع بہا ولو لسقی دواب او لطین او نظر للتلہی او فی دواء او دہن او طعام او غیر ذلک انتہی پس مسلمانوں کو بنانا اور بنوانا اُس کا حرام ہے اور خرید وفروخت کرنا اُس پانی کا جائز ہے اسواسطے کہ جواز بیع مبنی ہے اوپر منتفع بہ ہونیکے اور جب وہ پانی باستعمال کفار منتفع بہ ہے تو بیع وشرا اس کی صحیح ہے جیسی بیع سرگین کی اور مسلمانوں کو پینا اُس کا جائز نہیں اور یہی حال ہے جملہ ادویہ انگریزی کا جن میں شراب پڑتی ہے اور جو لوگ شراب بنانے کا کارخانہ کرتے ہیں اُس کے کام میں نوکری کرنا اور مدد اُس کام کی کرنا موافق قول مفتی بہ کے حرام ہے قال فی الدر المختار وجاز حمل خمر ذمی باجر لا عصرہا لقیام المعصیۃ بعینہ انتہی قال علیہ فی رد المحتار وہذا عندہ وقالا ہو مکروہ زاد فی النہایۃ قولہ قیاس وقولہما استحسان انتہی اور شراب بجمیع اقسام حرام ہے بلا تفاوت قال فی الدر المختار وحرمہا محمد ای الاشربۃ المتخذۃ من العسل والتین ونحوہا مطلقا وبہ یفتی انتہی فقط واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ

الجواب صحیح محمد عبد الغفار خان

سوال چہ میفرمایند علمائے دین دریں باب کہ زعفران آیا حرام است یا حلال و نجس است یا طاہر بینوا توجروا فقط

محشی کہتا ہے مؤلف کہ اسپرٹ شراب نہیں ہے کہ جس کے پینے سے سکر ہو اس کا استعمال واسطے سکر کے کوئی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ ایک تیزاب ہے کہ واسطے حل کرنے ادویہ سخت کے استعمال کرتے ہیں اور پانی میں بھی تیزی پیدا کرنیکے پیئے ڈالتے ہیں اسکو انیز یہ سکرہ سے قرار دینا فقہا میں مشہور ہے اور حکم حرمت کا اوپر تقدیر شراب کہہ کے دیا گیا حسب سوال سائل کے اور عند التحقیق یہ محقق ہوا کہ یہ تیزاب ہے اگر کوئی شخص ایک دو پیسہ بھر پی لے تو خوف مرجانیکا ہے فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

زعفران موافق تحقیق اکابر حنفیه مطلقا حرام نیست بلکه قدر مسکرش حرام است وطاهر است مطلقا قدر مسکر باشد
یا کمتر از ان قال فی الدر المختار وکذا تحرم جوزة الطیب انتهی قال علیه فی رد المحتار وکذا العنبر والزعفران
کما فی الزواجر لابن حجر المکی قال فهذه کلها مسکرة ومرادهم بالاسکار هنا تغطیة العقل لا مع الشدة المطربة
لانها من خصوصیات المسکر المائع فلا ینافی انها تسمی مخدرة اقول ومثله زهرة القطن فانه قوی التفریح
یبلغ الاسکار کما فی التذکرة فهذا کله ونظائره یحرم استعمال القدر المسکر دون القلیل کما قدمنا انتهی وقال
ایضا علی قول الدر وقال محمد ما اسکر کثیره فقلیله حرام اقول الظاهر ان هذا خاص بالاشربة المائعة دون الجامدة کالبنج
والافیون فلا یحرم قلیلها بل کثیرها المسکر وبه صرح فی التحفة وغیرها وهو مفهوم من کلام المصنف لانهم عددوها من الادویة
المباحة وان حرم السکر منها بالاتفاق ولم نر احدا قال بنجاستها ولا بنجاسة نحو الزعفران مع ان کثیره مسکر ولم یحرموا
اکل قلیله ایضا والحاصل انه لا یلزم من حرمة الکثیر المسکر حرمة قلیله ولا نجاسته مطلقا الا فی المائعات لمعنی خاص بها
اما الجامدات فلا یحرم منها الا الکثیر المسکر ولا یلزم من حرمته نجاسته کالسم القاتل فانه حرام مع انه طاهر انتهی مختصرا
وکسانیکه بتحریم آن مطلقا حکم نموده اند مستندات آنان چند است اول حدیث کل مسکر خمر ثانی ما اسکر کثیره
فقلیله حرام ثالث ما اسکر الجرة منه فالجرعة منه حرام رابع ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن قلیل ما اسکر کثیره
خامس قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل مسکر حرام وما اسکر کثیره فقلیله حرام سادس کل مسکر حرام وما اسکر
الفرق فملأ الکف منه حرام سابع قیاس هر مسکر بر خمر پس چنانکه قلیل وکثیر خمر حرام است همچنین در هر مسکر قلیل و
کثیر حرام خواهد بود وجواب این مستندات از جانب حنفیه بوجوه متعدده است تفصیل آن بتطویل می کشد
مختصر اینکه حدیث کل مسکر خمر وکل خمر حرام صحیح وثابت نیست قال فی الهدایة الحدیث الاول طعن فیه یحیی بن معین
انتهی قال فی العینی اراد به قوله صلی الله علیه وسلم کل مسکر خمر روی عن یحیی بن معین الاحادیث الثلثة لیس بثابت
عن النبی صلی الله علیه وسلم احدها لا نکاح الا بولی وشاهدی عدل والثانی من مس ذکره فلیتوضا والثالث کل
مسکر خمر حرام انتهی مختصرا وحدیث ثانی وثالث ورابع وخامس وسادس معارض است بحدیث حرمت الخمر
لعینها والسکر من کل شراب وبحدیث زید بن علی قال حدثنی ابی عن جدی عن علی بن ابی طالب رضی الله تعالی
عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الله ابتلاکم بهذا النبیذ واحل منه الذی لا یسکر وحرم منه المسکر و
بحدیث ابن عباس رضی الله تعالی عنه انه صلی الله علیه وسلم قال اذا شرب تسعة اقداح فلم یسکر فلا باس
واذا شرب العاشر فسکر فذلک حرام کذا فی العینی وقیاس دیگر اشربه مسکره بر خمر مع الفارق است چه خمر بسبب
رقت ولطافت قلیل آن داعی طرف شرب کثیر است ودیگر اشربه نه چنانست پس قیاس دیگر اشربه بر خمر

فيه فبعضهم قال بكراهته وبعضهم قال بحرمته وبعضهم باباحته وافردوه بالتاليف وفي شرح الوهبانية للشرنبلالي ويمنع من بيع الدخان وشربه وشاربه في الصوم لاشك انه يفطر وفي شرح العلامة الشيخ اسماعيل النابلسي والد سيدنا عبد الغني النابلسي على شرح الدرر بعد نقله ان للزوج منع الزوجة من اكل الثوم والبصل وكل ما ينتن الفم قال ومقتضاه المنع من شربها التتن لانه ينتن الفم خصوصا اذا كان الزوج لا يشربه اعاذنا الله تعالى منه وقد افتى بالمنع من شربه شيخ مشائخنا المسيري وغيره اهـ وللعلامة الشيخ علي الاجهوري المالكي رسالة في حله نقل فيها انه افتى بحله من يعتمد عليه من ائمة المذاهب الاربعة قلت والف في حله ايضا سيدنا العارف عبد الغني النابلسي رسالة سماها الصلح بين الاخوان في اباحة شرب الدخان وتعرض له في غير من تاليفه الحسان واقام الطامة الكبرى على القائل بالحرمة والكراهة فانهما حكمان شرعيان لابد لهما من دليل على ذلك فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت قاعدة الاصل في الاشياء الاباحة وان فرض اضراره للبعض لا يلزم منه تحريمه على كل واحد فان العسل يضر باصحاب الصفراء الغالبة وربما امرضهم مع انه شفاء بالنص القطعي وليس الاحتياط في الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة والكراهة الذين لابد لهما من دليل بل القول بالاباحة التي هي الاصل وقد توقف النبي صلى الله عليه وسلم مع انه هو المشرع في تحريم الخمر ام الخبائث حتى نزل عليه النص القطعي فالذي ينبغي للانسان اذا سئل عنه ان يقول هو مباح لكن رائحته تستكرهها الطباع فهو مكروه طبعا لا شرعا انتهى اور بہت ظاہر ہے کہ حسب موافق قول ان محققین کے یہ مباح ٹھیرا تیس طہارت میں اسکی کچھ کلام نہیں تو دھیا اسکا بلاشبہ کے طاہر ہوگا فقط

واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم۔

العبد المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں۔

سوال ما قولکم ایہا العلماء المکرمون فی المسئلۃ الآتیۃ اسئلکم بحکم الله فاسئلوا اہل الذکر الآیۃ فاجیبوا رحمکم الله فی الدارین جس شخص کی زوجہ و والدہ وجدہ وخواہر وغیرہ پابند صوم وصلوٰۃ ومتبع احکام شرعیہ ہوں اور افعال بدعات اور شرک میں مبتلا رہیں اور جملہ مذکورین اکل وشرب وسکنیٰ میں باہم شریک ہوں اور یہ شخص اُن سب کا کفیل نان نفقہ ہو اور وہ سب جملہ امور میں مطیع اور فرمانبردار اُس کے ہوں الا امور موافق طبع میں طوعًا اور اعمال ناملائم مزاج میں کرہًا اطاعت کریں تو اُن سبھوں کے ساتھ شخص مذکور کو کس طرح معاشرت چاہیے اور کس قدر تاکید زوجہ پر اور کسقدر والدہ پر اور جدہ اور خواہر پر کرنا چاہیے تاکہ وعید یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا اور کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ سے خلاص پاوے اور مواخذہ عقبیٰ سے بچے اور کمی تہاون میں بہ نسبت زوجہ کے اور تسہل میں بہ نسبت والدہ وجدہ

وخواہر وکے گرفتار مواخذہ یوم الحساب ہوگا جواب اسکا مفصلاً عام فہم زبان اردو مع سند قرآن وحدیث ومعتبرات فقہ درکار ہے قالوا بالجواب مستند بالکتاب جزاکم اللہ رب الارباب سوال دوم اگر ارباب قرابت نسبیہ وصہریہ یا دوسرے اشخاص برادری یا اہل محلہ یا احباب کے یہاں تقریب شادی یا غمی بانضمام منکرات ورسوم ممنوعہ ہو تو شخص مسلم واقف احکام شرعیہ اور دینداران کو وہاں جانا اور شریک ہونا یا اپنی زوجہ یا دوسرے متعلقین مذکورین بضمن سوال اول کو جو تحت قبضہ قدرت واختیار اس کے ہوں جانے دینا شرعاً جائز ہے یا ممنوع وگناہ اور بر تقدیر ثانی گناہ صغیرہ ہے یا کبیرہ ہے اور آیا تقریبات مذکورہ میں مطلقاً جانا منع ہے اور جانے دینا اپنی زوجہ اور دیگر زنان متعلقات کو باعث معصیت ہے یا بصورت شرکت کے امر ممنوع ومجلس لہو وسرود میں معصیت ہوگی اور اگر ایک ہی صحن ہے کہ وہاں سرود ولہو امور ممنوع بھی ہیں اور اصل کس جس کے یہاں تقریب ہے وہ بھی ہے پس وہ شخص مذکور اگر خود وہاں بنظر رفع شکایت واداے رسم برادری جاوے اور قدرے بیٹھ کر چلا آوے یا اپنی زوجہ ووالدہ وغیرہ کو اسی طور سے بتاکید عدم شرکت وارتکاب امر ممنوع وہ ایک ساعت یا دو ایک روز کے لیے جانے دے تو اس تقدیر پر بھی نظر بحض حضوری کے ایسے مقام میں اور ایسی تقریب میں مورد الزام شرعی اور خطاکار ہوگا یا نہیں اور نہیں جانے میں اپنے یا نہ جانے دینے متعلقین میں اگر بوجہ جہالت شخص قرابت مند کے اندیشہ قطع رحم اور ترک برادری ورنجش باخودہا کا ہو تو یہ عذر شرعاً کافی واسطے جواز شرکت ایسی تقریبات کے ہو سکتا ہے یا نہیں جواب جملہ شقوق کا تفصیلاً بعبارات اردو عام فہم بسند کتاب وحدیث ومعتبرات فقہ واصول درکار ہے۔ بینوا توجروا فقط

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

صورت مذکورہ میں جب زوجہ اور والدہ وغیرہ شخص مذکور کی مطیع ہیں اگرچہ امور ناموافق طبع میں کرتا ہوں تو شخص مذکور کو چاہیے کہ مسائل ضروریہ عقائد کے اور فروع کے اُن کو تعلیم کرے اور موافق اُس کے اُن سے عمل کرائے اگرچہ وہ کرہاً عمل کریں اور مقتضائے آیہ کریمہ یا ایہا الذین آمنوا قوا انفسکم واہلیکم نارا بھی ہے کہ اپنے نفس واہل وعیال کی تفہیم اور امر بالمعروف میں جہد بلیغ کرے قال فی التفسیر الکبیر قوا انفسکم ای بالانتہاء عما نہاکم اللہ سبحانہ عنہ وقال مقاتل ان یودب المسلم نفسہ واہلہ فیامرہم بالخیر وینہاہم عن الشر انتہی اور جب شخص مذکور نے تعلیم وتادیب بلکہ عمل کرانے میں موافق اُسکے سعی بلیغ کی تو اب یہ شخص عہدہ اپنے سے بری الذمہ ہوا پھر چھوڑ دینا اُن اشخاص مذکورہ کو بباعث بے رغبتی اُنکی کے امور دین میں شرعاً لازم نہیں ہے چنانچہ بفحوائے آیہ کریمہ ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امراۃ نوح وامراۃ لوط

... سا و علی السلیة

... بت اس ولایة ولمن منہا فرق فی التفصیل و

له فقول قدر تبا لمحبة ثمة مراتب ولللذا الحبة بالمرتبتین ولیس لہ الحبة

... و التهدید ولا لیباشروا الغرب انتہی اور جواب سوال دوم یہ ہے کہ جو تقریب شادی

یا غم بانضمام منکرات و رسوم ممنوعہ خواہ اہل قرابۃ نسبیہ یا صہریہ میں ہو یا اغیار میں اور قبل جانے کے

علم ارتکاب منکرات کا آجائے تو اُس تقریب میں نہ خود جانا چاہیے اور نہ اپنے متعلقین کو جو اُس کے

اختیار میں ہیں بھیجنا چاہیے اور اگر باوصف معلوم ہونے ارتکاب منکرات کے خود اُس تقریب میں

جائیگا یا اپنے متعلقین کو جانے دیگا تو یہ شخص گنہگار ہوگا لیکن ظاہر یہ ہے کہ گناہ صغیرہ ہو اور عجب نہیں

کہ بعض صورتوں میں مفضی الی الکبیرہ ہو جاوے اور اگر قبل جانے کے علم ارتکاب منکرات کا نہیں آیا اور

یہ شخص اُس میں جا بیٹھا تو بہر اگر شخص مقتدی نہ ہے تو اُسکو بر تقدیر عدم قدرت علی المنع کے وہاں سے

چلا آنا چاہیے اور مقتدی بہ نہیں ہے اور وہ فعل منکر محل جلوس میں ہے جب بھی چلا آئے اور اگر محل

... ... ہے علیحدہ ہے تو بقدر کھانا کھانے کے اُسمیں شریک ہو اور زیادہ نہ بیٹھے اور اس حکم میں

یان ان ۔

عن الامام کان قبل ان یصیر

انتہی اور جو چیز انسان کو ممنوع ہے پس اسکو اب ہے ۔

کلکم راع وکلکم مسئول عن رعیتہ انتہی اور باقی تفصیل ادلہ کا یہ ہے : ۔

کی فقیہ واللہ سبحانہ اعلم علمہ اتم ۔

السید المجیب محمد ارشاد حسین مجددی عفی عنہ　　　الجواب صحیح محمد عبد الغفار خاں ۔

سوال کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ کتے یا خنزیر نے رس میں موںھ ڈالا پھر اُس رس کی راب یا گڑ بنایا کیا راب اور گڑ پاک ہے یا نہیں فقط بینوا توجروا

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

اس صورت میں راب یا گڑ پاک ہے اسواسطے کہ رس کو راب یا گڑ بنانے سے قلب عین ہو گیا اور قلب عین مطہر ہے قال فی الدر المختار وقد انہیت فی الخزائن المطہرات الی نیف وثلاثین وعبارت نظم ابن وہبان فقلت وغسل ومسح والجفاف مطہر ونحت وقلب العین والحفر یذکر وقال فی موضع آخر ویکون ... زاد قدرو لا لازم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار ولا ملح کان حمارا او خنزیرا ولا قذر وقع فی بئر فصار حماۃ لانقلاب العین بہ یفتی انتہی وقال المحقق الشامی قولہ لانقلاب العین علۃ للکل وہذا قول محمد وذکر معہ فی المحیط والذخیرۃ ابا حنیفۃ حلیۃ قال فی الفتح وکثیر من المشائخ اختاروہ وہو المختار لان الشرع رتب وصف النجاسۃ علی تلک الحقیقۃ وتنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل انتہی مختصرا وایضا قال ہذا الحبر فی الشرح قول الشارح ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ الخ وعبارۃ المجتبی جعل الدہن النجس فی صابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر یطہر عند محمد ویفتی بہ للبلوی الخ ثم اعلم ان العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ کل ما کان فیہ تغیر

والانقلاب حقيقة وان فيه البلوى عامة فيقال كذالك في الدبس المطبوخ اذا كان زبيبه متنجسا ولا سيما ان الفار يدخله فيبول ويبعر فيه وقد يموت فيه انتهى بقدر الحاجة فقط

حرره العبد المفتاق الى رحمة ربه المشرقين محمد ظهور الحسين عفي عنه   قد صح الجواب محمد ارشاد حسین احمدی۔
الجواب صواب محمد حسن   الجواب صحیح محمد عبد المجید   اصاب من اجاب محمد عبد اللہ   الجواب ہو الصواب محمد گوہر علی   الجواب صحیح محمد امداد حسین عفی عنہ   ہذا ہو الحق والصواب محمد سلامت اللہ   ذلک کذلک ومن قال سوی ذلک فقد قال محالا   ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہم کہتے ہیں کہ یہ جواب غلط ہے اس لیے کہ ناپاک رس کی راب یا گڑ بنانے سے ماہیت نہیں بدلجاتی اس لیے کہ رنگت اور شیرینی رس کی ہنوز باقی ہے اور بقاء صفات نشانی ہے ذات کی اور بہت مسائل طہارت و نجاست پانی کے اسی قاعدہ پر مبنی ہیں اور صورت سوال کو قیاس کرنا مسئلہ پر جو کہ نمک میں گر کے نمک بنجاوے عقل مندلیسی لبعید ہے اور مسئلہ صابون وغیرہ ایجاد بعض متاخرین منظور فیہ ہے واللہ اعلم بالصواب۔   محمد امام الدین   بیشک حکم بالا غلط ہے اور جو کچھ حضرت مولانا امام الدین صاحب نے لکھا حق ہے۔   عبد الکریم   حمید شاہ حامی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ راب یا گڑ متخذ عصیر حرام سے ہے پس نظر کرنا چاہیے مسئلہ طبیخ کو کہ بنایا گیا ہو وے عصیر حرام سے تا حرمت متنجسین مذکورین معال واضح ہو وے اور وہ مسئلہ مذکور عالمگیری میں مصرح ہے۔
محمد حسین خاں

نقول وباللہ التوفیق ناپاک رس کی راب یا گڑ ناپاک ہے اور رس کی راب یا گڑ ہو جانے سے انقلاب عین جیسا کہ علمائے رامپور نے سمجھا ہے ممنوع ہے چنانچہ خود شامی میں تصریح اس کی موجود ہے فلیراجعوا   خادم شرع محمد نور الحق عفی عنہ   خادم شرع شریف عبد الحمید عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ جواب غلط ہے کیونکہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب حقیقۃ اور عموم بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی نہ انقلاب حقیقۃ اس لیے کہ پتلی چیز گاڑھی ہو گئی فقط اور پتلی چیز کی گاڑھی ہونے سے یا گاڑھی کے پتلی ہو جانے سے انقلاب لازم نہیں آتا انقلاب جب لازم آتا ہے کہ نہ عین باقی رہے نہ اثر جیسے کہ کان نمک میں انسان یا اور کوئی مردار پڑکر نمک ہو جائے تو یہاں انقلاب عین و اثر کا ہے وہ پاک ہو جائے گا اور جو ذرہ بھی کچھ اثر باقی رہے گا

تو ناپاک ہے جیسا کہ حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکتوبات پنجاہ و سوم جلد ثانی میں تحریر فرماتے ہیں
انسان التی فی معدن الملح حتی صار شیئا فنیئا متصفا باحکام الملح اِلے ان صار کلہ ملحا ما بقی منہ عین
ولا اثر فلا حرم مبیح قتلہ وقطعہ وحل اکلہ وبیعہ وشربہ ولو بقی منہ مین اداثر لما جاز ذلک پس گدھے میں انقلاب
کب ہوا ہے ہاں اگر جل کے راکھ ہو جاتا جب انقلاب ہوتا اور پاک ہو جاتا باقی رہا عموم بلوی تو وہ
یہاں خود مفقود ہے کیونکہ رس کا گڑ بنانے کچھ تلائم نہیں ہے بلکہ کتو نکا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام
الناس سے اُسکا احتیاط نہو سکے اور جو صرف پک جانے سے انقلاب ہو جایا کرے تو دنیا میں
کوئی چیز ناپاک نرہے گی سرکہ کی ظرف میں چوہا مرا سکنجبین بنالی یا دودھ کو کتے نے پیا اُس کی ربڑی
یا کھیر پکالی ایسی ہی بھاج یا دہی کی کڑہی پک گئی شعر لکا بہ سے شیرے کہ مگش خورد بنر شیر بر بخشش
بیرنج خورش نام دگر گشت حلال است + مخلوق سود اور رشوت خواری اور انواع واقسام خباثات
وخیانات میں مبتلا ہیں جب اس طرح کے فتوے تغیر نام سے تطہر پائیں گے تو کلب وخنزیر کی طرح
نجاست خور بھی ہو جائیں گے نعوذ باللہ من ہذا المفہوم فقط محمد حسین عفی عنہ

حکم بالا فاضلان رامپور کا غلط ہے اور یہ جو کہ جناب مولوی محمد حسین خاں صاحب نے لکھا ہے صحیح
ہے۔ حررہ العبد الضعیف عبد الکریم عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
وبہ التوفیق

رامپور کے بعض فضلا نے حکم دیا کہ جس رس میں سور موبنہ ڈالدے اُس کی راب یا گڑ پاک وحلال ہے
اُنھوں نے اس حکم کی کوئی روایت کسی کتاب سے نہیں لکھی اپنی رائے سے اُسکو حلال بتایا حلت حرمت
کی رائے سے ثابت نہیں ہوتی بلکہ ایسے حکم پر وعید شدید ہے کہ من افتی بغیر علم لعنۃ ملائکۃ السماء
والارض حیث نسب الی اللہ تعالےٰ انہ حکمہ وہو کاذب ابن عساکر عن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تیسیر شرح
جامع صغیر منشاء اس غلطی کا یہ ہوا کہ اُنھوں نے سمجھا کہ ناپاک رس کی پکانے اور گاڑھے ہو جانے سے
حقیقت بدل گئی اور یہ بداہۃً خطا اور بیجا ہے کیونکہ تبدل حقیقۃ کے یہ معنے ہیں کہ شئی اول فنی اور
بالکل نابود ہو جاوے چنانچہ گوبر جلکر راکھ ہو گئی یا مردہ کان نمک میں پڑکر نمک بن گیا گوشت پوست
ہڈی میں کچھ باقی نرہا اور یہ معنے ان صاحبوں نے خود حاشیۂ شامی سے نقل کیے کہ تمنی الحقیقۃ بانتفاء
بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل فان الملح غیر العظم واللحم لیکن یہ نہ سمجھے کہ راب میں تبدل حقیقۃ کا نہیں
ہوا کیونکہ رس فنی اور نابود نہیں ہوا اگر تبدل حقیقۃ کا ہوتا تو راب یا گڑ نہیں بنتا حقیقت راب یا گڑ کی

... بطہارۃ بانقلاب العین واختارہ اکثر

المشائخ خلافا لابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ کما فی شرح المنیۃ والفتح وغیرہما پس اس تیل ناپاک کا پاک ہوجانا قطع نظر اس سے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے خلاف اسکا مروی ہے سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے کہ انقلاب حقیقۃ سے شئے پاک ہوجاتی ہے لیکن اسپر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مسطور ہے وعند محمد لا یطہر الدہن بوجہ پس جبکہ نزدیک امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے ناپاک تیل کسی وجہ سے پاک نہیں ہوتا تو تفریع بعض متاخرین کی باوجود اس تصریح کے صحیح نہوگی اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوگیا لیکن قیاس راب کا اس صابون پر بھی درست نہیں کیونکہ راب اور گڑ میں رس منجمد ہے اور صابون غیر تیل بلکہ تیل مستہلک اور منتفی ہوگیا کیونکہ صابون بنایا جاتا ہے چونہ اور سجی اور شورہ سے انمیں تھوڑا تیل بھی ڈالتے ہیں اور یہ سب چیزیں طاہر ہیں اور معلوم ہے کہ چونہ مفنی تیل ہے پس تیل لامحالہ مستہلک اور منتفی ہوگیا یہی تبدل حقیقۃ ہے اور قطع نظر اس سے صابون کو ان چیزوں میں بہت سا پانی ڈالکر اور پانی میں پکانا سطہر شئے نجس ہے کما ہو المذکور فی الکتب اور شرط نہیں تثلیث طبخ فی الماء یعنی تین بار پکانا چنانچہ شامی میں ہے قال فی الفتاوی الخیریۃ ظاہر کلام الخلاصۃ عدم اشتراط التثلیث وہو مبنی علی ان غلبۃ الظن مجزیۃ عن التثلیث الغرض اس تیل میں اسباب تطہیر استہلاک اور انقلاب حقیقۃ اور طبخ فی الماء ہے اور راب میں انمیں سے ایک بھی نہیں تو قیاس راب کا صابون پر بھی درست نہیں ہے پس ثابت ہوا کہ وہ راب شرعاً یقیناً ناپاک ہے حلال جاننا اسکو سخت جہالت ہے فقط واللہ اعلم بالصواب کتبہ الفقیر المستجیر الی اللہ القدیر عبد الکریم ابن احمد خاں عفی اللہ لہما۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جواب علمائے رامپور صحیح اور اوفق ہے ساتھ فقہ کے اور اس مسئلہ میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے

... سیار ابی نصر محمد ابن

... حاشیہ لستے ووجہہ فی الخلاصۃ بعصیر ورتہ

... اسپر اعتراض کیا ہے دیکھو توجیہ ضعیف اذ یقتضی ان جمیع الاطعمۃ

اذا کان اما انجسا او دہنا او نحو ذلک ان یکون الطعام طاہرا العصیر ورتہ شیئا آخر وعلی ہذا سائر المرکبات

اذا کان بعض مفرداتہ نجسا ولا یخفی فسادہ انتہی اسکا حال یہ ہے کہ اہل ترجیح اور افتائی جو قول امام محمد

رحمۃ اللہ تعالیٰ پر فتوے دیا ہے تو مطلقا نہیں ہے بلکہ مخصوص ہے ساتھ ضرورت اور عموم بلوی کے

کما قال فی المجتبیٰ جعل الدہن النجس فی الصابون یفتی بطہارتہ لانہ تغیر والتغیر مطہر عند محمد ویفتی بہ

للبلوی انتہی وقال فی الدر المختار ویطہر زیت تنجس بجعلہ صابونا بہ یفتی للبلوی انتہی پس جن اطعمہ وغیرہ میں

مثلا پانی وغیرہ نجس پڑا ہے اگر ضرورت اور عموم بلوی ہے یعنی عامۂ مسلمین اسمیں مبتلا ہیں اور بچنا اُس

دشوار ہے تو موافق قول مذکور کے بلاشبہ وہ پاک ہیں لیکن ظاہر ہے کہ ان بلاد میں اطعمہ وغیرہ میں عموم

بلوی اور ضرورت نہیں ہے پس لزوم طہارت بھی نہو گا اور ثانیاً یہ کہ جس قول پر ارباب ترجیح وافتا

فتوے دیا تو کسی کو مقلدین میں سے خلاف اُسکا جائز نہیں کما قال فی الدر المختار اما نحن فعلینا اتباع

ما رجحوہ وما صححوہ انتہی پس شارح منیہ جو کسی قسم کی اہل ترجیح وافتا میں سے نہیں ہیں اُنکی اعتراض سے

قول مفتی بہ کیونکر متروک ہو سکے اور یہ کہنا کسیکا کہ یہ مذہب متقدمین فقہا نہیں ہے بلکہ متاخرین نے امام محمد

کے قول پر قیاس کرکے صابون کو طاہر کہا ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ قائل اس کلام کا فقہ سے ناآشنا ہے

بہاں قیاس کہاں ہے یہ تفریع ہے کلیہ قول امام محمد پر وکم من فرق بین القیاس والتفریع اور تفریع

کرنے والے بھی فقط متاخرین نہیں ہیں بلکہ متقدمین میں ارباب ترجیح بھی ہیں جیسے ابو نصر محمد ابن سلام جو

مماثل اور ہم پلہ ہیں ابوحفص کبیر کی کہ وہ تلمیذ خاص ہیں امام محمد کے قال فی الفوائد البہیۃ محمد بن سلام ابو نصر البلخی
وہو صاحب الطبقۃ العالیۃ حتی انہم عدوہ من اقران ابی حفص الکبیر قال الجامع ذکر الفقیہ ابو اللیث فی اٰخر کتاب
النوازل ان وفاتہ کان خمس وثلاثمائۃ انتہی اسی طرح اور اہل ترجیح وافتاء اسمیں شریک ہیں کما مر من البزازی وغیرہ
اور یہ جو معترض نے لکھا ہے کہ مجیب نے حاشیہ شامی سے علت تطہیر کی دو چیزیں نقل کیں انقلاب بحقیقت اور عموم
بلوی یہاں دونوں میں سے ایک بھی پائی نہیں جاتی اسلئے کہ پتلی چیز گاڑھی ہوگئی فقط اور پتلی چیز گاڑھی ہونے یا
گاڑھی کے پتلی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا انتہی اسمیں اولاً یہ ہے کہ مجیب نے علت تطہیر کی دو چیزیں ہرگز
نقل نہیں کیں فقط انقلاب بعین شامی سے نقل کیا ہے البتہ یہ امر شامی میں مذکور ہے کہ انقلاب عین سے حصول
تطہیر مذہب امام محمد رحمۃ اللہ تعالے کا ہے اور اس قول پر بجہت عموم بلوی کے فتوی دیا گیا ہے کما قال ثم العلۃ
العلۃ عند محمد ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر انتہی وقال فی موضع اٰخر علی قول
صاحب الدر المختار لا یکون نجسا رماد قذر والا لزم نجاسۃ الخبز فی سائر الامصار انتہی ای وان الاقل انہ لا یکون
نجسا وظاہرہ ان العلۃ الضرورۃ وصریح الدر وغیرہ ان العلۃ انقلاب العین کما یاتی لکن قدمنا من المجتبی ان
العلۃ ہذہ وان الفتوی علی ہذا القول للبلوی فمفادہ ان عموم البلوی علۃ اختیار القول بالطہارۃ المعللۃ بانقلاب
العین فتدبر انتہی ثانیاً یہ ہے کہ مجیب نے یہ کہاں دعوی کیا ہے کہ پتلی چیز کے گاڑھی یا گاڑھی چیز کے پتلی ہونے
کو انقلاب عین لازم ہے کہ معترض یہ لکھتا ہے کہ اس سے انقلاب لازم نہیں آتا مجیب نے تو وقوع انقلاب
کا صورت مخصوصہ میں قول کیا ہے اور لزوم انقلاب میں اور وقوع انقلاب میں عاقل بصیر کے نزدیک فرق بین ہے
اور پتلی چیز گاڑھی ہونے سے وقوع انقلاب میں قطعاً متحقق ہے جیسے خون گاڑھا ہو کر مشک ہوگیا اور نطفہ
گاڑھا ہو کر مضغہ ہوگیا قال فی رد المحتار علی قول صاحب الدر والمسک طاہر حلال لانہ وان کان دما فقد تغیر فیصیر
طاہرا کرماد العذرۃ خانیۃ والمراد بالتغیر الاستحالۃ الی الطیبۃ انتہی وقال ایضاً ونظیرہ فی الشرع النطفۃ
نجسۃ وتصیر علقۃ وہی نجسۃ وتصیر مضغۃ فتطہر انتہی پس یہ کہنا کہ پتلی چیز گاڑھی ہونے سے انقلاب لازم نہیں آتا باطل محض
ہے اور وہ جو معترض نے عبارت مکتوب پنجاہ و سوم مجلد ثالث مکتوبات شریف حضرت امام ربانی مجدد الف
ثانی رضی اللہ تعالی عنہ کی نقل کی ہے اور مجلد ثالث کو مجلد ثانی تعبیر کیا ہے حالانکہ یہ کہ کلام امام ربانی
رضی اللہ تعالے عنہ بیچ باب حصول فناد بقا ہے اور عدم انقلاب عین واثر بمعنے انصباغ ممکن بصفات واجب اور
انقلاب عین نہ مفاد ہے اس کلام کا نہ مراد ورنہ نعوذ باللہ تعالے ممکن منسلب واجب ہوجائے جو عین الحاد و ارتداد ہے
چنانچہ بعد کلام منقول کے مکتوب موصوف میں تصریح عدم انقلاب کی بصورت مذکورہ موجود ہے بلکہ انصباغ
احدہما کا دوسرے سات صفات و احکام آخر کے وہو ہذا فان قلت الیک قسمت فی ایجاب تبدیلا وسائل ان

زوال العین والاثر انما یکون شہود یا لا وجودیا لاستلزام الالحاد والزندقۃ ورفع الاثنینیۃ الثانیۃ بین العبودیۃ
والربوبیۃ فما معنے زوال العین والاثر فی الوجود ہہنا قلت الانصباغ الشی بحیث یصیر احدہما متحلیا عن احکامہ و
منصبغا باحکام الآخر لا یوجب رفع الاثنینیۃ عنہما حتی یکون الحادا وزندقۃ فان الانسان الملقی فی معدن الملح ما تحسح الملح
وازال اثنینیتہ بل حصل لہ من جوار الملح وسلطانہ فنا عن نفسہ وعن صفاتہ وبقاء بالملح واحکامہ مع بقاء الاثنینیۃ
انتہی بقدر الحاجۃ اب ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ مقصود اس کلام سے انقلاب عین ہے لیکن اس کلام میں حصر انقلاب
عین کا بیچ اسی صورۃ مذکورہ کے کہاں ہے پس ممکن ہے کہ جیسے اس محل مذکور میں انقلاب عین ہوگیا اسیطرح
بعض مواقع میں سوا اس نہج کے بھی انقلاب عین ہوجائے قولہ باقی رہا عموم بلوی سو وہ یہاں خود مفقود ہے
کیونکہ رس کا کڑھاؤ کچھ تالاؤ نہیں ہے بلکہ کنوئیں کا سا بھی حال نہیں ہے کہ عوام الناس سے اسکا احتیاط نہو سکے
انتہے اقول یہ کلام اس قائل کا ادل دلیل اور اوضح برہان ہے اوپر رسائی فہم اور فقہ شناسی معترض کے بہلا
ذرا غور کو کرو تالاؤ ہونے یا نہونے کو عوام بلوی اور عدم عموم میں کیا مداخلت عموم بلوی تو عند الفقہا عبارت اس
سے ہے کہ کسی امر میں ابتلا عام ہو اور بچنا اس سے دشوار ہو پس رس کا کڑھاؤ اگر تالاب ہوتا اور بچنا سہل
ہوتا تو باوصف تالاب ہونے کے بھی عموم بلوی متحقق نہوتا اور اگر رس کا کڑھاؤ تالاب نہیں لیکن اس میں باوصف
اختلاط نجاست کے عامہ مسلمین کو ابتلا ہے اور بچنا اس سے دشوار ہے کما سیظہر تفصیلہ تو باوجود تالاب
نہونے کے عموم بلوی موجود ہے قال فی الاشتباہ والنظائر اعلم ان اسباب التخفیف فی العبادات وغیرہا سبعۃ
الاول السفر الثانی المرض الثالث الاکراہ الرابع النسیان الخامس الجہل السادس العسر وعموم البلوی الخ اب محل غور ہے
کہ فقہا نے جو تغیرات اور انقلاب عین سے حکم طہارت نجاست کا فرمایا تو یہ موافق قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ
کے ہے اور بسبب ابتلائے عام اور عسر احتراز کے اسی قول پر فتوی دیا ہے کما مر اور یہ بھی مصرح فرمادیا
ہے کہ یہ حکم مخصوص ساتھ تغیر اور انقلاب معین کے نہیں ہے بلکہ جسجگہ تغیر اور انقلاب متحقق ہو اور عموم بلوی
پایا جاوے تو اس جگہ حکم طہارت کا موافق قول مذکور مفتی بہ کی کیا جاوے کما قال فی رد المحتار ثم اعلم ان العلۃ عند محمد
ہی التغیر وانقلاب الحقیقۃ وانہ یفتی بہ للبلوی کما علم مما مر ومقتضاہ عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فیدخل فیہ
کل ما کان فیہ تغیر وانقلاب حقیقۃ وکان فیہ بلوی عامۃ فیقال کذلک فی الدبس المطبوخ الخ اور وہ جو علامہ شامی نے
اسپر استدراک کیا ہے اور کہا لکن قد یقال ان الدبس لیس فیہ انقلاب حقیقۃ لانہ عصیر جمد بالطبخ وکذا السمسم اذا درس
واختلط دہنہ باجزائہ ففیہ تغیر وصف فقط کلبن صار جبنا وبر صار طحینا وطحین صار خبزا بخلاف نحو خمر صار خلا وحمار وقع
فی مملحۃ فصار ملحا وکذا دردی الخمر صار طرطیرا وعذرۃ صارت رمادا وحماۃ فان ذلک کلہ انقلاب حقیقۃ الی حقیقۃ
اخری لا مجرد انقلاب وصف کما سیاتی انتہی اسکا جواب اولا یہ ہے کہ یہ استدراک بے نصفہ ترجیح لیس قول مفتی اور

کلیتہ یہ امر واضح ہے کہ جس چیز میں تغیر اور انقلاب حقیقۃ ہو اور بلوائے عام پایا جاوے تو وہ چیز حکم طہارت کلیہ
قول امام محمد میں جو مفتی بہ ہے داخل ہے پس یہ کہنا کہ اس حکم پر کوئی روایت نہیں نقل کی دال ہے اور بکمال دانائی
اور بینائی معترض کے حق یہ ہے کہ قایل اس کلام کا اس حدیث متفق علیہ کا مصداق ہے ان اللہ لا یقبض العلم
انتزاعا ینتزعہ من العباد ولکن یقبض العلم بقبض العلماء حتی اذا لم یبق عالم اتخذ الناس رؤسا جہالا فسئلوا فافتوا
بغیر علم فضلوا واضلوا انتہی اور یہ جو کہا کہ تبدل حقیقۃ کی یہ معنے ہیں کہ شئی اول منتفی اور بالکل نابود ہو جائے الخ
جواب اسکا یہ ہے کہ یہ زعم کاسد ہے اس قایل کا اور مخالف ہے تصریح فقہاء متقدمین کے چنانچہ مجیب مصیب نے
اور نیز ہمنے پیشتر ذکر کر دی ہے قال العلامۃ ابن الہمام تنتفی الحقیقۃ بانتفاء بعض اجزاء مفہومہا فکیف بالکل یعنی جو کوئی
جزء مفہوم شئے کا منتفی ہو جائیگا تو وہاں حقیقۃ منتفی ہو جائیگی پس اگر کل بدلجائے تو بالاولی حقیقۃ بدل جائیگی اب غور کرو
کہ رس کے مفہوم میں رقت اور سیلان معتبر ہے اسکو ہر عاقل منصف جانتا ہے کہ شکر اور راب اور گڑ کو کبھی رس
نہیں کہیں گے اور وہ رقت اور سیلان راب وغیرہ میں منتفی ہے پس تبدل حقیقۃ ہو گیا پھر یہ کہنا کہ رس منتفی اور نابود
نہیں ہوا ہمنے ہے قابل اصغا نہیں اور افسوس ہے ہزار افسوس ہے کہ یہ قائل باوجود تصریح ابن الہمام کے یہ نہ سمجھا کہ رس کو
بنجانے راب اور گڑ وغیرہ کے باعتبار انتفاء بعض اجزاء مفہوم رس کے جو وہ رقت اور سیلان ہے انقلاب حقیقۃ ظاہر
اور نہ یہ سمجھا کہ مقصود علامہ شامی کا نقل کرنے کلام کسی قائل سے جو قد یقال کر کے نقل کیا ہے اثبات قول مفتی بہ کا نہیں
ہے بلکہ بیان ہے اشتباہ کا ورنہ اکثر روایات فقہ میں اشتباہات وارد ہوتے ہیں اور ان سے قول مفتی بہ رفع
نہیں ہوتا کما لا یخفی علی الماہر اور یہ کہنا کہ مسئلہ طہارت صابون کا سلف سے مروی نہیں بلکہ متاخرین نے اسکو امام محمد رحمۃ
اللہ علیہ کے قول پر قیاس کیا ہے جواب اسکا پیشتر ہو چکا کہ نہ یہ قیاس ہے بلکہ تفریع ہے کلیہ پر اور متاخرین نے فقط تفریع کی
بلکہ متقدمین کا بھی یہی مختار اور مفتی بہ ہے گو بعض کا اسمیں اختلاف بھی ہے لیکن فتویٰ انکے قول پر نہیں ہے کما سلف منا سابقا اور وہ جو
معترض نے کہا کہ طہارت صابون پر یہ شبہہ ہے کہ شرح منیہ میں مطلوب و مقصود لا یعتبر الدہن تو جیسی ہیں لبعض متاخرین کی اور وہ تصریح
صحیح انکی ہو سکتا یہ ہے کہ یہ کلام امام محمد کا علی التسلیم محمول ہے صورت غیر انقلاب حقیقۃ پر جیسے پانی ڈالکر جوش دیکر تیل کو پاک کرتے
ہیں کما قال فی رد المحتار والدہن یصب علیہ الماء فیغلی فیعلو الدہن الماء فیرفع بشئی ہکذا ثلث مرات وہذا عند ابی یوسف رحمۃ
خلافا لمحمد رحمۃ وہو اوسع وعلیہ الفتویٰ انتہی پس احتمال تدافع کلام امام محمد رحمۃ میں نہ باقی رہا اور یہ جو کہا کہ قیاس راب کا صابون
پر درست نہیں الخ اسکا جواب مفصلا گذر چکا کہ یہ قیاس راب کا صابون پر نہیں ہے بلکہ بیان اور تفریع ہے کلیہ کو مفتی بہ کے
یعنی جس طرح صابون ایک جزئی ہے اس کلیہ کا اسیطرح راب اور گڑ وغیرہ کو ایک جزئی ہے فلا قیاس ہہنا ولا تفرقۃ بینہما
فی محلۃ نصاراۃ المدفق ۔ المجیب محمد ارشاد حسین احمدی الجواب صحیح محمد گوہر علی الجواب صحیح محمد عبد القادر
ہذا اخر الجزء الاول من فتاوی الارشادیہ
اخری لامجرم القاد شعف د اسمالی انتی بسم دایب اولایہ ہے مہ

فقیہ عصر بحر العلوم

مولانا مفتی ارشاد حسین رامپوری رحمۃ اللہ علیہ کے فتوؤں کا مجموعہ

فتاوی ارشادیہ حصہ اوّل دوم

اور آپ کی علمی و تحقیقی کتاب

انتصار الحق

اس کتاب کا ہر سنی حنفی عالم کے پاس ہونا ضروری ہے

دو سو تہتر علوم پر مکمل دسترس رکھنے والے

عالم علم لدنی حضرت شیخ عبد العزیز پرہاروی

صاحب نبراس کی تفسیر قرآن مجید

لوح محفوظ